

نعت ارمغان

چودہ سو سال
نعتوں کا انتخاب

طبع سوم بہ ترتیب نو

شفیق بلوی

نفیس اکیڈمی
اسٹریچن روڈ
کراچی

نذرِ فلو صی
حضرت مظهرِ وادی
کی خدمت میں

نذرِ گزار

۸۵-۱-۲۲

نعتِ ارمغان

چودہ سو سال
نعتوں کا انتخاب

طبع سوم بہ ترتیب نو

شفیق بلوی

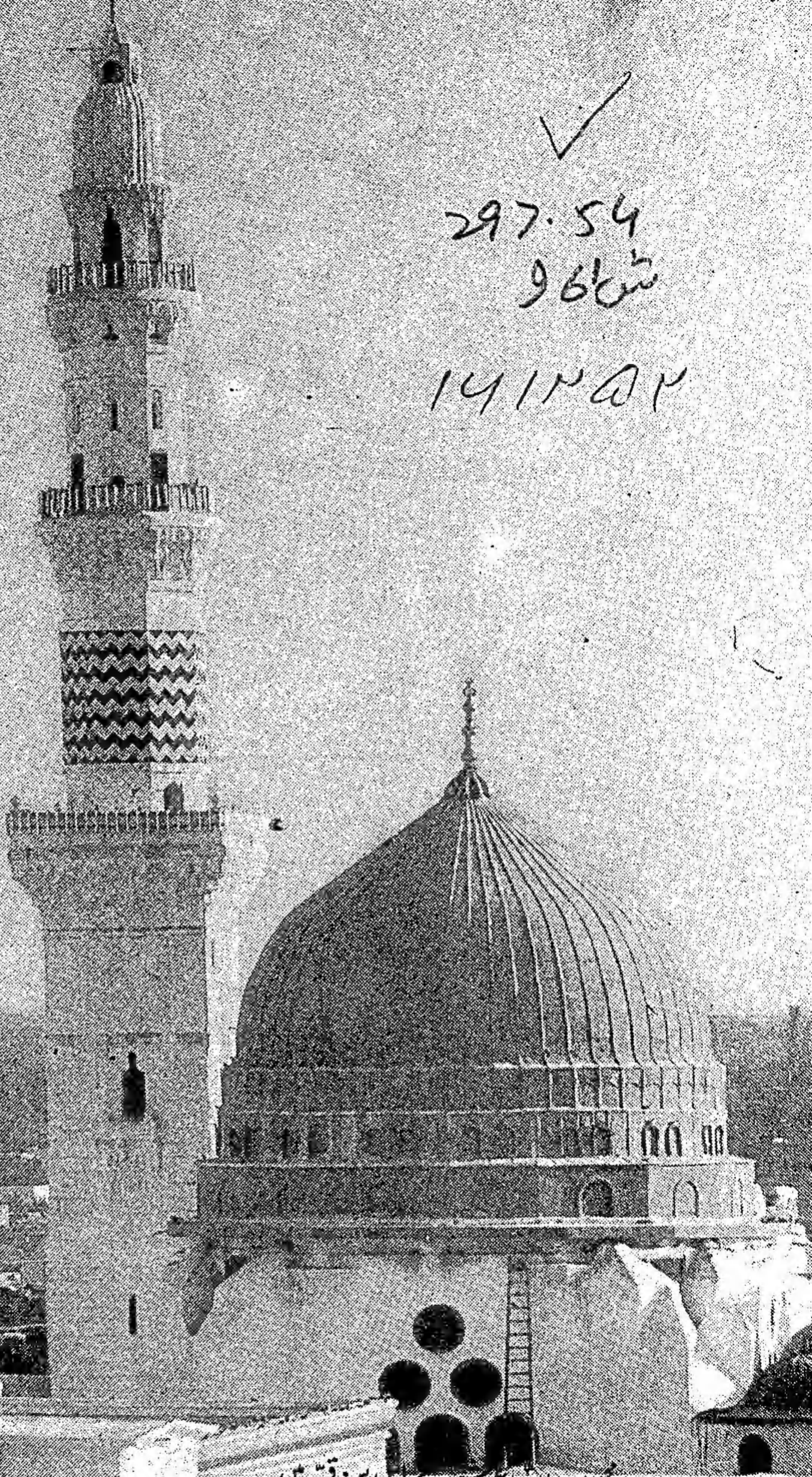
نفیس اکیڈمی
اسٹریچن روڈ
کراچی

✓

297.54

ش 6

141202



محبوب ریاض عربستان ہے اہل ہنر قبہ میں
ہر پلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے



مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

وَمَا فَعَنَّا لَكَ ذِكْرَكَ

شفیق بریلوی

مولینا سید عبد القدوس ہاشمی

سرسید احمد خان

مولینا سید حسن مثنیٰ ندوی

نعت رسول کریمؐ بزبان حضرت سلیمان علیہ السلام

نعت رسول کریمؐ بایات قرآن حکیم

کہہ دو کہ ملک گوش بر آواز رہیں

مداح پیمبرؐ کی زبان کھلتی ہے

۴۹	حضرت حسان بن ثابت رضی	۳۵	حضرت ابوطالب
۵۰	حضرت عمرؓ (جن)	۳۶	حضرت حمزہ رضی
۵۴	امام زین العابدین رضی	۳۷	حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی
۵۵	امام ابوحنیفہ رضی	۳۸	حضرت فاطمہ الزہرا رضی
۵۷	فردوسی طوسیؒ	۳۹	حضرت ابوبکر صدیق رضی
۵۸	سنائی غزنویؒ	۴۰	حضرت ابوسفیان رضی
۵۹	عمر خیام	۴۲	حضرت عمر فاروق رضی
۶۰	غوث اعظمؒ	۴۳	حضرت عباس رضی
۶۱	خاتانیؒ	۴۴	حضرت عثمان غنی رضی
۶۲	نظامی گنجویؒ	۴۵	حضرت علی مرتضیٰ رضی
۶۳	خواجہ بخت یار کبکیؒ	۴۷	حضرت کعب بن زہیر رضی
۶۴	خواجہ نعین الدین چشتیؒ	۴۸	حضرت عائشہ صدیقہ رضی

۹۰	عبد اللہ قطب شاہؒ	۶۵	عطار نیشاپوریؒ
۹۱	ولی گجراتی	۶۶	ابن العربیؒ
۹۲	وحدت و گل مرہندیؒ	۶۷	حضرت شمس تبریزیؒ
۹۳	قاضی محمود بحری	۶۸	مولینا رومیؒ
۹۴	بیدل عظیم آبادی	۶۹	سعدی شیرازیؒ
۹۵	فراقی بیجا پوری	۷۰	بو صیریؒ
۹۶	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۷۱	مولینا شہاب الدینؒ
۹۷	سراج اورنگ آبادی	۷۲	بو علی شاہ قلندرؒ
۹۸	مظہر جان جاناںؒ	۷۳	خواجہ نظام الدین اولیاءؒ
۹۹	میرزا سودا	۷۴	حضرت امیر خسروؒ
۱۰۰	خواجہ میر دردؒ	۷۵	عراقی ہمدانیؒ
۱۰۱	شاہ ابدال پھلواڑیؒ	۷۶	حافظ شیرازیؒ
۱۰۲	آزاد بلگرامی	۷۷	ابن خلدونؒ
۱۰۳	میر حسن دہلوی	۷۸	بندہ نواز گیسو درازؒ
۱۰۴	آگاہ ویلوری	۷۹	مولینا جامیؒ
۱۰۵	میر تقی میر	۸۰	شہنشاہ ہمایوں
۱۰۶	جرات دہلوی	۸۱	مولینا عرفیؒ
۱۰۷	انشاء لکھنوی	۸۲	فیضی
۱۰۸	شاہ رفیع الدین دہلویؒ	۸۳	خواجہ باقی باللہؒ
۱۰۹	شاہ عبدالعزیز دہلویؒ	۸۴	محمد قلی قطب شاہ
۱۱۰	مصطفی امروہوی	۸۵	نظیری نیشاپوری
۱۱۱	رافت رام پوری	۸۶	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
۱۱۲	مولینا محمد اسماعیل شہیدؒ	۸۷	قدس
۱۱۳		۸۸	
۱۱۴		۸۹	

۱۳۹	تسلیم	۱۱۵	نظیر اکبر آبادی
۱۴۰	نساخ عظیم آبادی	۱۱۶	شاہ نیاز بریلویؒ
۱۴۱	مولینا امداد اللہ تھانویؒ	۱۱۷	رنگین دہلوی
۱۴۲	مذاق میاں بدایونی	۱۱۸	نساخ لکھنوی
۱۴۳	آہی، سرسید احمد خاں	۱۱۹	شہیدی بریلوی
۱۴۴	بیان ویزدانی میرٹھی	۱۲۰	شاہ غمگین دہلویؒ
۱۴۶	امیر مینائی لکھنوی	۱۲۱	مومن خاں مومن دہلوی
۱۴۷	داغ دہلوی	۱۲۲	قاآنی شیرازی
۱۴۸	محسن کاکوروی	۱۲۳	ذوق دہلوی
۱۴۹	غنی غازی پوری	۱۲۴	کافی مراد آبادی
۱۵۰	شہزادہ انجم	۱۲۵	مولینا فضل حق خیر آبادیؒ
۱۵۱	مولینا حسن بریلویؒ	۱۲۷	ظفر بہادر شاہ
۱۵۲	آصف جاہ	۱۲۸	بندہ شاہ چشتیؒ
۱۵۳	مولینا احمد حسن نیازیؒ	۱۲۹	غالب
۱۵۵	علامہ شبلی نعمانیؒ	۱۳۰	شیفہ
۱۵۶	حالی پانی پتیؒ	۱۳۱	حافظ بیلی بھتی
۱۵۸	وقار ام پوری	۱۳۲	امیس لکھنوی
۱۵۹	آسی غازی پوری	۱۳۳	دبیر لکھنوی
۱۶۰	مولینا اسماعیل میرٹھی	۱۳۴	نصر پھلوارویؒ
۱۶۱	قبیر وارثی	۱۳۵	شہید امیٹھویؒ
۱۶۲	مولینا احمد رضا بریلویؒ	۱۳۶	فتلق میرٹھی
۱۶۳	شاد عظیم آبادی	۱۳۷	مولینا قاسم ناتوتویؒ
۱۶۵	گرامی جالندھریؒ	۱۳۸	لطف بریلوی

۱۹۱	جلیل مانگ پوری	۱۶۶	ممتاز جہاں گنگوہیؒ
۱۹۲	اختر شیرانی	۱۶۷	مولینا عزیز صفی پوریؒ
۱۹۳	حسرت موہانی	۱۶۸	احقر بہاری
۱۹۴	آرزو لکھنوی	۱۶۹	اکبر میرٹھی
۱۹۵	سیماب اکبر آبادی	۱۷۰	مولینا جوہر رام پوری
۱۹۶	سیف ٹونگی	۱۷۱	فیروز الدین طغرائی
۱۹۷	صفی لکھنوی	۱۷۲	انور عظیم آبادی
۱۹۸	شافی الہ آبادی	۱۷۳	ریاض خیر آبادی
۱۹۹	سید سلیمان ندویؒ	۱۷۴	عزیز لکھنوی
۲۰۰	وحشت کلکتوی	۱۷۵	اصغر گوندوی
۲۰۱	مناظر احسن گیلانیؒ	۱۷۶	علامہ اقبال سیال کوٹی
۲۰۲	ظفر علی خاںؒ	۱۷۷	آسی لکھنوی
۲۰۳	کوثر مسندیلوی	۱۷۸	احسن مارہروی
۲۰۴	اختر حیدر آبادی	۱۷۹	آغا شاعر قزل باش
۲۰۵	نشر	۱۸۰	کیف ٹونگی
۲۰۶	آزادؒ	۱۸۱	اکبر الہ آبادی
۲۰۷	سالک	۱۸۲	خلق
۲۰۸	دل شاہ جہاں پوری	۱۸۳	شفیق عماد پوری
۲۰۹	خاکی چشتی	۱۸۴	بیدم شاہ وارثی
۲۱۱	نعیم مراد آبادی	۱۸۵	خالد بنگالی
۲۱۲	بکر مراد آبادی	۱۸۷	سائل دہلوی
۲۱۳	نوح ناروی	۱۸۸	بسمیل جے پوری
۲۱۴	امجد حیدر آبادی	۱۸۹	سہیل اعظم گڑھی

۲۴۰	شرقی	۲۱۵	ہادی مجلی شہری
۲۴۱	بہزاد لکھنوی	۲۱۶	اصطفیٰ لکھنوی
۲۴۲	دور ہاشمی کان پوری	۲۱۷	ادیب سہارنپوری
۲۴۳	شورش کاشمیری	۲۱۸	حمید عظیم آبادی
۲۴۵	سلیم	۲۱۹	ظریف جبل پوری
۲۴۶	عزیز	۲۲۰	حامد حسن قادری
۲۴۷	جعفری	۲۲۲	فائق مخدوم پوری
کیا مراٹھ ہے مری مدح نگاری کیا چیز		۲۲۳	معروف امیٹھوی
جب خدا خود ہی ثنا خواں ہے رسولِ عربی		۲۲۴	طاہر سیف الدین
۲۵۱	جوش ملیح آبادی	۲۲۶	حمید صدیقی لکھنوی
۲۵۳	دانش کاندھلوی	۲۲۷	عثمان علی خاں
۲۵۵	حفیظ جالندھری	۲۲۸	مراج لکھنوی
۲۵۶	ماہر القادری	۲۲۹	راز بریلوی
۲۵۷	نسیم امروہوی	۲۳۰	شکیل بدایونی
۲۵۹	رئیس امروہوی	۲۳۱	ضیاء القادری بدایونی
۲۶۰	اقبال عظیم	۲۳۲	ضیاء جعفری
۲۶۱	شور علیگ	۲۳۳	روش صدیقی
۲۶۳	سید آل رضا	۲۳۴	تمتاعمداری
۲۶۵	سید ہاشم رضا	۲۳۵	ظفر
۲۶۷	شاعر لکھنوی	۲۳۶	یوسف ظفر
۲۶۸	فضلی	۲۳۷	حفیظ ہوشیار پوری
۲۶۹	قاسمی	۲۳۸	راجہ محمد امیر احمد خان
۲۷۱	حقی	۲۳۹	گوہر قائم گنجوی

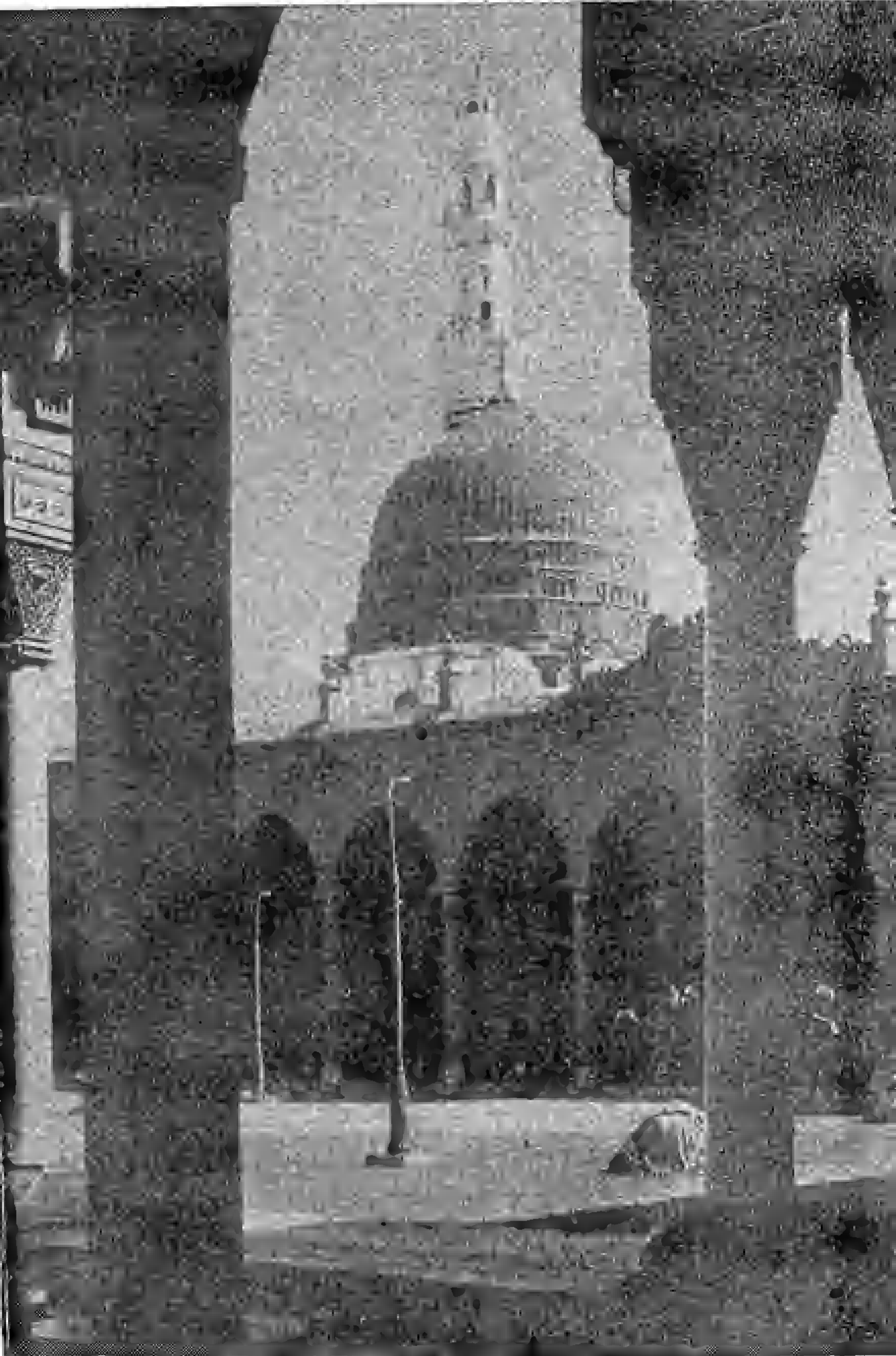
۳۰۱	شاہد حیدر آبادی	۲۷۲	انور صابری
۳۰۲	خاطر غزنوی	۲۷۳	تبستم
۳۰۳	طاہر فاروقی	۲۷۴	فتانظامی
۳۰۴	محسن احسان	۲۷۵	ساغر نظامی
۳۰۵	حافظ لدھیانوی	۲۷۶	رعنا اکبر آبادی
۳۰۶	ساقی جاوید	۲۷۷	نشور واحدی
۳۰۷	بیکت امر وہوی	۲۷۸	تابش دہلوی
۳۰۸	راغب مراد آبادی	۲۷۹	مشر بدایونی
۳۰۹	اعظم چشتی	۲۸۰	منور بدایونی
۳۱۰	اعجاز رحمانی	۲۸۱	فگار بدایونی
۳۱۱	عابد نظامی	۲۸۲	نعیم صدیقی
۳۱۲	جلیل تدوائی	۲۸۴	صبامتھراوی
۳۱۳	فرحت شاہ جہان پوری	۲۸۶	شفیق کوٹی
۳۱۴	قمر میرٹھی	۲۸۷	کوثر نیازی
۳۱۵	خلیل	۲۸۸	ذہین تاجی
۳۱۶	خالد	۲۸۹	مفتی محمد شفیع
۳۱۸	فطرت	۲۹۰	عبرت صدیقی بریلوی
۳۱۹	حشری	۲۹۱	صبہ اختر بریلوی
۳۲۰	امید ڈبائیوی	۲۹۳	فقیر مارہروی
۳۲۱	سلیم احمد	۲۹۴	تائب
۳۲۲	جمال سویدا	۲۹۵	نیر واسطی
۳۲۳	ضمیر جعفری	۲۹۶	تکین قریشی
۳۲۴	مظفر وارثی	۲۹۷	اقبال صفی پوری
۳۲۶	قاضی نذر الاسلام	۲۹۸	ثاقب زیروی
۳۲۷	خورشید آرا بیگم	۲۹۹	رحمن کیانی

۳۵۷	رحمان بابا
۳۵۸	حزہ شنواری
۳۵۹	منظر فریادی
۳۶۰	سائیں پشاور
۳۶۱	شاہ عبداللطیف بھٹائی
۳۶۲	محمد سلیم جان مجددی
۳۶۵	عبدالرحیم ارشد
۳۶۶	انجم بالائی
۳۶۷	طالب المولیٰ
۳۶۸	عبدالحمیم جوش
	کچھ عشق پیسے میں نہیں شرط مسلمان
	ہیں کوثری ہندو بھی طلب گار محمدؐ
۳۷۱	کبیر داس بنارس
۳۷۲	گورو نانک
۳۷۳	سرور جہان آبادی
۳۷۴	مکشن پرشاد
۳۷۵	دلورام کوثری
۳۷۶	کیفی دہلوی
۳۷۷	ہری چند اختر
۳۷۸	تلوک چند محروم
۳۷۹	عرش ملیانی
۳۸۰	فراق گورکھپوری
۳۸۱	سحر
۳۸۲	آزاد
۳۸۳	بھگوان

۳۲۸	اداجعفری بدایونی
۳۲۹	سعیدہ عروج مظہر
۳۳۱	وحیدہ نسیم
۳۳۲	مسرت نوری
۳۳۳	در شہوار نرگس
۳۳۴	روحی علی اصغر
۳۳۵	شمیم جالندھری
۳۳۶	تبسم فاروقی
۳۳۷	تہنیت النساء
۳۳۸	اختر حیدر آبادی

علاقائی

	ہر گوشے میں ہر طبقے میں تیرے فدائی ملتے ہیں
	گوں رہا ہے سرورِ عالم کون و مکان میں نام تیرا
۳۴۱	سید بلھے شاہ
۳۴۲	سید وارث شاہ
۳۴۵	مولوی غلام رسول
۳۴۷	میاں محمد بخش جہلمی
۳۴۸	مولوی دلپزیر بھیروی
۳۴۹	کشتہ امرتسری
۳۵۰	پیر فضل حسین
۳۵۱	مولینا عرشی امرتسری
۳۵۲	ڈاکٹر فقیر محمد
۳۵۳	خواجہ غلام فرید
۳۵۴	پیر مہر علی شاہ
۳۵۶	خوش حال خاں خشک



میدان نبوی اور سبز گنبد کا ایک دلکش نظارہ

محکم دلائل و سوا

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُونہ رسیدی تمام بولہبی ست

سید المرسلین، رحمت للعالمین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، جن سے محبت کا نام ایمان ہے اور جن کی سیرت و خصلت کا ہی نام قرآن ہے، جن کی مدحت خود خدا نے بزرگ و برتر فرماتا ہے، جن کی تعریف و توصیف کے ترانے فرشتے گاتے ہیں، اس انسانِ کامل، خلقِ مجسم کے دربار میں ایک گدائے بے نوا کو یہ ارمغان پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، اور یہ فخر اور یہ سعادت ایک بار نہیں دوبار نصیب ہوئی، اور اس کی قبولیت کے بارے میں کیا عرض کروں، ایک جانب شہرت اور مقبولیت کا یہ عالم کہ پہلی اشاعت جو ریح الاول شریف ۱۳۹۵ھ ہجری میں پیش کی گئی وہ چند ہی ماہ میں ختم ہو گئی، دوسری جانب تحسین و توصیف کی صدائیں نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام سے آئیں اور بات یہاں تک پہنچی کہ میرے ایک

بزرگ دوست نے اللہ کے گھر سے آواز دی کہ ”آپ کی یہ کوشش کارآمد،
جو ارمانِ نعت کی تشکیل و تدوین میں صرف ہوئی، مقبول بارگاہِ ایزدی ہو
چکی ہے، آپ کو بشارت ہو“

اس منزل میں مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ میں کس قابل ہوں، ایک حقیر
پر تقصیر انسان، لیکن سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ التفات جس پر
ہو جائے وہ سب کچھ ہو جاتا ہے اور۔ ع

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

اور بھی بہت سے طریقوں سے مجھے اپنی اس دینی مساعی کو حُسن قبول
سے نوازے جانے کے غیبی اشارے ملتے رہے، بلکہ آج خود میرا حال و قال اور
میری زندگی کے تمام گوشے ان غیبی اشاروں سے عبارت نظر آتے ہیں۔

بعض حضرات نے اس مجموعہ میں یہ تو دیکھا کہ کیا نہیں ہے، لیکن یہ نہیں
دیکھا کہ اس میں کیا ہے، میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میرے خیال
میں اس قسم کے مجموعوں کے کامل اور مکمل ہونے کا تصور ہی صحیح نہیں ہے، بھلا
کون ہے جو نعتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل مجموعہ ترتیب دے
سکتا ہو، فردِ واحد تو کجا دنیا کے مختلف ادارے بھی مل کر یہ کام کریں تو بھی
نعتوں کا بہت بڑا حصہ چھوٹ جائے گا اور یقیناً چھوٹ جائے گا یہاں مجھے
اس امر کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے کہ اپنی اس کاوش اور پیشکش کے مکمل
ہونے کے علاوہ اغلاط سے بالکل پاک ہونے یا اپنے انتخاب کو بہترین اور
معیاری قرار دینے کا مجھے پہلے بھی دعویٰ نہ تھا اور اب بھی یہ احساس اور یہ
اعتراف قائم ہے، یہ انتخاب میرے مذاق، میرے جذبات اور میرے
احساسات کا آئینہ دار ہے، بارگاہِ رسالت میں نعتوں کا یہ معطر گلستا

جو میں نے پیش کیا ہے اس میں میری پسند اور میرے دل کی دھڑکنیں شامل ہیں۔
 ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک
 کی پیروی اور فخر موجودات کی ذات والا صفات سے عقیدت و محبت کے بغیر
 انسان کا تعلق خدائے قدوس اور اسلام سے بے معنی ہے، جلیل القدر صحابی اور
 خادم بارگاہ مصطفوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔
 ”جسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت
 اپنے ماں باپ اور اپنے بیٹے سے بھی زائد نہ ہو، اس کا دعوائے

ایمان قابل قبول نہیں۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا ہی نام دین
 سے سچا لگاؤ اور اسلام سے سچی محبت ہے، چنانچہ یہ گلدستہ نعت جو میری
 زندگی کا حاصل ہے، اور صلوٰۃ و سلام کی یہ ڈالی جو نذر عقیدت کے طور پر محبوب
 کبریا، سردارِ انبیاء کے حضور میں نے ایک ناچیز اُمتی کی حیثیت سے پیش کی ہے،
 اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ایمان میں تازگی پیدا ہو، اور ہادی برحق سے
 محبت و تعلق جذبات کی صداقت اور خلوص کی شدت سے نمایاں ہوں، اُن
 کا ذکر، اُن کی مدح، اُن کی یاد، یہ بھی ایک بڑی عبادت اور سعادت ہے
 اُن پر لاکھوں درود و سلام۔

یوں تو نقشِ اوّل کو بھی اہل دل اور اہل نظر نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور
 عاشقانِ رسولؐ اس کو پڑھ کر جوشِ عقیدت میں تڑپ اٹھے، لیکن نقشِ سوم
 میں مزید کوشش و کاوش کے بعد جن مشاہیر کی نعتوں کا اضافہ کیا گیا ہے
 امید ہے کہ ان سے روح میں مزید تازگی و بالیدگی پیدا ہوگی، یہاں یہ نکتہ بھی
 ذہن میں رہے کہ خالق کائنات کے محبوب کی مدحت و نعت کا لکھنا ہی نہیں

بلکہ پڑھنا، جمع کرنا اور نشر و اشاعت کرنا بھی وجہ نجات بن سکتا ہے، بات
 صرف ذاتِ اقدس سے خلوص کی ہے، سچی لگن کی، شیفگی و محبت کی، مجھ
 جیسے پیچیدان نے بھی جب اُن کو آواز دی ہے، جب بھی اُن کے کرم کا
 طالب ہوا ہوں، تڑپ کر پکارا ہے تو بخدا مجھے جواب ملا ہے، میری مراد پوری
 ہوئی ہے، میری مشکلیں آسان ہوئی ہیں، اور کیا کیا ملا ہے، وہ ناقابلِ بیان
 ہے یہ خدائے بزرگ و برتر کا فضل و کرم اور شکر و احسان، ورنہ سچ یہ
 ہے کہ

ایں رہِ نعت کجا و من بیچارہ کجا
 ہاں، مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

وابتہ دامن رسولؐ

شفیق البریلوی

شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ ہجری
 ۱۹۷۹ء

۱/۸۶۰ فیڈرل، بی، ایریا، کراچی

فون ۶۸۲۴۴۹



نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

(مولینا سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی)

ن - ع - ت ، عربی زبان کا ایک مادہ ہے۔ لُغَت میں اس کے معنی ہیں۔ "اچھی اور قابلِ تعریف صفات کا کسی شخص میں پایا جانا۔ اور ان صفات کا بیان کرنا" کہتے ہیں نَعَتَ الرَّجُلُ یعنی اس آدمی میں خَلْقٌ و طَبْعاً بہترین خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح جب کوئی شخص اپنے ہم چشموں میں سب سے بلند مرتبہ اور سب سے بہتر صوری و معنوی صفات کا حامل ہو تو عربی محاورے میں کہیں گے هُوَ نَعْتَةٌ۔ وہ خوبی میں بہترین ہے۔

قرآن مجید میں اس مادہ کا کوئی صیغہ نہیں آیا ہے۔ احادیث میں دو تین جگہ یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ خوبیوں کے بیان کے لئے آیا ہے۔ کرمانی شرح البخاری اور طیبی شرح مشکوٰۃ میں یہ روایتیں موجود ہیں۔ علامہ محمد طاہر الفتنی نے اپنی مشہور کتاب مجمع بحار الانوار (لغات حدیث) میں بھی اسی وجہ سے مادہ ن - ع - ت کا ذکر کیا ہے۔

عربی زبان میں تعریف و توصیف کے لئے اور بھی بہت سے مصادر مستعمل ہیں مثلاً حمد، ثنا، مدح وغیرہ وغیرہ۔ اگرچہ ان سب کے محل استعمال میں ہمیشہ پوری

پابندی نہیں کی گئی۔ مگر اہل قلم حضرات نے عملاً لفظ حمد کو اللہ جل جلالہ کی تعریف کے لئے اور لفظ نعت کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا و صفت بیان کرنے کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ لفظ مدح کو عام تعریف و توصیف کے لئے لفظ ثنا کی طرح استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس طرح عربی، فارسی، اردو اور ترکی زبان میں ”نعت“ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا مراد ہوتی ہے۔ اس کی اتباع مسلمانوں کی دوسری زبانوں مثلاً سواحلی، اوگنڈی، انڈونیشی، اوسٹریوری اور ملايو وغیرہ میں بھی کی گئی۔ اور اب ان تمام زبانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف و تعریف کے لئے لفظ ”نعت“ ہی مستعمل ہے۔

نعت رسول^۱، نظم و نثر دونوں اقسام ادب میں لکھی جاتی رہی ہے۔ مگر عام طور پر نعت کا لفظ اُن نظموں کے لئے زیادہ استعمال ہوا ہے جو مدح رسول کے لئے لکھی گئی ہیں۔ شعرا نے جب بارگاہ رسالت میں قصاید مدحیہ کہہ کر عقیدت کے پھول پیش کئے تو متاخرین شعرا نے بادشاہوں، امیروں اور بزرگوں کی شان میں کہے ہوئے قصاید مدحیہ سے مدح رسول^۲ کو ممتاز رکھنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ انھیں نعت کا لقب دیا۔ اگرچہ سب نے، ہر زمانہ میں اور ہر مقام پر اس کی پوری پابندی نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کرنے کو لفظ مدح و مدحیج سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اب بھی بعض شعراء مدح رسول^۳ اور مدح رسول^۴ کہتے ہیں۔ لیکن لفظ نعت تقریباً مختص ہو گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے لئے۔ اور عرفی شیرازی متوفی بمقام لاہور ۹۹۹ھ نے تو اپنے مشہور و معروف قصیدہ میں نعت و مدح کے دونوں لفظوں کو ایک ہی مضرعہ میں استعمال کر کے اس فرق کو تقریباً واضح کر دیا ہے، کہتے ہیں ہ

عرفی مشتاب این رہ نعتست نہ صحرا آہستہ، کہ رہ بردم تیغ است قدم را

ہمشدار، کہ نتوان بیک آہنگ سرودن نعت شہ کونین، و مدح کے وجم را
 نعت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عقیدت کے پھول
 نظم و نثر دونوں ہی میں پیش کئے گئے ہیں، خود عہد نبوت میں بعض صحابہ کے خطبات
 میں یہ چیز دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً حضرت جعفر طیار کا دربار نجاشی میں خطبہ نثر میں نعت
 کا ایک نمونہ ہے۔ اُردو زبان میں علامہ شبلی نعمانی کی مشہور و معروف نثر ظہور قدسی اور
 علامہ سید سلیمان ندوی کے خطبات مدراس یہ سب نثری نعت کے بہترین نمونے ہیں۔
 لیکن دنیائے شعر و شاعری میں نعت ایک خاص صنف شاعری کا نام ہے جس میں شاعر
 حضور انور علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور میں اپنی عقیدت پیش کرتا ہے۔

یہ صنف شاعری عربی زبان میں اور عہد نبوت ہی میں پیدا ہو گئی تھی، اور یقیناً
 اسی عہد میں اسے پیدا ہو جانا چاہئے تھا۔ شاعری نام ہی ہے حقیقی جذبات قلبی کے
 اظہار کا جو کلام موزون و مقفی کی شکل میں ہو۔ مسلمانوں کو عموماً اور صحابہ کرام کو خصوصاً
 جو محبت اور دلی وابستگی ذات قدسی صفات حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے
 تھی اُس کا تقاضا ہی یہ تھا کہ دل کی بات زبان پر آئے اور جب آئے تو کیوں نہ شعر و سخن بن
 کر آئے۔ اس لئے تقریباً ان تمام صحابہ کرام نے جو شعر کہتے تھے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ کسی نے
 بہت کم اور کسی نے بہت زیادہ۔ حتیٰ کہ ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 اور حضرت بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب بھی بعض نعتیہ اشعار روایتوں
 میں مل جاتے ہیں۔ اگرچہ ان مقدس خواتین کی شہرت بحیثیت شاعرہ کے نہیں ہے مگر
 درایت یہ بات دُور از قیاس نہیں کہ انھوں نے کبھی دو چار شعر سرورِ دو عالم کی نعت میں
 کہے ہوں۔ مثلاً حضرت ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ کے یہ دو شعر بہت مشہور ہیں۔

لَنَا شَمْسٌ وَ لَافَاقِ شَمْسٍ وَ شَمْسِي خَيْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
 فَإِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرِ وَ شَمْسِي طَالِحٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ

یا حضرت بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا وفات رسول پر یہ کہنا کہ
 صُبَّتْ عَلَى مَصَائِبٍ تَوَاتَتْهَا صُبَّتْ عَلَى الْآيَامِ صِرَتْ لَيَالِيَا
 عقل و درایت ان کی نسبت کو بعید از قیاس نہیں قرار دیتی ہے۔ بلکہ ممکن ہے
 کہ اور صحابیات نے بھی بہت سے اشعار نعت رسول میں کہے ہوں جو ہم تک نہیں
 پہنچے۔

صحابہ کرام میں سیکڑوں ہی ایسے بزرگ تھے جو شعر کہتے تھے۔ ان میں سے بعض
 کی شہرت بحیثیت شاعر کے ہے اور بعض وہ تھے جو کبھی کبھی شعر کہا کرتے تھے۔ عقل
 اس امر کو بعید از قیاس نہیں قرار دیتی کہ ان میں سے اکثر نے کسی نہ کسی وقت نعتیہ شعر
 بھی کہے ہوں۔ بہر حال ہمیں حسب ذیل ۲۲ صحابہ کے نعتیہ اشعار تو روایتوں میں مل
 ہی جاتے ہیں۔ اور اگر پوری طرح تلاش و تفحص سے کام لیا جائے تو ممکن ہے کہ ان کی
 تعداد میں مزید اضافہ ہو جائے۔

جن بابائیس صحابہ کے نعتیہ اشعار مل جاتے ہیں، ان کے اسماء گرامی اور ہر ایک
 کا ایک ایک شعر تبرگاً لکھا جاتا ہے۔

① حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

دربار نبوت کے مشہور و معروف شاعر ہیں، خود حضور نے ان کو حکم دے کر بھی قصیدہ
 پڑھوائے ہیں۔ انھوں نے بہت سے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ ان کی وفات ۵۲ھ میں ہوئی۔
 ان کا دیوان چھپ گیا ہے اور عام طور پر مل جاتا ہے۔ ان کا ایک شعر ہے۔

يَا رُكْنٌ مُّعْتَمِدٌ وَعِصْمَةٌ لَا يُدْنَى
 وَمَلَاذٌ مُّنتَجِعٌ وَجَارٌ مُّجَاوِبٌ

② حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

یہ عرب کے مشہور اور عظیم المرتبہ شاعر تھے۔ اسی طرح بہت شجاع اور شاندار
 مجاہد اسلام بھی تھے۔ انھوں نے ۸ھ ہجری غزوہ موتہ میں مجاہدین اسلام کی کمان

کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کا ایک شعر ہے ۛ
وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ

③ حضرت اُسید بن ابی ایاس الکسانی رضی اللہ عنہ۔

ایک جلیل القدر صحابی مجاہد تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت رکھتے تھے، ان کا ایک شعر ہے ۛ

فَمَا حَمَلْتُ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا أَبْرًا وَأَوْفَى ذِمَّةً مِّنْ مُحَمَّدٍ

④ حضرت مالک بن النضر رضی اللہ عنہ۔ عرب کے مشہور شاعروں میں سے تھے۔

یہ ایک مجاہد صحابی تھے۔ اور دربار رسالت میں مقبولیت کا مقام رکھتے تھے۔

ان کا ایک شعر ہے ۛ

ذَكَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ فِي فَحْمَةِ الدُّجَى وَنَحْنُ بِأَعْلَى رَحْرَحَانٍ وَصَلْدٍ

⑤ حضرت ابو عزة الحمجی رضی اللہ عنہ۔ ان کا ایک شعر ہے ۛ

مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّي الرَّسُولَ مُحَمَّدًا بِأَنَّكَ حَقٌّ وَالْمَلِيكَ حَمِيدًا

⑥ حضرت مالک بن عوف النضری رضی اللہ عنہ۔ ان کا ایک شعر ہے ۛ

مَا أَنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٍ

⑦ حضرت عمر بن سبیح الراوی رضی اللہ عنہ۔ ان کا ایک شعر ہے ۛ

إِلَيْكَ رَسُولَ اللَّهِ مِنْ سِرٍّ وَحَمِيرٍ أَجُوبُ الْفِيَا فِي سَمَلًا بَعْدَ سَمَلٍ

⑧ حضرت اُصید بن سلمۃ السملی رضی اللہ عنہ۔

عرب کے نامور شاعروں میں گنے جاتے تھے، نعت رسولؐ میں بھی بہت سے

اشعار کہے ہیں، ان کے دو شعر ہیں ۛ

إِنَّ الَّذِي سَمَكَ السَّمَاءَ بِقُدْرَةٍ حَتَّى عَلَى فِي مُلْكِهِ فَتَوَحَّدا

بَعَثَ الَّذِي مَا مِثْلُهُ فِي مَا مَضَى يَدُهُ لِرَحْمَتِهِ النَّبِيِّ مُحَمَّدًا

۹ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم، ان کا ایک شعر ہے ۛ

مِنْ قَبْلِهَا طَبَّتْ فِي لِقَائِي زَيْفِي مُسْتَوْدِعٌ حَيْثُ يُخَصِفُ الْوَرَقُ

۱۰ حضرت العباس بن مرداس السلمي رضی اللہ عنہ - مقبول بارگاہ نبوت اور ایک مجاہد صحابی ہیں۔ نعت میں بہت سے اشعار کہے ہیں۔ ان کا ایک شعر ہے ۛ

يَا خَاتَمَ النَّبَا رَأَيْتَ مَرْسَلٌ بِالْحَقِّ كُلَّ هُدَى السَّبِيلِ هَذَا كَا

۱۱ حضرت ابوسنیان بن الحو رث رضی اللہ عنہ - رسول اللہ کے چچا زاد بھائی تھے ان کے

چند اشعار نعت رسول میں ملتے ہیں۔ ایک شعر ہے ۛ

لَعَمْرُكَ إِنِّي يَوْمَ أَحْمَلُ رَايَةً لَتَغْلِبَ خَيْلَ اللَّاتِ خَيْلُ مُحَمَّدٍ

۱۲ حضرت اعشی بکر بن وائل رضی اللہ عنہ - عرب کے نامی گرامی شاعر تھے انھوں نے

ایک بہت ہی اچھا نعتیہ قصیدہ کہا ہے جس کا مطلع ہے ۛ

أَلَمْ نَغْتَفِضْ عَيْنَاكَ لَيْلَةَ أَرْمَدَا وَبِتُّ كَمَا بَاتَ السَّلِيمُ مُسَهَّدَا

۱۳ حضرت الاعشی المازنی رضی اللہ عنہ - انھوں نے مختلف اوقات میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے نعتیہ اشعار میں اپنی عقیدت پیش کی ہے۔ ان کا ایک

شعر ہے ۛ

يَا هَالِكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ إِنِّي لَقَيْتُ ذُرْبَةً مِّنَ الدَّرَبِ

۱۴ حضرت کلیب بن اسید الحضرمی رضی اللہ عنہ، ایک نامور صحابی اور بہادر مجاہد تھے۔ اگرچہ

بحیثیت شاعر ان کی شہرت نہیں ہے۔ مگر انہوں نے بہت سے اشعار نعت رسول

میں کہے تھے۔ ایک شعر ہے ۛ

أَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِي كُنَّا نُخْبِرُهُ وَبَشَّرَ تَنَابِيهِ التَّوْرَةُ وَالرُّسُلُ

۱۵ حضرت نابغہ الجعدی رضی اللہ عنہ - ایک نامور شاعر اور نامور صحابی تھے۔ ان کا

ایک شعر ہے ۛ

أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ إِذْ جَاءَ بِالْهُدَى وَيَتْلُو كِتَابًا كَالْمَجْرَةِ نَيْرًا

ۛۛۛ حضرت قیس بن بحر الاشجعی رضی اللہ عنہ۔ بڑے نامور خطیب اور فصیح البیان شاعر تھے۔

ان کا نعت رسولؐ میں ایک شعر ہے ۛ

فَمَنْ مُبْلَغٌ عَنِّي قُرَيْشًا رِسَالَةً فَهَلْ بَعْدَهُمْ فِي الْمَجْدِ مِنْ مُتَكَرِّمٍ

ۛۛۛ حضرت فضالہ اللیثی رضی اللہ عنہ۔ ان کا ایک نعتیہ قطعہ ہے جس کا ایک شعر یہ ہے ۛ

لَوْ مَا رَأَيْتَ مُحَمَّدًا وَجُنُودَهُ بِالْفَتْحِ يَوْمَ تُكْسَرُ الْأَصْنَامُ

ۛۛۛ حضرت ماذن بن الغضویۃ الطائی رضی اللہ عنہ۔ یمن کے رہنے والے ایک صحابی ہیں، قبیلہ

بنی طے کو ان کی شاعری پر ناز تھا۔ انھوں نے ایک نعتیہ نظم میں اپنے حاضر مدرسہ

ہونے کا بڑے اچھے انداز میں ذکر کیا ہے۔ ایک شعر ہے ۛ

إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ خَبَّتْ مَطِيَّتِي تَجُوبُ الْفَيَافِي مِنْ عُمَانَ إِلَى الْعُرَجِ

ۛۛۛ حضرت عبداللہ بن الزبیری رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے نعت رسولؐ میں ایک نظم کہی

ہے جس کا مطلع ہے ۛ

مَنْعَ الرِّقَادِ بِلَابِلٍ وَهَمُومٍ وَاللَّيْلِ مُعْتَلِجِ الرِّوَاقِ بِهَيْمٍ

ۛۛۛ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔ یہ بڑے اچھے شاعر اور بڑے اچھے مجاہد تھے۔

غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔ چنانچہ غزوہ خیبر میں بھی

شریک جہاد تھے، اس غزوہ پر ان کی ایک نظم ہے اور اُس میں بڑے اچھے نعتیہ

اشعار انھوں نے کہے ہیں۔ یہ خیبر پہنچنے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں ۛ

قَضَيْنَا مِنْ تَهَامَةٍ كُلَّ رَيْبٍ وَخَيْرَ ثَمَرٍ أَجْمَعْنَا السُّيُوفَا

ۛۛۛ حضرت کعب بن زہیر مکی رضی اللہ عنہ۔ یہ اپنے وقت کے بڑے نامی گرامی شاعر تھے

اور بہت ہی نامور شاعر کے فرزند بھی تھے۔ انھوں نے زمانہ کفر میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفتیں کی تھیں اور ہجو یہ اشعار بھی کہے تھے۔ ۹ ہجری کے اوائل میں توبہ کر کے اور اسلام قبول کر کے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ اب ان کا سینہ نور ایمان سے منور اور حب رسول سے مملو ہو چکا تھا۔ انھوں نے جب بارگاہ رسالت میں حاضری دی تو اس موقع پر اپنا وہ مشہور و معروف قصیدہ بھی پیش کیا جس کے ابتدائی تین اشعار یہ ہیں۔

بَانتَ سَعَادُ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَتَبُولٌ مُتَيْمٌ اِثْرَهَا لَمْ يَفِدْ مَكْبُولٌ
وَمَا سَعَادُ غَدَاةَ الْبَيْنِ اِذْ رَحَلُوا اِلَّا اَغْنَى غَضِيضَ الظَّرْفِ مَكْحُولٌ
اِنَّ الرَّسُولَ كَسِيفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ مَهْتَدٌ مِّنْ سَيُوفِ اللّٰهِ مَسْلُوكٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصیدہ کو سن کر حضرت کعب کو اپنی چادر جو آپ اُس وقت اوڑھے ہوئے تھے، عطا فرمادی تھی۔ اس لئے یہ قصیدہ دو ناموں سے مشہور ہے ایک تو قصیدہ بُردہ (یعنی چادر والا قصیدہ) دوسرے اپنے ابتدائی الفاظ سے ”قصیدہ بانت سعاد“۔ چونکہ حضرت کعب ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، اس لئے اس قصیدہ کو اسلامی دور کی شاعری نہیں بلکہ عرب کی جاہلی شاعری کا نمونہ سمجھنا چاہئے مگر یہ قصیدہ فصاحت الفاظ، زور بیان اور فنی خوبیوں کی وجہ سے عربی شاعری میں اپنا ایک مقام رکھتا ہے۔ اس کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں اور بہت سی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ہیں۔ اردو میں بھی اس کے متعدد ترجمے کئے گئے اور کئی شرحیں لکھی گئی ہیں، اور بار بار چھپتی رہتی ہیں۔

۴۲ھ میں حضرت کعب کا انتقال ہو گیا اور اُن کے فرزند نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی عطا کی ہوئی یہ چادر فروخت کر دی۔ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ذاتی رقم چالیس ہزار درہم میں اس چادر کو خرید کر دمشق میں محفوظ کر دیا تھا۔ ۱۳۲ھ میں مقدس چادر اولین عباسی خلیفہ کے ہاتھ آئی۔ پھر یہ بنی عباس کے خزانے میں محفوظ رہی، لیکن مامون الرشید کے عہد (۱۹۸-۲۱۸ھ) میں کسی وقت ضایع ہو گئی۔

(۲۲) حضرت عمرو بن مالک الخزاعی رضی اللہ عنہ، یہ وہی صحابی ہیں جو صلح حدیبیہ کے تقریباً ایک سال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کفار قریش کی عہد شکنی اور ان کے مظالم کے خلاف فریاد لے کر حاضر ہوئے تھے۔ ان کے دو شعر یہ ہیں۔

وَادْعُ عِبَادَ اللَّهِ يَا تَوْأَمَدَا فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ تَجَرَّدَا
يَا رَبِّ إِنِّي نَاشِدُ مُحَمَّدًا حَلْفُ آبَيْنَا وَابْنِهِ الْأَتْلَدَا

عہد صحابہ میں اور اس کے بعد دین اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ عربی زبان بھی پھیلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اندلس سے ملتان تک پھیل گئی، اور اورچی سے سیرالیون تک جا پہنچی۔ عربی میں شعر کہنے والے ہر جگہ پیدا ہوئے۔ اور ہر جگہ نعتیہ قصاید بھی لکھے گئے۔ عہد تابعین اور زمانہ مابعد میں تو عربی زبان میں اتنے نعتیہ اشعار کہے گئے کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ اُس وقت سے اب تک ہر ملک کے مسلمان شعراء اپنی اپنی زبانوں میں بھی اور عربی زبان میں بھی نعتیہ قصائد لکھ رہے ہیں۔ عربی بولنے والے ممالک ہی نہیں بلکہ اُن ممالک میں بھی جہاں عربی نہیں بولی جاتی وہاں بھی عربی میں نعتیہ اشعار کہے جاتے ہیں۔ کابل، لاہور، دہلی، بھکر، لکھنؤ اور عظیم آباد میں بھی علماء نے عربی میں نعتیہ قصاید لکھے ہیں۔ اور بہت لکھے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور ان کی رفعت شان کا بیان کرنا شاعری کا معراج کمال ہے اور خود شاعر کے لئے سعادت کا وسیلہ۔

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے رفعت شان "رفعتنا لک ذکرک" دیکھے

عربی زبان میں جن بزرگوں نے نعت گوئی میں خاص طور پر شہرت و امتیاز حاصل کیا، ان میں شیخ محمد بن احمد الابیوردی الاموی المتوفی ۵۰۵ھ، جمال الدین یحییٰ الصصری المتوفی ۶۵۶ھ، شیخ ابو محمد عبداللہ الشقرطیسی المغربي المتوفی ۷۹۶ھ، البزید عبدالرحمن بن سعید الوزير الفاضل الاندلسی المتوفی ۶۰۴ھ، جمال الدین ابن نباتہ المتوفی ۷۶۸ھ اور سب سے زیادہ شیخ المراتح علامہ بوہیری مصری صاحب القصیدۃ البردہ جنہیں بڑی

شہرت و مقبولیت حاصل ہے۔ علامہ بوصیری کی وفات ۶۹۴ھ یا ۶۹۶ھ میں ہوئی ہے۔ انھوں نے بہت سے نعتیہ قصائد لکھے ہیں۔ لیکن اُن کا جو قصیدہ القصیدۃ البردہ کہلاتا ہے اور عام طور سے مجالس ذکر رسولؐ میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کی تصنیف کا واقعہ یہ ہے کہ علامہ بوصیری پر فالج کا حملہ ہوا اور یہ بزرگ پیروں سے معذور ہو کر چلنے پھرنے سے مجبور ہو گئے۔ ۶۷۹ھ میں جب کہ اُن کی معذوری پر کئی سال گزر چکے تھے۔ انھوں نے یہ قصیدہ لکھا اور اس کا نام الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ رکھا۔ اس کا مطلع ہے۔

أَمِنْ تَذَكُّرٍ جِزَانٍ يَذْنِي سَلَمٌ مَرَجَتْ دَمْعًا جَزَى مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمٍ

بیان کیا جاتا ہے کہ بوصیری نے اس کے بعد ایک رات خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے بوصیری کو اپنی چادر مبارک اوڑھا دی، صبح کو بوصیری نے اس کی برکت سے اپنے پیروں کو چلنے پھرنے کے قابل پایا اور انھیں مرض سے شفا حاصل ہو گئی۔ اسی وجہ سے اس قصیدہ کو قصیدۃ بردہ یعنی چادر والا قصیدہ کہتے ہیں۔ یہ قصیدہ عرب و عجم میں ہر جگہ مقبول ہے۔ اس کی مختلف اوقات میں بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں، ترکی اور اردو میں بھی اس کے متعدد ترجمے اور شرحیں چھپ کر شایع ہو چکی ہیں۔

اس قصیدۃ بردہ کے نہج پر بہت سے شاعروں نے نعتیہ قصیدے کہے ہیں یہاں تک کہ ان کی تعداد تنو سے بھی متجاوز ہے۔ موجودہ صدی کے سب سے بڑے عربی شاعر امیر الشعراء احمد شوقی المتوفی ۱۳۵۲ھ نے بھی ایک نعتیہ قصیدہ اسی بحر و قافیہ میں کہا ہے جو ”علی نہج البردہ“ کے نام سے بار بار چھپتا ہے اور مختلف درس گاہوں کے نصاب تعلیم میں داخل ہے۔

ان مشہور نعتوں کے علاوہ بیانی شعراء نے نعت رسولؐ کو بطور ایک فن کے بڑی

ترقی دی، بیسیوں شاعروں نے بڑے اچھے اچھے نعتیہ قصاید عربی زبان کو عطا کیے۔ اسی طرح نجد کے شاعروں کے یہاں بھی بہت ہی اچھے نعتیہ قصاید اور مستطعات ملتے ہیں۔ ان میں انداز بیان کی دلفریبی، الفاظ کا شکوہ اور ایسی روانی پائی جاتی ہے کہ شروع کر کے ان کو ختم کئے بغیر چھوڑ دینا ایک صاحب ذوق آدمی کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔

عربی زبان کے بعد فارسی میں اور اس کے بعد ترکی زبان میں نعت گوئی کا رواج ہوا۔ اور پھر تو اردو، اندونسی اور سواحلی زبانوں میں بھی شاعروں نے نعت کہنے کی سعادت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ حبشی زبان کو نعت گوئی کا شرف فارسی سے پہلے ہی حاصل ہو گیا تھا۔ لیکن فارسی سے قدیم کسی نعتیہ قصیدہ کا نمونہ حبشی زبان میں غالباً اب موجود نہیں ہے۔ نعتیہ اشعار جو حبشی زبان میں پائے جاتے ہیں ان میں قدیم ترین ساتویں صدی ہجری کے ایک مسلمان شاعر ابو ہلال عبید کے چند اشعار ہیں جو قدیم حبشی زبان میں ہیں اور اریٹیریا کی قدیم شاعری کے انداز میں ہیں۔ ان میں عربی بحر استعمال کی گئی ہے۔

فارسی زبان میں شعر و شاعری کی ابتداء ”نعت شہ کونین“ سے نہیں بلکہ ”مدیح کے وجم“ سے ہوئی ہے۔ معاثر العجم میں قیس رازی کا بیان ہے کہ فارسی میں سب سے پہلا قصیدہ مامون الرشید کی مدح میں عباس مروزی نے کہا۔ اس قصیدہ کے دو تین شعر تذکروں اور تاریخ ادب فارسی میں نقل ہوتے آرہے ہیں۔ اس میں شاعر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ

کس بر این منوال پیش از من چنین شعرے نہ گفت

مر زبان فارسی را ہست، تا این نوع بین

لیک زبان گفتم من این مدحت ترا تا این لغت

گردد از مدح و ثنائے حضرت تو زیب وزین

بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۹۳ھ ہجری میں جب مامون الرشید مرو میں آیا تھا تو عباس مروزی نے یہ قصیدہ پیش کیا تھا۔ اس کے بعد سے خطلہ بادغیسی متوفی ۲۲۰ھ، فیروز مشرقی متوفی ۲۸۲ھ، ابوشکور بلخی متوفی بعد ۳۳۶ھ، ابوالحسن شہید بلخی متوفی ۳۲۵ھ وغیرہم بہت سے فارسی شعرا نے ”مدح کے حجم“ میں نام پیدا کیا۔ لیکن ان کے کلام میں نعت گوئی کے نمونے نظر نہیں آتے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ لوگ بادشاہوں کی مدح و ثنائیں اتنے منہمک تھے کہ دوسری طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ اور اپنا سارا زور کلام پیشہ ورانہ شاعری پر صرف کرتے رہے۔

لیکن ابتدائی دور کے بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا جو جذبہ فارسی کے مسلمان شعراء میں موجود تھا وہ رنگ لایا اور فارسی زبان میں ایک سے ایک اور بہتر سے بہتر نعتیہ قصائد لکھے گئے۔ ابوالفرج رونی، اوحید الدین انوری، مصلح الدین سعدی جلال الدین رومی، نور الدین عبدالرحمن جامی، عرفی شیرازی اور حکیم قافانی نے فارسی زبان کو بہترین نعتیہ اشعار و قصائد عطا کئے، اور بہ کثرت نعتیہ نظمیں لکھیں۔

ترکی زبان کے قدیم ترین شاعر و ادیب محمود کاشغری متوفی ۴۶۱ھ سے لے کر موجودہ صدی کے نامور ترکی شاعر نامق کمال تک تقریباً ہر صاحب کمال نے بارگاہ رسالت میں عقیدت کے پھول پیش کئے۔ بعض نے بڑے بڑے نعتیہ قصائد لکھے اور بعض نے چند اشعار، لیکن شاید ہی کوئی بڑا ترکی شاعر ہو جس نے نعتیہ شعر نہ کہے ہوں۔ اردو شاعری کے ڈانڈے فارسی شاعری سے ملتے ہیں۔ پہلے تو کچھ چھوٹی بڑی مثنویاں مذہبی احکام میں اور متصوفانہ رنگ کی لکھی گئیں، اور اس کے بعد ہی لوگ غزل گوئی پر آ گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ پورے معاشرے پر زوال حکومت کی وجہ سے یاس و ناامیدی کا سایہ تھا، اسی لئے اردو غزل میں ہجر و حرمان کے مضامین کی بہتات رہی۔ کچھ لوگوں نے اس سے الگ راہ پیدا کرنے کی کوشش بھی کی تو یونانی فلسفہ اور ویدانت کے بھنور میں جا پھنسے۔

اس یاس واندوہ نے اُس عقیدت و وابستگی سے مل کر جو ہر مسلمان کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے بعض شاعروں کو مرثیہ گوئی پر لگا دیا۔ اس میں اردو شاعروں نے کمال کیا۔ ان کے لکھے ہوئے مرثیے عربی، فارسی اور ترکی کے مرثیوں سے بھی بازی لے گئے۔ اردو کے مرثیوں سے بہتر مرثیے شاید ہی کہیں اور مل سکیں۔ انیسویں و دہریہ کے اردو مرثیے ایران کے سب سے بڑے مرثیہ گو شاعر محتشم کاشی متوفی ۱۹۹۶ھ کے مرثیوں سے بھی بہتر اور زیادہ اثر انگیز ہیں۔

اردو شعراء میں سے دو بڑے شاعروں کے نام نعت گوئی میں فخر کے ساتھ پیش کئے جاسکتے ہیں۔ ایک امیر مینائی جن کے نعتیہ اشعار بہ کثرت محامد خاتم النبیین میں موجود ہیں اور دوسرا نام محسن کا کوری جن کی کلیات ساری کی ساری نعت ہی نعت ہے۔ قصاید، مثنویاں، غزل، قطعات، رباعیات اور ترجیع بند، جو کچھ ہے ”نعت شہ کونین“ کے نور سے منور اور شاعر کی عقیدت و محبت کا نمونہ ہے۔ محسن کا کوری نے اپنے مشہور لامیہ قصیدہ نعت میں محفل ذکر رسولؐ کو ہندوستانی پھولوں سے سجایا ہے اور دو آہہ گنگا و جمن میں آمد بہار کا وہ نقشہ پیش کیا ہے کہ پڑھنے والے پر ایک کیفیت سی طاری ہو جاتی ہے، اس قصیدہ کے ابتدائی شعر ہیں۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل
نہرا اڑتی ہوئی آئی ہے مہابن سے ابھی کہ چلے آتے ہیں تیرتھ کو ہوا پر بادل

برسات کی کالی رات کا نقشہ کیسا عجیب پیش کیا ہے۔

شب دیجور اندھیرے میں نہ بادل کے نہاں لیلیٰ محل میں ہے ڈالے ہوئے منہ پر آنچل
شاہد کفر ہے منہ پر سے اٹھائے گھونگھٹ چشم کافر میں لگائے ہوئے کافر کا جل

اسی طرح مثنوی صبح سعادت کی ابتداء اس طرح کرتے ہیں کہ عربی زبان کی تقریباً

ساری ہی مشہور تفاسیر کے نام بھی علاوہ صنعت براۃ استہلال کے آگئے ہیں۔ کہتے ہیں۔

بیضاوی صبح کا بیان ہے کشاف کتاب آسماں ہے
 محسن کا کوروی نے ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔ ان کے بعد جن
 اُردو شعراء نے نعت گوئی میں بڑا نام پایا۔ اُن میں سب سے اونچا مقام خواجہ
 الطاف حسین حالی کا ہے۔ اُن کے کلام کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور آج تک ایسی
 مقبولیت حاصل ہے کہ اُردو کے کسی اور نعتیہ کلام کو حاصل نہیں۔ اور کیوں نہ حاصل
 ہوتی۔ اُن کا کلام اسی کا مستحق ہے۔ کہتے ہیں ۷

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
 مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا
 فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوی
 یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

اسی طرح مولانا احمد رضا خاں بریلوی، اکبر ڈار ثنی میرٹھی اور غلام امام شہید کی لکھی ہوئی نعتوں
 کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی۔ جدید شعراء میں سے علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خاں، ماہر القادری،
 حمید صدیقی، حفیظ جالندھری، بہزاد لکھنوی اور ان کے علاوہ بہت سے شعراء نے بڑے اچھے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔
 نعتیہ اشعار کے مجموعے بھی لوگوں نے تالیف کئے۔ عربی میں نعتیہ اشعار کا
 سب سے وسیع مجموعہ شیخ یوسف النبہانی کا المجموعۃ النبہانیہ ہے جو چار جلدوں میں ۱۳۲۲ھ
 میں بیروت سے شائع ہوا تھا۔ اس میں عہد صحابہ سے چودھویں صدی ہجری کی ابتداء تک
 کے عربی نعتیہ اشعار و قصائد کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ اس کی ترتیب قوافی پر ہے۔ اس
 کے علاوہ کوئی بڑا مجموعہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ سنا ہے کہ ترکی میں ایک مختصر مجموعہ شیخ
 ابراہیم صدیقی نے بھی ترکی نعتیہ اشعار کا مرتب کیا تھا جو ۱۳۲۵ھ میں آستانہ (ترکی) میں
 چھپا تھا۔ میں نے یہ مجموعہ نہیں دیکھا ہے۔

میرے دوست جناب شفیق بریلوی، مدیر رسالہ خاتونِ پاکستان، بڑے محنتی،

فعال اور صاحب ذوق انسان ہیں، انہیں ایک سچے مسلمان کی طرح اللہ اور رسولؐ سے محبت ہے۔ انہوں نے بڑی عقیدت کے ساتھ سیرت مبارکہ پر رسالہ خاتونِ پاکستان کے متعدد رسولؐ نمبر ربیع الاول کے مہینوں میں شائع کئے ہیں اور انہیں بڑے باذوق انداز میں گلشنِ نعت کے رنگین پھولوں سے سجایا ہے، ان کے یہ خاص نمبر اہل نظر میں بہت کامیاب اور مقبول ہوئے۔ اب شفیق صاحب نعتیہ اشعار کے ان بکھرے ہوئے پھولوں کو سلیقہ کے ساتھ ایک گلدستہ بنا کر، ”ارمغانِ نعت“ کے نام سے پیش کر رہے ہیں، یہ چودہ سو سال کے نعتیہ کلام کا ایک انتخاب ہے، اور ہماری زبان میں نعتوں کا شاید سب سے بڑا اور وسیع مجموعہ ہے۔ اتنی متنوع نعتیں آج تک کسی ایک جگہ جمع نہیں کی گئیں۔ اس گلدستہ میں عرب و عجم کے بہترین پھول سلیقہ سے یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ شفیق صاحب نے اس میں ہر شاعر کا سنہ وفات بھی لکھ دیا ہے، جس سے اُس کا عہد متعین ہو جاتا ہے اور فنِ نعت گوئی کے تدریجی ارتقاء کو سمجھنے کیلئے بھی یہ ایک بڑی اچھی کتاب بن گئی ہے۔ امید ہے کہ اہل علم و نظر اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور اس سے کما حقہ فائدہ حاصل کریں گے۔

مجھ سے جناب شفیق بریلوی نے اس بے بہا مجموعہ پر مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی تو میں نے اسے اپنی سعادت سمجھ کر قبول کر لیا۔ اور یہ چند سطور لکھ دیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار کے ساتھ اس عاصی و پرمعاصی کی تحریر کا شائع ہونا، دنیا و آخرت میں اس کے لئے سرمایہٴ سعادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مداحوں میں نہ سہی، مداحوں کے مداحوں میں بھی شمار کر لیا جاؤں تو بڑی بات ہے۔

فی الجملہ نسبتے بہ تو کافی بُود مرا
بلبل ہمیں کہ قافیہٴ گل شود لبس است

نعتِ رسولِ کریمؐ بزبانِ حضرت سلیمان علیہ السلام

تشبیہات سلیمان (غزل الغزلات)

باب پنجم آیت ۱۰-۱۶

”میرا دوست نورانی گندم گوں ہزاروں میں سردار ہے،
 اس کا سر ہیرے کا سا چمک دار ہے، اس کی زلفیں مسلسل مثل
 کوئے کے کالی ہیں، اس کی آنکھیں ہیں جیسے پانی کے کندل پر
 کبوتر، دودھ میں دھلی ہوئی نگینہ کی مانند جڑی ہیں، اس کے
 رخسارے ایسے ہیں جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی ہو
 اور چکلے پر خوشبودار گڑی ہوئی ہو، اس کے ہونٹ پھول کی پنکھڑی
 جن سے خوشبو ٹپکتی ہے، اس کے ہاتھ ہیں سونے کے جڑے ہوئے
 اور جواہر سے جڑے ہوئے، اس کا پیٹ جیسے ہاتھی دانت
 کی تختی جواہر سے لپی ہوئی، اس کی پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر
 کے ستون سونے کی بیٹھکی پر جڑے ہوئے، اس کا چہرہ مانند
 مہتاب کے، جوان مانند صنوبر کے، اس کا گلانہایت شیریں
 اور وہ بالکل محض یعنی تعریف کیا گیا ہے، یہ ہے میرا پیارا
 اور میرا محبوب، اے بیٹیوں، یروشلم کی!“

— مقالات سرسید، سرسید احمد خاں —

نعتِ رسولِ کریمِ آیاتِ شُرّانِ حکیم

- وہ مصطفیٰ ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهٖمَ . . . ۳۳ آل عمران
- مجتبے ہیں۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ . . . ۱۷۹
- احمد ہیں۔ وَمُبَشِّرًا بِرُسُوْلٍ یَّآتِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ اِسْمُهُ اَحْمَدُ ۶ صف
- محمد ہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۲۹ فتح
- یس ہیں۔ یٰۤیٰسَ وَالْقُرْاٰنِ الْحٰکِمِہٖ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۱ یس
- ظہ ہیں۔ ظٰہَ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْفٰی ۱ ظہ
- کملی والے ہیں۔ یٰۤاٰیُّهَا الْمُرْسَلُوْہُ ۱ مرمل
- چادر والے ہیں۔ یٰۤاٰیُّهَا الْمُدَّثِّرُہُ ۱ مدثر
- نبی اُمّی ہیں۔ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَ الْاُمِّیَّ ۱۵۷ اعراف
- داعی الی اللہ ہیں۔ وَدَاعِیًا اِلٰی اللّٰهِ بِاِذْنِہٖ ۴۶ احزاب
- ہادی و مُنذِر ہیں۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۱۷ زمر
- روشن چراغ ہیں۔ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۴۶ احزاب
- شاہد ہیں۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَٰہِدًا وَّ مُّبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۴۵
- بشیر و نذیر ہیں۔ وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ۴۸ سبا
- مزکی نفوس انسانی ہیں۔ وَ یُزَکِّیْہُمْ ۱۶۴ آل عمران
- معلم کتابِ حکمت ہیں۔ وَ یُعَلِّمُہُمْ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ ۱۷
- نور ہیں۔ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۱۵ مائدہ
- تاریکیوں سے نکالنے والے ہیں۔ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۱ ابراہیم
- غلط بندھنوں سے نجات دلانے والے ہیں۔ وَ یَضَعُ عَنْہُمْ اِصْرُہُمْ وَّالْاَغْلَالَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْہُمْ ۱۵۲ اعراف

وہی ہر بات کے شارح ہیں۔ لَتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

۴۴ نمل

حاصلِ صدق ہیں۔ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ

۳۳ زمر

مرکزِ حق ہیں۔ يَأْتِيهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَهُمُ الرُّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ

۱۴۲

بُرْهَانِ ہیں۔ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ

۱۰۵

حاکمِ برحق ہیں۔ لَتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ

صاحبِ قولِ فیصل ہیں۔ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ

وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

۲۴ نمل

سراپا ہدایت ہیں۔ وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ

۱۰۴ انبیاء

سراپا رحمت ہیں۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

۱۲۸ توبہ

برؤف و رحیم ہیں۔ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

۷۸ حج

تمہارے گواہ ہیں۔ لِيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

۷۲ قلم

صاحبِ خلقِ عظیم ہیں۔ إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

۲۸۵ بقرہ

اولِ المؤمنین ہیں۔ أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ

۱۶۳ انعام

اولِ المسلمین ہیں۔ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

۴۲ احزاب

خاتمِ النبیین ہیں۔ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

۱ بنی اسرائیل

عبد (کامل) ہیں۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا

۱ کوثر

صاحبِ کوثر ہیں۔ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

۷۲ انشراح

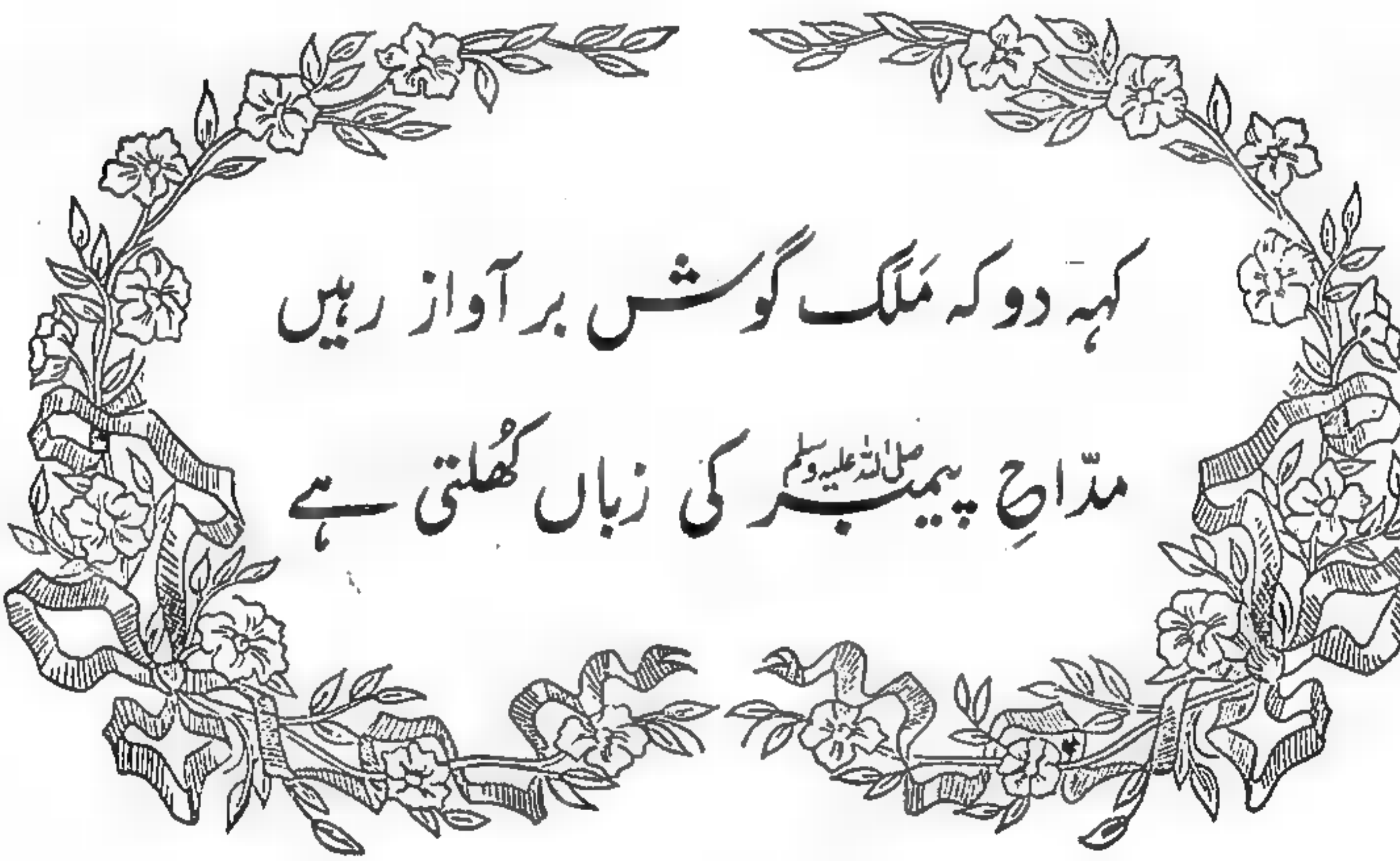
صاحبِ فعتِ شانِ شہرتِ عالم۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

۶ احزاب

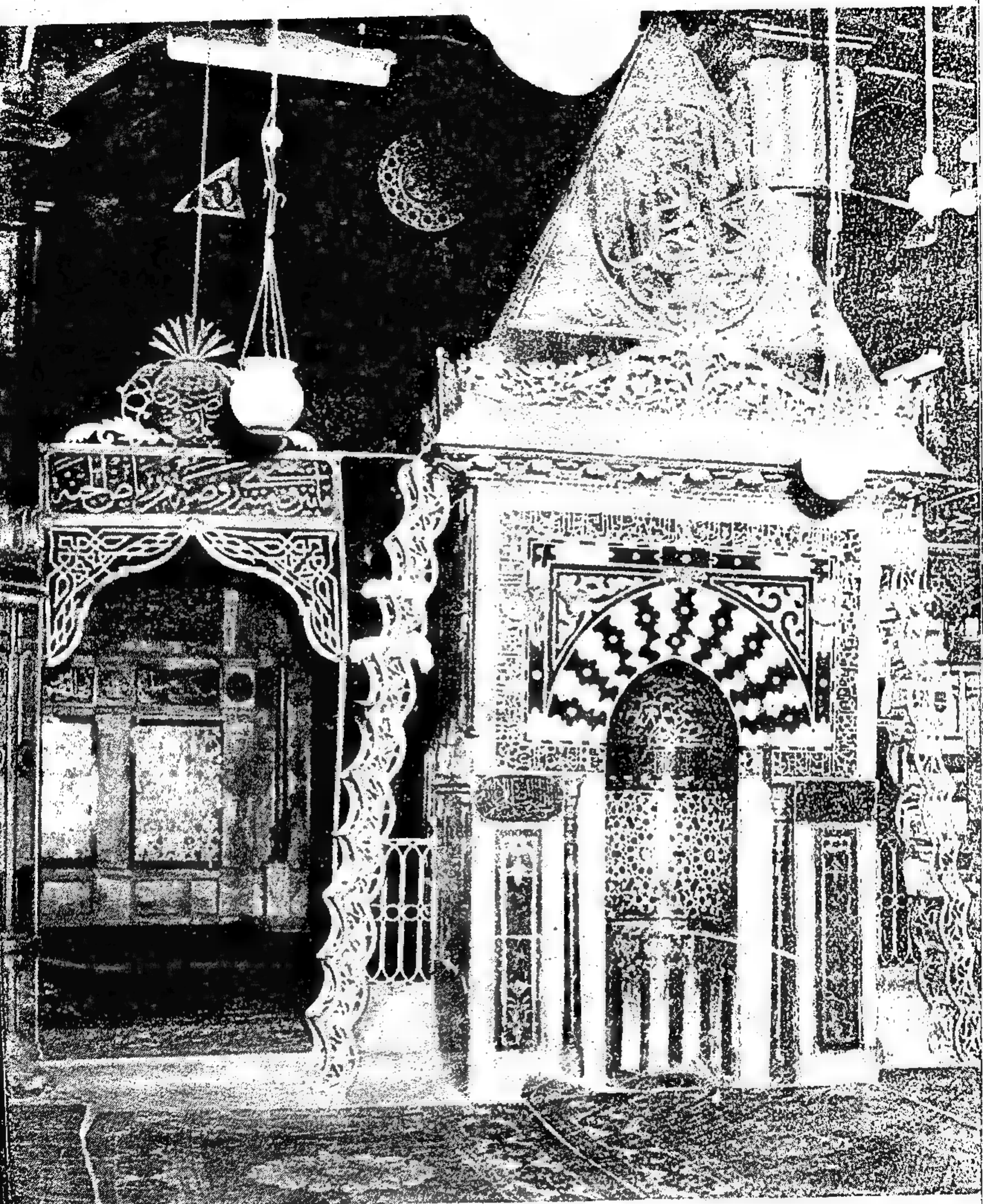
ایمان والوں کی جان سے { النَّبِيِّ أَوَّلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

بھی زیادہ عزیز اور پیارے } إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

مرتبہ: مولینا سید حسن مثنی ندوی



کہہ دو کہ ملک گوش بر آواز رہیں
مداحِ پیمبر ﷺ کی زباں کھلتی ہے



مَنَابِتِ بَيْتِ مَنبَرِ دَرِيَا فَرَحِ الْجَنَّةِ (الْبَيْتِ)
 میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے کھاروں میں سے ایک کھار ہے

حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب

المتوفی سیدہ قبل از ہجرت

وَاللّٰهُ لَنْ يَّصِلُوْا اِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ
خدا کی قسم وہ اپنی جمعیت کے ساتھ تجھ تک ہرگز پہنچ نہیں سکتے

حَتّٰى اَوْسَدَ فِي التُّرَابِ دَفِينًا
جب تک مجھے دفن کر کے مٹی میں ٹیک لگا کر لٹا نہ دیا جائے

فَاَصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَاظَةٌ
تو اپنا کام کئے جا۔ تجھ پر کسی قسم کی تنگی نہیں ہے

وَابَشِّرْ وَقَرِّبْ ذَاكَ مِنْكَ عِيُونًا
اور خوش رہ اور اس کام کے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کئے جا

وَدَعَوْتَنِيْ وَزَعَمْتَ اِنَّكَ نَاصِحِيْ
تو نے مجھے دعوت دی اور تیرا خیال ہے کہ تو میرا خیر خواہ ہے

وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ ثَمَّ اَمِيْنًا
تو نے سچ کہا، اور پھر تو تو ایک امانت دار (امین) رہ چکا ہے

وَعَوَضْتَ دِيْنًا لَا مُحَالَهَ اِنَّهٗ
اور تو نے وہ دین پیش کیا جو یقیناً

مِنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنًا
دنیا کے ادیان میں بہترین دین ہے

لَوْ لَا الْمَلَامَةُ اَوْ حِذَارُ مَسَبَّةٍ

اگر ملامت کا خوف اور سبکی کا اندیشہ نہ ہوتا

لَوْ جَدْتَنِيْ سَمَحًا بِذَاكَ مُبِيْنًا

تو اس دین کو قبول کر لینے میں تو یقیناً مجھے بڑا فراخ دل پاتا

حضرت حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم

الشہیدؑ
۶۲۵ھ

حَمِدْتُ اللَّهَ حِينَ فُؤَادِي

میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اُس نے میرے دل کو

لَدَيْنِ جَاءَ مِنْ رَبِّ عَزِيزٌ

اُس دین کی جو عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف آیا ہے

إِذَا تَلَيْتَ رَسَائِلَهُ عَلَيْنَا

جب اُس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے

رَسَائِلُ جَاءَ أَحْمَدُ مِنْ هَذَا هَا

وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد لے کر آئے

وَأَحْمَدُ مُصْطَفَىٰ فِينَا مُطَاعًا

اور احمد ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے

فَلَا وَاللَّهِ نُسَلِمُهُ لِقَوْمٍ

تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے

وَلَمَّا نَقَضَ فِيهِمُ السُّيُوفَ

جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے

إِلَى الْإِسْلَامِ وَالَّذِينَ الْمُنِيفُ

اسلام اور بلند مرتبہ دین کی توفیق بخشی

خَبِيرٌ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيفٌ

جو بندوں کے تمام حسابات کا خبر اور ان پر بڑا مہربان ہے

تَحْدَرُ مَعَ ذِي اللَّبِّ الْحَصِيفُ

تو ہر صاحب عقل اور صاحب الرائے کے آنسوؤں سے ہوجاتے ہیں

بِأَيِّاتِ مُبَيِّنَةِ الْحُرُوفِ

واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں

فَلَا تَفْشُوهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيفِ

لہذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

الشہید سید ۸
۶۶۲۹ھ

رُوحِ الْفِدَاءِ لِمَنْ اخْلَاقُهُ شَهِدَتْ
میری جان اُن پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں
بِأَنَّهُ خَيْرُ مَوْلُودٍ مِنَ الْبَشَرِ
کہ وہ بنی نوع انسان میں افضل ترین ہیں

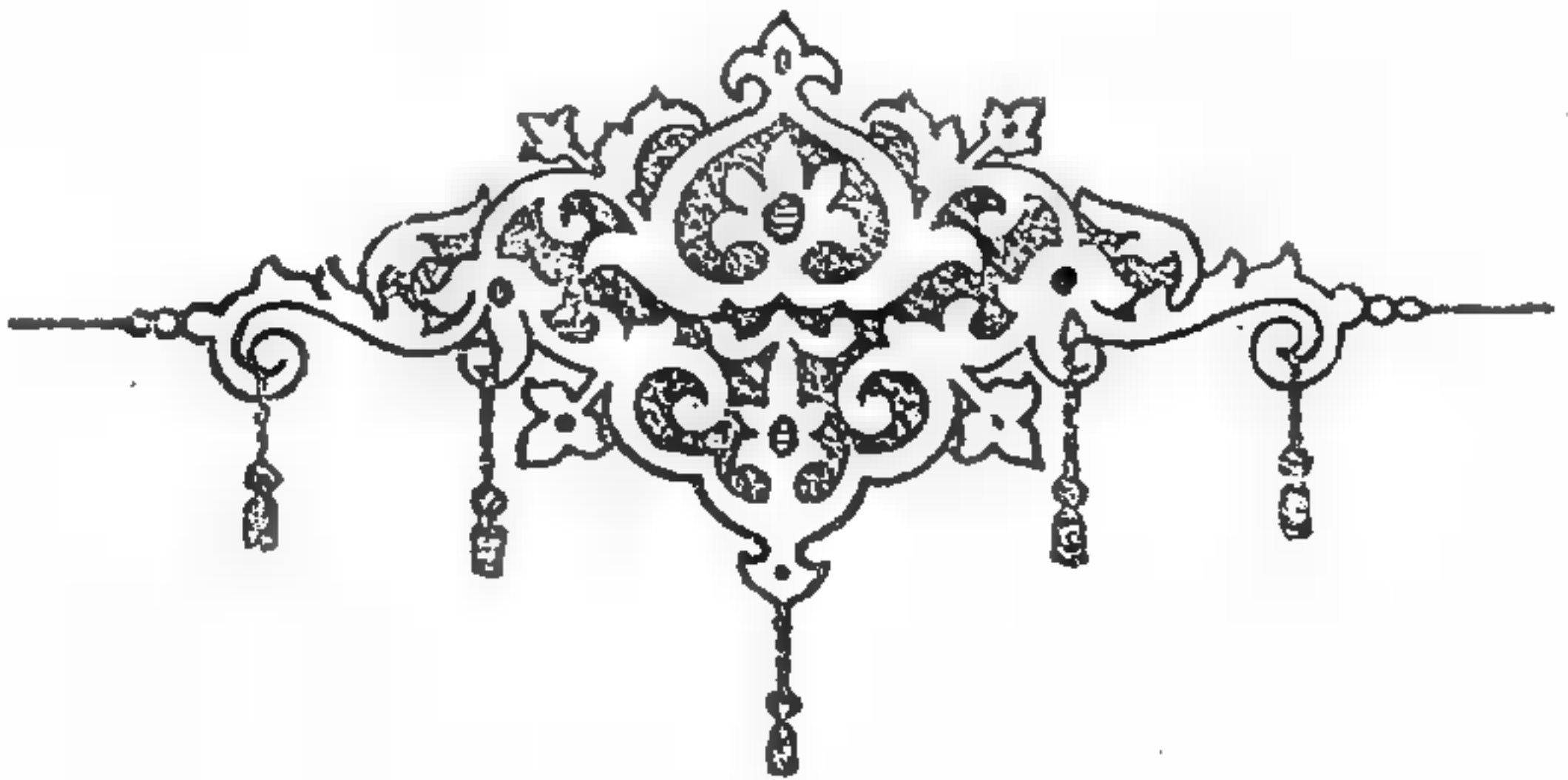
عَمَّتْ فَضَائِلُهُ كُلَّ الْعِبَادِ كَمَا
اُن کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں
عَمَّ الْبَرِّيَّةَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کے لئے عام ہے

لَوْلَمْ يَكُنْ فِيهِ آيَاتٌ مُبَيِّنَةٌ

اگر ان کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں

كَانَتْ بِدِيْهَتِهِ تَكْفِي عَنِ الْخَبَرِ

تو خود اُن کی واضح شخصیت اُن کی صداقت کافی تھی



حضرت فاطمۃ الزہراءؑ

المتوفی ۶۳۲ھ

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تَرْبَةَ أَحْمَدُ
جس نے ایک مرتبہ بھی خاکِ پائے احمدِ مجتبیٰ سونگھی

صَبَّتْ عَلَى مَصَائِبُ كَوَانِهَا
(حضورؑ کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر
صَبَّتْ عَلَى الْإِيَّامِ عُدُنَ لِيَا لِيَا
یہ مصیبتیں ”دنوں“ پر ٹوٹیں تو دن ”راٹوں“ میں تبدیل ہو جائے

إِغْبَرَا أَفَاقُ السَّمَاءِ وَكُورَاتِ
آسمان کی پہنائیاں غبارِ آلودہ ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا
شَمْسُ النَّهَارِ وَأَظْلَمَ الْإِزْمَانُ
دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ

وَالْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَيْتِبَةٌ
اور زمین نبی کریمؐ کے بعد مبتلائے درد ہے
أَسْفَا عَلَيْهِ كَثِيرَةٌ الْأَحْزَانُ
اُن کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فَلْيُبَكِّهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا
اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی اُن کی جدائی پر
يَا فخرَ مَنْ طَلَعَتْ لَهُ النُّيُورَانُ
فخر تو صرف اُن کے لئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ صَوَّةً

اے آخری سولِ آپ برکت و سعادت کی جوئے فیض ہیں

صَلَّى عَلَيْكَ مُنْزِلُ الْقُرْآنِ

آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ

المتوفی ۱۳ ستمبر
۶۳۷ھ

يَا عَيْنُ فَا بُكِي وَلَا تَسَامِي
تو اے آنکھ خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھیں

وَحَقُّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ
قسم ہے سرورِ عالمؐ پر رونے کے حق کی

عَلَى خَيْرِ خِندَفٍ عِنْدَ الْبَلَاءِ
خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا، جو غم و الم کے ہجوم میں سرشام گوشہ قبر میں چھپا دیا گیا

ءِ أَمْسَى يُغَيِّبُ فِي الْمَلَكِدِ
اور آج ہی غروبِ آفتاب ہو گیا، جو غم و الم کے ہجوم میں سرشام گوشہ قبر میں چھپا دیا گیا

فَصَلَّى الْمَلِكُ وَلِيُّ الْعِبَا
مالک الملک بادشاہ عالم، بندوں کا والی

دِ وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلَى أَحْمَدٍ
اور پروردگار، احمد مجتبیٰؑ پر سلام و رحمت بھیجے

فَكَيْفَ الْحَيَاةُ لِفَقْدِ الْحَبِيبِ
اب کیسی زندگی، جو حبیب ہی بچھڑ گیا

وَتَرَيْنِ الْمَعَاشِرَ فِي الْمَشْهَدِ
اور وہ نہ رہا جو زینتِ دہریک عالم تھا

فَلَيْتَ الْمَمَاتَ لَنَا كَلْنَا

کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی

فَكُنَّا جَمِيعًا مَعَ الْمُهْتَدِي

آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

حضرت ابوسفیان رضی بن الحارث بن عبدالمطلب ابن عم النبی

المتوفی سنہ ۶۲۱ھ

أَرَقْتُ وَبَاتَ لَيْلٍ لَا يَزُولُ
میری نیند اڑ گئی اور رات ایسی ہو گئی جیسے اب ختم نہ ہوگی

وَلَيْلُ أَخِي الْمَصِيبَةِ فِيهِ طُولُ
وہ رات جو مصیبت کی بودہ درجہ ہی ہوتی ہے

فَقَدْ نَا الْوَحْيَ وَالتَّنْزِيلَ فِينَا
وحی و تنزیل کا جو سلسلہ ہمارے درمیان جاری تھا وہ کھو گیا

يُرْوَحُ بِهِ وَيَعْدُو جَبْرِئِيلُ
جبرئیل کبھی رات کو آتے جاتے تھے کبھی دن کو

نَبِيٌّ كَانَ يَجْلُوا الشَّكَّ عَنَّا
حضور وہ نبی تھے جو ہمارے شک کو شہادت دور کرتے تھے

بِمَا يُوحِي إِلَيْهِ وَمَا يَقُولُ
کبھی اس وحی کے ذریعے جو آتی تھی اور کبھی اپنی باتوں سے

وَيَهْدِينَا فَلَا نَخْشَى ضَلَالًا
وہ ہمیں ایسا راستہ دکھاتے تھے کہ پھر کسی گمراہی کا ڈر

عَلَيْنَا وَالرَّسُولُ لَنَا دَلِيلُ
ہمارے دل میں نہ ہوتا تھا، خود رسول ہمارے راہ نما تھے

يُخَبِّرُنَا بِظَهْرِ الْغَيْبِ عَمَّا
وہ ہمیں غیب کی خبریں بھی سناتے تھے کہ کیا ہوگا

يَكُونُ فَلَا يَخُونُ وَلَا يَحُولُ
اور اس خبر میں نہ کوئی غامی ہوتی تھی نہ ہیر پھیر

فَلَمْ نَرِ مِثْلَهُ فِي النَّاسِ حَيًّا
نہ زندوں میں ہم نے ان کے جیسا کوئی انسان دیکھا

وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْمَوْتِ عَدِيلُ
اور نہ مرتے والوں میں کوئی ان کی نظیر ہے

أَفَاطِمُ إِن جَزَعْتَ فَذَاكَ عَذْرُ
اے فاطمہ اگر دامن صبر تجھ سے چھوٹ جائے تو مجھ کو ہے

وَأَن لَّمْ تَجْزَعِي فَهُوَ السَّبِيلُ
لیکن اگر تو دامن صبر نہ چھوٹے تو اصل راستہ تو یہی ہے

فَعُوْذِي بِالْعِزِّ آءِ قِيَانٍ فِيْهِ
تو اگر صبر و استقامت کا سہارا لے تو اس میں

ثَوَابُ اللَّهِ وَالْفَضْلُ الْجَزِيلُ
اللہ کی طرف سے جزا ہے اور بے اندازہ فضل

وَقُوْلِيْ فِيْ أَبِيكَ وَلَا تَمِلِيْ
اور اپنے باپ کی تعریف میں خوب دل کھول کے بول مگر

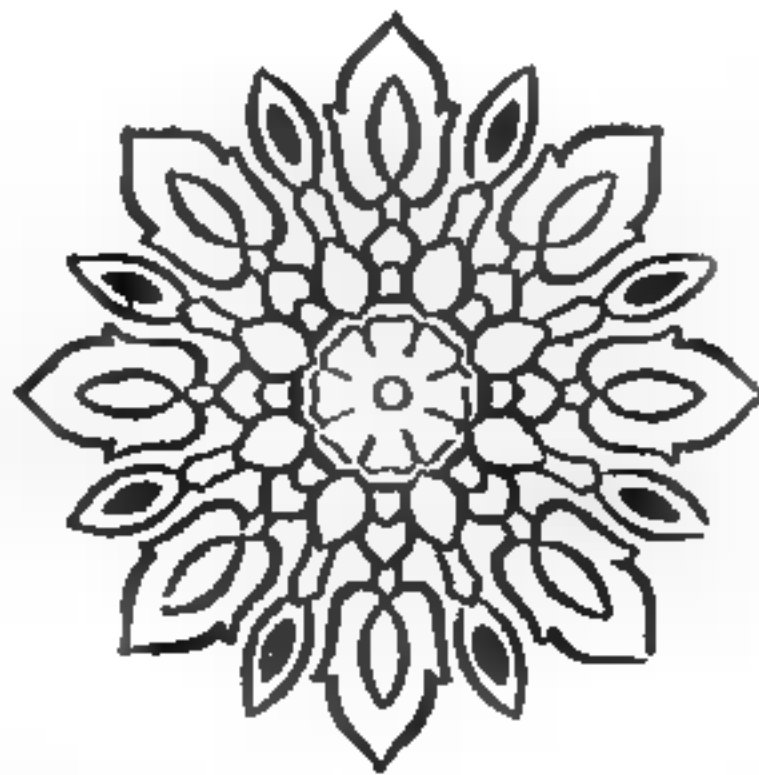
وَهَلْ يَجْزِي بِفِعْلِ أَبِيكَ قِيلُ
تیرے باپ نے جو کام کئے ہیں اُن کا بدل کہیں یہ قول ہو سکتے ہیں

فَقَبْرِ أَبِيكَ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرِ
تیرے باپ کی قبر بھی تمام قبروں کی سردار ہے

وَفِيْهِ سَيِّدُ النَّاسِ الرَّسُولُ
کیونکہ اس میں وہ رسول مدفون ہے جو تمام انسانوں کا سردار ہے

صَلَاةُ اللَّهِ مِنْ رَبِّ مَرَحِمٍ
رحمت والے پاک پروردگار کی رحمتیں ہوں

عَلَيْهِ لَا تَحُولُ وَلَا تَزُولُ
حضور پر، ایسی رحمتیں جو نہ تمھیں نہ کبھی ختم ہوں



حضرت عمر فاروق رضی

الشہید بس ۲۳
۶۶۴ھ

عَلَى كُلِّ دِينٍ قَبْلَ ذَلِكَ حَائِدٌ

ہر اس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھرا ہوا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَظْهَرَ دِينَهُ

کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا

تَدْعُوا إِلَى أَمْرِ مِنَ الْغَيِّ فَاسِدٌ

اُن لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی

وَأَسْلَبَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بَعْدَ مَا

اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضور سے جب

مُسَوِّمَةٌ بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَخَالِدٍ

جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں، زبیر و خالد کے درمیان

غَدَاةَ أَجَالِ الْخَيْلِ فِي عَرَصَاتِهَا

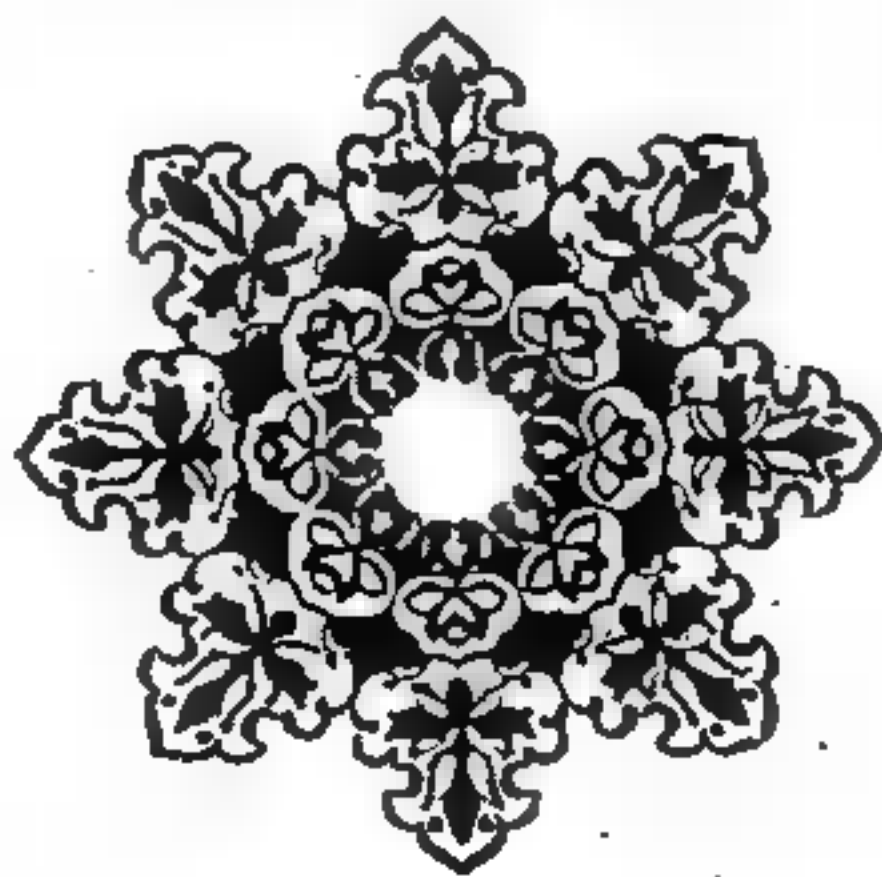
اور پھر وہ صبح جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولا نیاں دکھانے لگے

فَأَمْسَى رَسُولُ اللَّهِ قَدْ عَزَّزَ نَصْرُهُ

پس رسول اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا

وَأَمْسَى عَدَاةُ مِنْ قَتِيلٍ وَشَارِدٍ

اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے



حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب

المتوفى ۳۲
۶۵۳ھ

مِنْ قَبْلِهَا طُبَّتْ فِي الظَّلَالِ وَقِي
آپ اس سے پہلے سایہ خاص میں بسر کر رہے تھے اور
ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ وَلَا بَشَرُ
پھر آپ بستی میں اترے، مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے
بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينِ وَقَدْ
بلکہ وہ آپ صافی، جو کشتیوں پر سوار تھا
نُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ
منتقل ہوتا رہا صلب سے رحم کی طرف
وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيلِ مَكْتَمًا
آپ آتش خلیل میں اترے، چھپے چھپے،
حَتَّىٰ اُحْتَوَىٰ بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنِ مِنْ
تا آنکہ آپ کا محافظ وہ صاحب شوکت گھرانہ ہوا جو
وَأَنْتَ لَمَّا وَلَدْتَ أَشْرَقْتَ الْآ
اور آپ جب پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین

مُسْتَوْدِعٌ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ
اُس منزل محفوظ میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا
أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ
نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی
الْجَمَ نَسْرًا وَاهْلَهُ الْغَرَقُ
جب سیلاب کی موجیں چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے
إِذَا مَضَىٰ عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ
پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبہ حال کا ظہور ہوا
فِي صَلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَخْتَرِقُ
آپ اُن کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے
خَنْدِفٍ، عَلِيَاءَ تَحْتَهَا النُّطْقُ
خندف جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوثا تھا
رُضٌ وَضَاعَتْ بِنُورِكَ الْإُفُقُ
اور روشن ہو گئے آفاق سماوی آپ کے نور سے

فَنَحْنُ فِي ذَلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النَّ

تو اب ہم لوگ اسی روشنی اور اسی نور میں

وَرِوَسِيلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں نکال رہے ہیں

حضرت عثمان غنی ؓ

الشہید ۳۵ھ
۶۵ء

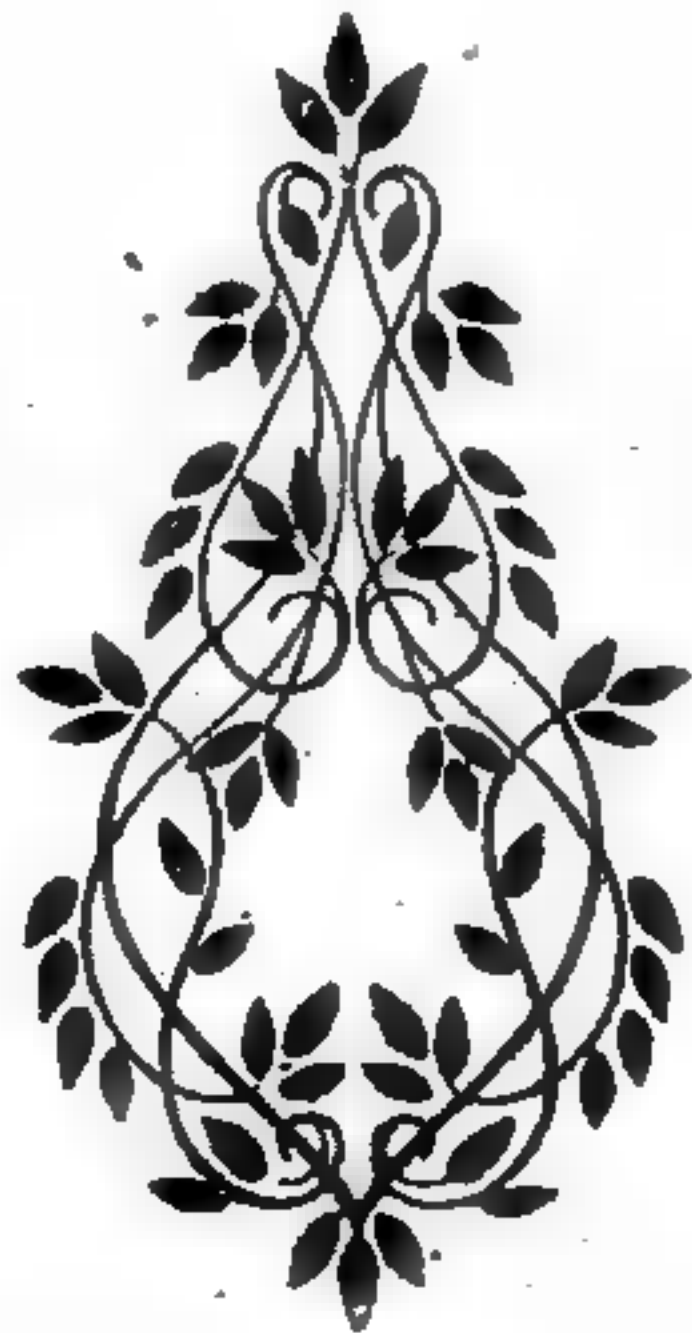
فَيَا عَيْنِي ابْكِي وَلَا تَسْأَمِي

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

وَحَقُّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِّدِ

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا

۴



حضرت علی مرتضیٰ رضی

الشہید سنہ ۶۶۱ھ

أَمِنْ بَعْدِ تَكْفِيَيْنِ النَّبِيِّ وَدَفْنِهِ
نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں اس نے آ

بِاثْوَابِهِ أَسَى عَلَى هَالِكِ ثَوَى
کے غم میں غمگین ہوں جو خاک میں جا بسا

زَرَانَا رَسُولُ اللَّهِ فِينَا فَلَنْ تَرَى
رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب

بِذَاكَ عَدِيدًا مَا حِينَا مِنَ الرَّوَى
جب تک ہم خود جی رہے ہیں ان جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے

وَكَانَ لَنَا كَالْحِصْنِ مِنْ دُونِ أَهْلِهِ
رسول اللہ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن

لَهُ مَعْقِلٌ حَرْمٌ حَرِيرٌ مِنَ الرَّوَى
سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

وَكُنَّا بِمَرَاهِ نَرَى النُّورَ وَالْهُدَى
ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے

صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِينَا أَوْ اُغْتَدَى
صبح بھی اور شام بھی جب ہم میں چلتے تھے پھر صبح کو گھر نکلتے

لَقَدْ غَشَيْنَا ظُلْمَةً بَعْدَ مَوْتِهِ
ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں

نَهَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلَى ظُلْمَةِ الدُّجَى
دن، کالی رات سے زیادہ تاریک ہو گیا۔

فِي آخِرِ مَنْ ضَمَّ الْجَوَاعِ وَالْحَشَا
انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپا ہوئے ہیں ان میں سے

وَيَا خَيْرَ مَيِّتٍ ضَمَّةَ التُّرْبِ الْتَرَى
بہتر آپ ہیں اور آپ ان تمام مردوں میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب بہتر

كَانَ أُمُورُ النَّاسِ بَعْدَكَ ضَمِنْتَ
گو یا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں

سَفِينَةٍ مُوجِ حَيْنٍ فِي الْبَحْرِ قَدْ سَمَا
پڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے

فَضَاقَ قَضَاءُ الْأَرْضِ مِنْ عَنْهُمْ بِرَحْمَةٍ
زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی رسول اللہ

لِفَقْدِ رَسُولِ اللَّهِ إِذْ قِيلَ قَدْ مَضَى
کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول گزر گئے

فَقَدْ نَزَلَتْ لِلْمُسْلِمِينَ مُصِيبَةٌ
مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے

كَصَدْعِ الصَّفَا لَا لِلصَّدْعِ فِي الصَّفَا
جیسے چٹان میں شکاف پڑ جائے اور چٹان کے شکاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے

فَلَنْ يَسْتَقِلَّ النَّاسُ تِلْكَ مُصِيبَةٌ
اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے

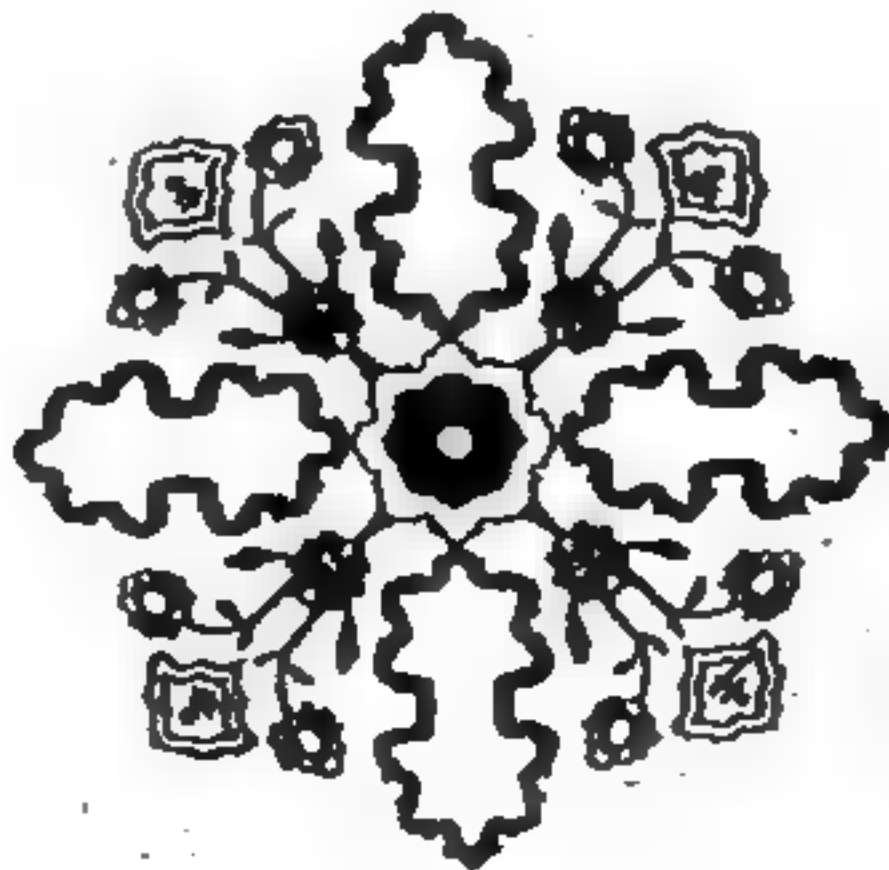
وَلَنْ يَجْبِرَ الْعَظِيمُ الَّذِي مِنْهُمْ وَهَى
اور وہ کمزوری جو پیدا ہو گئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے

وَفِي كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلَاةِ يَهْجُوْهُ

اور ہر نماز کے وقت بلالؓ ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں

بِلَالٌ وَيَدْعُوْا بِاسْمِهِ كَلِمًا دَعَا

جب کہ وہ (بلالؓ) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں۔



حضرت کعب بن زہیر
المتوفی ۲۲ ستمبر ۶۶۳ھ

وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ مَقْبُولٌ

اور معافی و درگزر تو اللہ کے رسول کے نزدیک پسندیدہ

فَقَدْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ مُعْتَذِرًا

میں اللہ کے رسول کی خدمت میں عذر خواہ ہو کر پہنچا

أَرَى وَأَسْمَعُ مَا لَوْ يَسْمَعُ الْفِيلُ

کھڑا ہوتا اور سنا دیکھتا اور سنتا جو میں دیکھ اور سن رہا تھا

لَقَدْ أَقُومُ مَقَامًا لَوْ يَقُومُ بِهِ

میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی

مِنَ الرَّسُولِ بِإِذْنِ اللَّهِ تَنْوِيلٌ

رسول اللہ کی طرف سے جو دو سنا اور بخشش و عطانہ ہوتی

لَظَلَّ يَرْعُدُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ

تو یقیناً کانپنے لگتا اگر اللہ کے حکم سے

فِي كَفِّ ذِي نِقْمَاتٍ قَبِيلَهُ الْقَيْلُ

اس ہاتھ میں دے دیا جو کئے کی سزا دے سکتا تھا اور جو کول قبیلہ تھا

حَتَّى وَضَعْتُ يَمِينِي لَا أُنَازِعُهُ

یہاں تک کہ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بغیر کسی منافی کے

إِنَّ الرَّسُولَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ

بیشک رسول اللہ وہ سیف ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے

مُهَنَّدٌ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ مَسْكُولٌ

وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی تلوار ہیں۔

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَت عَائِشَةُ صَدِيقَةُ رَضَا

الْمُتَوَفَّى سَنَةِ ٦٤٤ هـ

يَلُحُّ مِثْلَ مُصْبَاحِ الدُّجَى الْمُتَوَقِّدِ

تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

مَتَى يَبْدُو فِي الدَّارِجِ الْبَهِيمِ جَبِينُهُ

اندھیری رات میں اُن کی پیشانی نظر آتی ہے

نِظَامٌ لِحَقِّ اَوْ تَكَالُفٌ لِمَلِكِ

حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملوک کو سرِ پابند بنانے والا

فَمَنْ كَانَ اَوْ مَنْ قَدْ يَكُونُ كَاَحْمَدَ

احمدِ مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا



حضرت حسان بن ثابت رضی

المتوفی سنہ ۶۸۲ھ

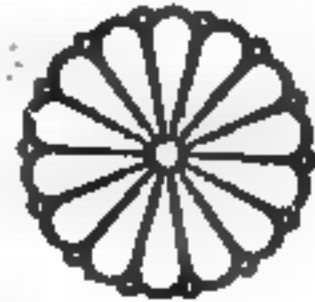
أَغْرَ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ
یہ وہ ہیں جن پر مہر نبوت چمک رہی ہے
وَضَمَّ إِلَالَهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ
اللہ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا نام ملا رکھا ہے
وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ
اللہ نے ان کا نام ان کے اعزاز کے لئے اپنے نام سے مشتق کیا ہے
نَبِيٍّ أَتَانَا بَعْدَ بَاسٍ وَفِتْرَةٍ
یہ ایسے نبی جو ہمارے پاس ایک خوف اور طویل وقفہ کے بعد آئے ہیں
فَأَمْسَى سِرَاجًا مُسْتَنِيرًا وَهَادِيًا
یہ نبی آئے اور روشنی والے چراغ اور رہنما ہو گئے
وَأَنْذَرَنَا نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً
اور انھوں نے آگ سے ڈرایا، جنت کی بشارت دی
وَأَنْتَ إِلَهُ الْخَلْقِ رَبِّي وَخَالِقِي
اے اللہ تو دنیا کا معبود ہے میرا رب اور خالق ہے
تَعَالَيْتَ رَبُّ النَّاسِ عَنْ قَوْلٍ مَنْ دَعَا
اے سارے انسانوں کے پروردگار تو ان کے اقوال سے بلند

مِنْ اللَّهِ مَشْهُودٌ يُلَوِّحُ وَيُشْهَدُ
اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو جھلکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے
إِذْ قَالَ فِي الْخَمِيسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ
جب کہ پانچ وقت مؤذن اشہد کہتا ہے
قَدْ وَالْعَرْشِ مُحَمَّدٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ
صاحب عرش محمود ہے، اور یہ محمد ہیں
مِنَ الرُّسُلِ وَالْأَوْتَانِ فِي الْأَرْضِ تَعْبُدُ
اور حال یہ تھا کہ زمین میں بت پوجے جا رہے تھے
يُلَوِّحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيلُ الْيَهْدُ
وہ اس طرح جھکے جیسے صیقل کی ہولی ہندی تلوار جھکے
وَعَلَّمَنَا الْإِسْلَامَ فَاللَّهُ نَحْمَدُ
اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی، ہم اللہ کے شکر گزار ہیں
بِذَلِكَ مَا عَمَّرْتُ فِي النَّاسِ أَشْهَدُ
جب تک میں لوگوں میں زندہ رہوں گا اس کی شہادت دیتا رہوں گا
سَوَاكَ إِلَهًا أَنْتَ أَعْلَى وَأَعْجَدُ
اعلیٰ اور برتر ہے جو تیرے سوا کسی اور کو معبود بنائیں

لَكَ الْخَلْقُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْأَمْرُ كُلُّهُ
تو ہی پیدا کرنے والا نعمت دینے والا اور حاکم مطلق ہے
فَايَاكَ نَسْتَهْدِي وَإِيَّاكَ نَعْبُدُ
ہم تجھ ہی سے ہدایت چاہتے اور تیری ہی پرستش کرتے ہیں

حضرت عمرؓ (جن)

قصیدہ جَنیہ ایک عجیب و غریب قصیدہ ہے جو قوم جنات کے ایک بزرگ حضرت عمرؓ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے تھے ان کا لکھا ہوا ہے، غازی پور زمینہ کے مولینا سید احمد علیؒ نے سفر ترکی کے موقع پر یعتیہ قصیدہ قسطنطنیہ (استنبول) کے شاہی کتب خانہ میں دیکھا، چونکہ پہلے بھی وہ اس کی شہرت سُن چکے تھے لہذا انھوں نے اس قصیدہ کی نقل حاصل کر لی اور ہندستان پہنچ کر ۱۳۰۸ھ میں اس کو چھپوایا۔ ۱۳۴۶ھ میں نواب واجد علی خاں رئیس ریاست بوڑھانسی ضلع بلند شہر کے کتب خانہ سے اس قصیدہ کا مطبوعہ نسخہ خواجہ حسن نظامیؒ نے حاصل کر کے دوبارہ شایع کیا۔ یہ نسخہ میرے پاس موجود ہے۔ یہ قصیدہ عربی قصائد میں بلا شک ممتاز حیثیت رکھتا ہے، اس میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے الفاظ خاص قسم کے ہیں اور اکثر الفاظ متحد حروف سے رقم کئے گئے ہیں، جس عجیب و غریب طریقہ سے ایک ہی صورت اور قریب قریب ایک ہی قسم کے اعراب و حرکات و حروف جمع کئے گئے ہیں یہ بات انسانی قصائد میں بہت کم ملتی ہے، اہل علم کے لئے یہ انشاء پر دازی کا کمال ہے لیکن علم الاعداد اور علم الحروف جاننے والے سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں کچھ رموز بھی ضرور مخفی ہیں، یہ قصیدہ کافی طویل ہے ذیل میں اس نادر قصیدہ کے چند اشعار تحفہ پیش کئے جاتے ہیں۔ (ش۔ ب)



فَتَعَدَّ وَدَعَّ ذَكَرًا لَّهُمْ بَلْ كَيْفَ وَأَنْتَ بِهِمْ نَصَبٌ

ہٹو اور ان اوٹنیوں اور اوٹنی والوں کا ذکر چھوڑو۔ اے دل تجھے کیا ہو گیا تو کیوں ان کے مارے دکھی ہے۔

وَ اِرْحُلْ قُلُوصًا يَقْدِمَنَّ عَلَيَّ رَعُوفٍ فَتُزَاحَ بِهِ الْكُرْبُ

تو اپنی اونٹنیوں کو کوچ کے لئے ہانک تاکہ وہ اُس دلیبر دلتواز کے قدموں میں جا پہنچیں
وہ جس کے ذریعہ سب دکھ درد مٹ جاتے ہیں۔

فَاَلْخَلْقُ اِلَيْهِ جَمَاعَتُهُمْ تُحْدِي بِهِمْ فُسُحُ نَجَبُ

تمام مخلوق کے لوگ گروہ گروہ جس کی طرف چلے جا رہے ہیں اور ایسی اونٹنیوں کو
حُدی پڑھتے ہوئے لئے جاتے ہیں جو چوڑے سینے والی اور منتخب ہیں۔

لَزَزُ لَغَزٍ نَشْرٍ نَهْرٍ جَمْرٌ حَصْرٌ ضَمْرٌ شَرْبُ

وہ اونٹنیاں جن کا سینہ گوشت سے بھرا ہوا ہے چوہے کے بلوں کے مانند پچیدہ
راستہ کو وہ باسانی طے کر رہی ہیں فرہ اور قوی ہیں۔ جوش رفتار میں گویا سینہ کے
بل چلی جا رہی ہیں بہت جلد جلد قدم اٹھاتی ہیں۔ مجسم رفتار ہیں۔ وہ اُس پہاڑ
کی مانند ہیں جو گرد و غبار سے صاف ہوتا زہ شاخ کی مانند بارونق ہیں۔

شُخْ رُخْ مَخْ دُخْ فَتَخْ شَمَخْ جُرْخْ هُلْبُ

قد آور ہیں مضبوط ہیں قوت سے بھری ہوئی ہیں۔ سیاہ اور بھوری ہیں۔
خشنماک ہیں۔ بلند قد ہیں۔ سیلاب رواں ہیں۔ بڑے بڑے بال والی ہیں۔

هَشَشْ خَشَشْ عَشَشْ فَشَشْ خَدَشْ عَمَشْ بَرَشْ عَتَبْ

ہشاش ہشاش ہیں نکیل اور خورجیوں والی ہیں۔ جلد باز ہیں۔ رُودھ دوی
ہوئی ہیں چلنے میں زمین کے اندر خراش پیدا کرنے والی ہیں۔ کسی سہارے کی
محتاج نہیں ہیں۔ رنگارنگ ہیں۔ سراپا ناز ہیں۔

بُعْعُ كُنْعُ وَقْعُ صُمْعُ قُطْعُ كُمْعُ طُمْعُ أَلْبُ

جہاز کے مانند سامان سے بھری ہوئی چلی جا رہی ہیں۔ ستارے کی طرح غروب ہوتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ جنگ آزمودہ ہیں۔ چھوٹے کان والی ہیں۔ جلد جلد مسافت طے کرنے والی ہیں۔ سفر کی بہت ہی شائق ہیں۔ ہمتن رفتار ہیں۔

فَانْخَبِثِي إِلَى الْخَلْقِ أَنْتَ بِفَضَائِلِهِ الْكُتُبُ

ٹھہر ٹھہراے مسافر! ٹھہر قافلہ کے اوتاروں کو بٹھادے اور پیغمبر خداوند عالم کی خدمت میں حاضر ہو جس کے فضائل میں بہت سی کتابیں آئی ہیں۔

لِنَبِيِّ هُدًى وَنَسِيحٍ تَقَى فِذَاكَ تَدِينُ لَهُ الْعَرَبُ

وہ جو ہدایت کرنے والا نبی ہے جس کا جامہ وجود سر اسر تقویٰ کے تاروں سے بنا ہوا ہے۔ جی بھی تو سارا عرب اُس کے دین کا جان نثار اور اُس کے نام کا فدا کار ہے۔

بِحَمْدِ الْمَبْعُوثِ وَذِي الْخَيْرَاتِ مَنَازِلُهُ الرُّحُبُ

وہ محمدؐ جو خدا کی طرف سے مبعوث ہے تمام خوبیوں کا مالک ہے۔ جس کے مراتب و مدارج نہایت ہی بلند اور وسیع ہیں۔

وَالْحَوْضُ لَهُ الرُّكْنُ مَعًا وَالْبَيْتُ وَمَكَّةُ وَالْحُجُبُ

حوض کوثر بھی اُس کا ہے مکہ رکن و مقام کعبہ اور اُس کے پردے ان سب کا وہی مالک ہے۔

نَصْرًا هَزَمَ الْأَحْزَابُ لَهُ فَتَمَامُ صَنَائِعِهِ الرُّغْبُ

اُسی کی مدد کے لئے تمام قوموں کے جتھے پسپا کر دیئے گئے۔ اُس محبوب کے سارے کام پیارے ہیں۔

فَهَدَيْتَ فَأَنْتَ جَلَوْتَ عَمَّا وَأَضَاءَ بِذَاكَ لَنَا السَّبَبُ

اے ہمارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! تو نے ہدایت کر کے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں اسی لئے حقیقت اور کامیابی کے راستے روشن ہوئے۔ دروازے کھل گئے۔

وَالَيْكَ مُحَمَّدُ إِنْبَعَثَتْ جُودُكَ بِأَخْشَتِهَا تُبِجُوا

اے میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیری ہی خدمت میں اونٹنیاں مع اپنی نکیل اور خورجیوں کے بادب بیٹھی ہوئی ہیں۔

وَالَيْكَ رَحَلْتُ مَخَاقِ أُولَى كُتُبٍ وَمَعَاشِرَ قَدْ دَهَبُوا

اے میرے آقا! میں بھی حاضر دربار ہوا ہوں اے مولا! تو تمام گزشتہ کتب و ہدایت والوں کا مترج ہے۔

لِتَجُودَ عَلَيَّ فَتُعْطِيَنِي بِشَرَائِعَ لَيْسَ لَهَا ثَلَبُ

اے میرے دانا! میں حاضر خدمت ہوا ہوں کہ تو مجھے اپنی عنایت سے بے عیب شریعت عطا کر دے۔

فَاللَّهُ هَذَاكَ وَأَنْتَ هَدَيْتَ فَدَلَّ لِمَلَّتِكَ النَّصْبُ

خدا نے تجھے ہدایت دی ہے اور تو سب کا ہادی ہے۔ تیرے دین کے آگے تمام بُت سرنگوں ہو گئے ہیں۔

فَصَلَوَةُ إِلَهِ الْخَلْقِ عَلَيْكَ وَجَادَ فَمَلَكْتَ السَّكْبُ

تجھ پر خداوند عالم کا درود و سلام۔ اور تیرے روضہ مبارک پر رحمت الہی کی موسلا دھار بارش ہو۔

امام زین العابدینؑ، علی السجاد بن الحسینؑ

المتوفی ۹۶ھ
۴۱۲

إِنْ نِلْتِ يَا رُوحَ الصَّبَا يَوْمًا إِلَى أَرْضِ الْحَرَمِ

اے باد صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو

مَنْ وَجَّهَهُ شَمْسُ الضُّحَى مِنْ خَدَّيْهِ الدُّجَى

وہ جن کا چہرہ نور مہر نیمروز ہے اور جن کے رخسار تاباں باہر کابل

قُرْآنُهُ بُرْهَانُنَا قَسْنًا لِأَدْيَانٍ مَضَّتْ

اُن کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل جس نے ماضی کے تمام دینوں کو نسخ کر دیا

أَكْبَادُنَا حُرُوحَةً مِنْ سَيْفِ هَجْرِ الْمُصْطَفَى

ہمارے جگر زخمی ہیں فراق مصطفیٰ کی تلوار سے

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ كَمَنْ يَتَّبِعُ نَبِيًّا عَالِمًا

کاش میں اُس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ أَنْتَ شَفِيعُ الْمُتَذَلِّلِينَ

اے رحمتِ عالم آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں

بَلَغَ سَلَامِي رَوْضَةً فِيهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمُ

تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں

مَنْ ذَاتُهُ نُورٌ هَادِي مَنْ كَفُّهُ بَحْرٌ هَائِلٌ

جن کی ذات نور ہدایت ہے، جن کی تسہیلی سخاوتیں دیا

إِذْ جَاءَنَا أَحْكَامُهُ كُلُّ الصُّفُوفِ صَارَ الْعَدَمُ

جب اُس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے) سارے صحیفے معدوم ہو گئے

طُوبَى لِأَهْلِ بَلَدَةٍ فِيهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَسَمُ

خوش نصیبی اُس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتسم ہیں

يَوْمًا وَلَيْلًا دَائِمًا وَارْزُقْ كَذَاكَ بِالْكَرَمِ

دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

أَكْرَمَ لَنَا يَوْمَ الْحَزَنِ فَضْلًا وَجُودًا وَالْكَرَمِ

ہمیں قیامت کے دن فضل و سخاوت اور کرم سے عزت بخشے

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ أَدْرِكْ لَزِينَ الْعَابِدِينَ

اے رحمتِ عالم زین العابدین کو سنبھالنے

مَحْبُوسِ أَيْدِي الظَّالِمِينَ فِي الْمَوْكِبِ الْمُرْدَمِ

وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے

امام اعظم ابو حنیفہ کوفی، نعلسان بن ثابت رضی

المتوفی سنہ ۱۵۰ھ
۲۶۴ء

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں

أَرْجُو رِضَاكَ وَاحْتِمَى بِحِمَاكَ
آپ کی خوشنودی کا امیدوار، آپ کی پناہ کا طلبگار

وَاللّٰهُ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ إِنَّ لِيْ
اللہ کی قسم اے بہترین خلائق! میرا دل صرف

قَلْبًا مَّشُوقًا لَا يَرُومُ سِوَاكَ
آپ کی محبت سے لبریز ہے، وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں

أَنْتَ الَّذِي كُوَلَّاكَ مَا خُلِقَ امْرُؤٌ
آپ اگر نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا

كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرَى كَوْلَاكَ
اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں

أَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ
آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ نے آپ کا توسل اختیار کیا

مِنْ نَّرَاتِهِ بِكَ فَازَ وَهُوَ أَبَاكَ
اپنی لغزش پر، تو کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ کے جذبز گوارا ہیں

وَبِكَ الْخَلِيلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهُ
اور آپ ہی کے وسیلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا کی

بَرْدًا وَقَدْ خَمَدَتْ بِنُورِ سَنَّاكَ
اُن کی آگ سرد ہو گئی، وہ آگ آپ کے نور کی برکت بجھ گئی

وَدَعَاكَ أَيُّوبُ لِيُضِرَّ مَسَّهُ
اور حضرت ایوبؑ نے اپنی بیماری میں آپ کے وسیلے سے دعا کی

فَازَيْلَ عَنْهُ الصُّرْحَيْنِ دَعَاكَ
تو ان کی دعا مقبول ہوئی اور بیماری دور ہو گئی

وَبِكَ الْمَسِيحُ أَتَى بِشِيرًا مُّخْبِرًا
اور آپ ہی کے ظہور کی خوشخبری لے کر حضرت مسیحؑ آئے

بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَا دِحَالِ عِلَّاكَ
انہوں نے آپ کے محسن جمال کی مدح و ثنا کی اور آپ کے رتبہ بلند کی خبر دی

وَكَذَاكَ مُوسَى لَمَّا نَزَلَ مُتَوَسِّلًا
اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ بھی آپ کا وسیلہ اختیار کرتے رہے

بِكَ فِي الْقِيَمَةِ مُحْتَمَى بِحِمَاكَ
اور قیامت میں بھی آپ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے

وَهُودٌ وَيُونُسُ مِنْ بَهَاكَ تَحْمَلًا
اور حضرت ہود اور حضرت یونسؑ نے بھی آپؐ کے حسنِ زینت پائی

وَجَمَالَ يُوسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَّاكَ
اور حضرت یوسفؑ کا جمال بھی آپؐ کے جمالِ باصفا کا پرتھکا

قَدْ فُقِّتَ يَا طَهْ جَمِيعَ الْأَنْبِيَاءِ
اے طہ! لقب! آپؐ کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوئی

طَرًّا فَسَبَّحَنَ الَّذِي أَسْرَاكَ
پاک ہے وہ جس نے ایک رات کو اپنے ملکوت کی سیر کرائی

وَاللَّهُ يَا يُسَيِّنُ مِثْلَكَ لَمْ يَكُنْ
خدا کی قسم! اے یسین! لقب! آپؐ جیسا تو تمام مخلوق میں

فِي الْعَالَمِينَ وَحَقٌّ مَنْ أَنْبَاكَ
نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا، قسم ہے اُسی کی جس نے آپؐ کو سر بلند کیا

عَنْ وَصْفِكَ الشُّعْرَاءُ يَا مَدَّ تَرَوْ
اے کملی والے! آپؐ کے اوصافِ جمیلہ بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز رہ گئے، آپؐ کے اوصافِ عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں

وَحُشَّاشَةٌ مُحْشَوَةٌ بِهَوَاكَ
اور میرے اندر تو آپؐ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے

يَا كَلْبِي مُغْرَمٌ يَا سَيِّدِي
میرے سرکار! میرا حقیر دل آپؐ ہی کا شیدا ہے

جُدُّنِي بِجُودِكَ وَارْضِنِي بِرِضَاكَ
مجھے اپنی بخشش و عطائے نوازیئے اور اپنی خوشنودی کی مست بخشنے

يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَى
اے تمام موجودات سے بزرگ و برتر! اے حاصلِ کائنات!

لَا بِنِي حَنِيفَةٍ فِي الْأَنَامِ سِوَاكَ
اس جہان میں ابو حنیفہ کے لئے آپؐ کے سوا اور کوئی نہیں ہے

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
میں آپؐ کے جود و کرم کا دل سے طلبگار ہوں، کہ

صَلِّ عَلَيْكَ اللَّهُ يَا عَلَمَ الْهُدَى
اے ہدایت کے علمِ مرہند! مشتاقانِ زیارت کے شوقِ بے حد

مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ إِلَى مَشَاوَاكَ
کے مطابق، قیامت تک اللہ کا درود و سلام آپؐ پر نازل ہوتا ہے۔

فردوسی، ابوالقاسم حسن بن شرف شاہ طوسی
المتوفی ۱۰۲۰ھ

دل از تیرگیہا بدیں آب شوی	بلغتار پیغمبر ت راہ جوی
رہ رستگاری بیاید بخت	ترا دین و دانش رہاند درست
خداوند امر و خداوند نہی	چہ گفت آن خداوند تنزل و وحی
نتابید بر کس ز بکرہ	کہ خورشید بعد از رسولان رہ
بیاد است گیتی چو باغ بہار	عمرہ کرد اسلام را آشکار
خداوند شرم و خداوند دین	پس از ہر دو آن بود عثمان گزین
کہ اورا بخوبی ستایا رسول	چہارم علیؑ بود جنت بتول
دُرست این سخن گفت پیغمبر است	کہ من شہرِ علم علیؑ ام دُر است
تو گوئی دو گوشم برا و از اوست	گواہی دہم کاین سخن راز اوست
چو گفتار و رایت نیارد بدرد	بداں باش کو گفت زو بر مگرد
کز ایشان قوی شد ہرگونہ دین	علیؑ را چنین گفت و دیگر ہمیں

نبی آفتاب و صحابہ چو ماہ

بہم نسبتے یک دگر راست راہ

سنائی غزنوی، مجدالدین ابوالمجد

المتوفی ۵۲۵ھ
۱۱۳۱ء

ز به پشت و پناه هر دو عالم

هر دو سالار و سر زندان "آدم"

شبستان مقامت قاب قوسین

در درگاه تو بطحا و "زمزم"

ملائک را نشاط از چو تو بهتر

رسل را فخر از چو تو مستم

کلاه و تخت کسری از تو نا بود

سپاه و ملک قیصر از تو دریم

مرا یاد تو باید بر زبان ، بس

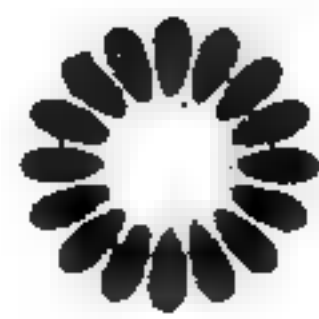
سنائی گردد از یاد تو خرم

خیام، عمر بن ابراہیم
المتوفی ۵۳۶ھ
۱۱۴۱ء

ساقی تدرجے کہ ہست عالم ظلمات
جز روئے تو نیست در جہاں آبِ حیات
از جان و جہان و ہرچہ در عالم ہست
مقصود توئی و بر محمدؐ صلوات



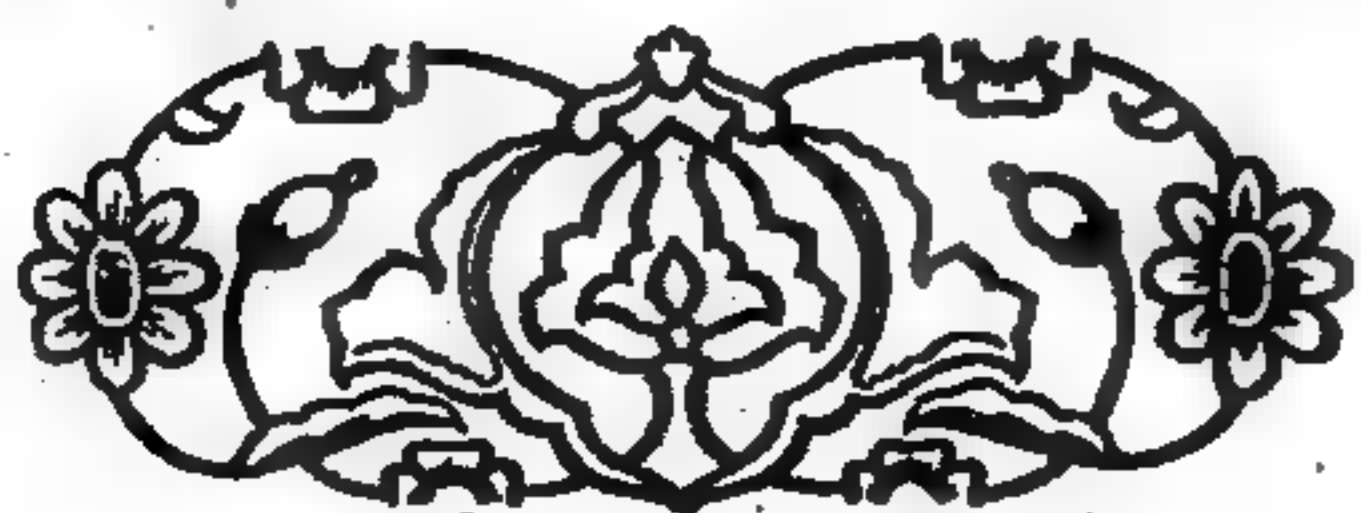
اے دل مے و معشوق مکن در باقی
سائوس رہا کن و مکن زرقاقی
گر پیر و احمدی، خوری جام شراب
زاں حوض کہ مرتضاش باشد ساقی



سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی (الغوث الاعظم)

المتوفی ۵۶۱ھ
۱۱۶۶ء

غلامِ حلفتِ بگویشِ رسولِ ساداتم
زہے نجات نمودن حبیب و آیاتم
کفایت است ز روحِ رسولِ اولادش
ہمیشہ وردِ زباں جملہٴ مہماتم
ز غیرِ آلِ نبیٰ حاجتِ اگر طلبم
رواہ مدار یکے از ہزار حاجاتم
دل ز عشقِ محمدؐ پُر است و آلِ مجید
گواہ حال من است این ہمہ حکایاتم
چو ذرہ ذرہ شود این تنم بہ خاکِ لحد
تو بشنوی صلوات از جمیع ذراتم
کمینہ خادمِ خدامِ خاندانِ تو ام
ز خادمتی تو دائم بود مناجاتم
سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے
قبول کن بہ کرم این سلام و صلواتم



خاقانی، افضل الدین ابراہیمؒ

المتوفی ۵۸۲ھ
۱۱۸۶ء

در ملک تو عقل پیر تدبیر
در بزم تو روح چاشنی گیر
ارواح، علم بر سپاہت
جبریلؑ، برید بارگاہت
حق ہم از پئے تو ساخت الحق
شب چتر سیاہ، روز بقرق
طرف کمر تراست جاوید
پیروزہ چرخ و لعل و نور شید
تا کوس تو صور پنجگاہ است
بر چرخ، صدائے لاله است
باعین کمال ت اے ملک و ش
طوبی خشک است و کوثر آتش
انگشت تو گو تلم نہ سودا است
مہ را چو سرتلم نمودا است
تاریخ شرف آسمان راست
از روز ولادت تو بر خاست

نظامی گنجوی، نظام الدین

المتوفی سن ۶۰۲ھ
۱۲۰۵ء

چراغ افروز چشم اہل بینش
طراز کارگاہ آفرینش

مرد سربہنگ میدان و فناء
سپہ سالار خیل انبیاء

یتیمان را نوازش در نیش
ازین جا، نام شد دُر یتیمش

سریر عرش را تعلین اوتاج
امین وحی و صاحب سر معراج

بصر در خواب، و دل در استقامت
زبانش اُمتی گو، تاقیامت



خواجہ قطب الدین بخت یار علیؒ

المتوفی ۶۳۲ھ
۱۲۳۴ء

اے از شعاعِ روئے تو خورشیدِ تاباں را ضیا
آئی کہ ہستی را شرف بالا ترا از عرشِ عِلا

گرچہ بصورتِ آمدی بعد از ہمہ پیغمبراں
اما بمعنی بودہ سرخیلِ جملہ انبیاء

ہرگز نخواندی یک ورق، خلقے گرفت از تو سبق
انگشتِ مہ را کرد شق، اے خواجہ معجز نما

یارانِ تو چار آمدند، پاکیزہ کردار آمدند
گلِ ہائے بے خار آمدند، از خویش فانی، با خدا



خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجرى اجمیریؒ

المتوفى ٦٣٣ھ
١٢٣٦ء

درجاں چو کر دستزل، جانانِ ما محمدؐ
صد در کشادہ دردل، ازجانِ ما محمدؐ
ما بلبلیم نالاں در گلستانِ احمدؐ
مالو لو تيم و مرجان، عثمانِ ما محمدؐ
مستغرقِ گناہيم ہر چند عذر خواہيم
پڑ مرده چوں گياہيم، بارانِ ما محمدؐ
ما طالبِ خدا تيم، بر دینِ مصطفائيم
بر در گہش گدا تيم، سلطانِ ما محمدؐ
از دردِ زخمِ عصیان مارا چہ غم چو سازد
از مرہمِ شفاعت، درمانِ ما محمدؐ
امروز خونِ عاشق در عشق گر ہدر شد
فردا ز دوست خواهد تاوانِ ما محمدؐ
از امتیانِ دیگر ما آمديم بر سر
واں را کہ نیست باور برہانِ ما محمدؐ
از آب و گل سرودے ازجانِ دل درود
تا بشنود بہ بیشربِ افغانِ ما محمدؐ
در باغ و بوستانِ دیگر محواں معینى
باغِ بس است تر آں، بستانِ ما محمدؐ

عطار نیشاپوری، خواجہ فرید الدینؒ

المتوفی ۶۳۷ھ
۱۲۳۹ء

آفتابِ شرع، دریائے یقیں
نورِ عالم، رحمتِ للعالمین

خواجہ کونین و سلطانِ ہمہ
آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ

نورِ او مقصودِ مخلوقات بود
اصلِ معدومات و موجودات بود

بعثِ او، شد سرنگونیِ بتاں
اُمتِ او بہترینِ اُمتاں

خاکِ ادرِ عہدش قوی تر چیز یافت
مسجدِے گشت و طہورے نیز یافت

چوں زبانِ حق، زبانِ اوست بس
بہترینِ عہدے، زبانِ اوست بس

ابن العربی، ابوبکر محی الدین (الشیخ الأكبر)

المتوفی ۶۳۸ھ
۱۲۴۰ء

وَإِذَا بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ وَقِفْ

جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان ٹھہرے ہوتے تھے

أَلَا يَا بَنِي مَنْ كَانَ مَلِكًا وَسَيِّدًا

سنو میرے ماں باپ قربان وہ فرماں روا اور سردار کون تھا

لَهُ فِي الْعِلَالِ مَجْدٌ تَلِيدٌ وَطَارِفٌ

جن کو رفت میں ہر شرف حاصل ہے، قدیم بھی جدید بھی

فَذَاكَ رَسُولُ الْإِبْطَحِيِّ مُحَمَّدٌ

وہی رسول ابطحی، محمدؐ

وَكَاثَتْ لَهُ فِي كُلِّ عَصْرِ مَوَاقِفٌ

حالانکہ ان کو تو ہر زمانے میں مقام و موقف حاصل تھا

أَتَى بِزَمَانِ السَّعْدِ فِي آخِرِ الْمُدَى

وہ آخری زمانے کی نیک گھڑی میں تشریف لائے

فَأَثْنَتْ عَلَيْهِ أَلْسِنٌ وَعَوَارِفٌ

اور اس پر تو زبانیں شناخواں ہیں اور عطیات بانی بھی

أَتَى لِانْكَسَارِ الدَّهْرِ يَجْبُرُ صَدْعَهُ

وہ آئے کہ ٹوٹے ہوئے زمانے کی شکستگی کو جوڑ دیں

إِذَا رَأَى أَمْرًا لَا يَكُونُ خِلَافَهُ

جب وہ ارادہ کر لیتے کسی بات کا تو وہ بات اُن کے خلاف نہ جاتی

وَلَيْسَ لِذَاكَ الْأَمْرِ فِي الْكَوْنِ صَارِفٌ

اور پھر اُس بات کو اس کائنات میں کوئی پھیرنے والا نہ ہوتا

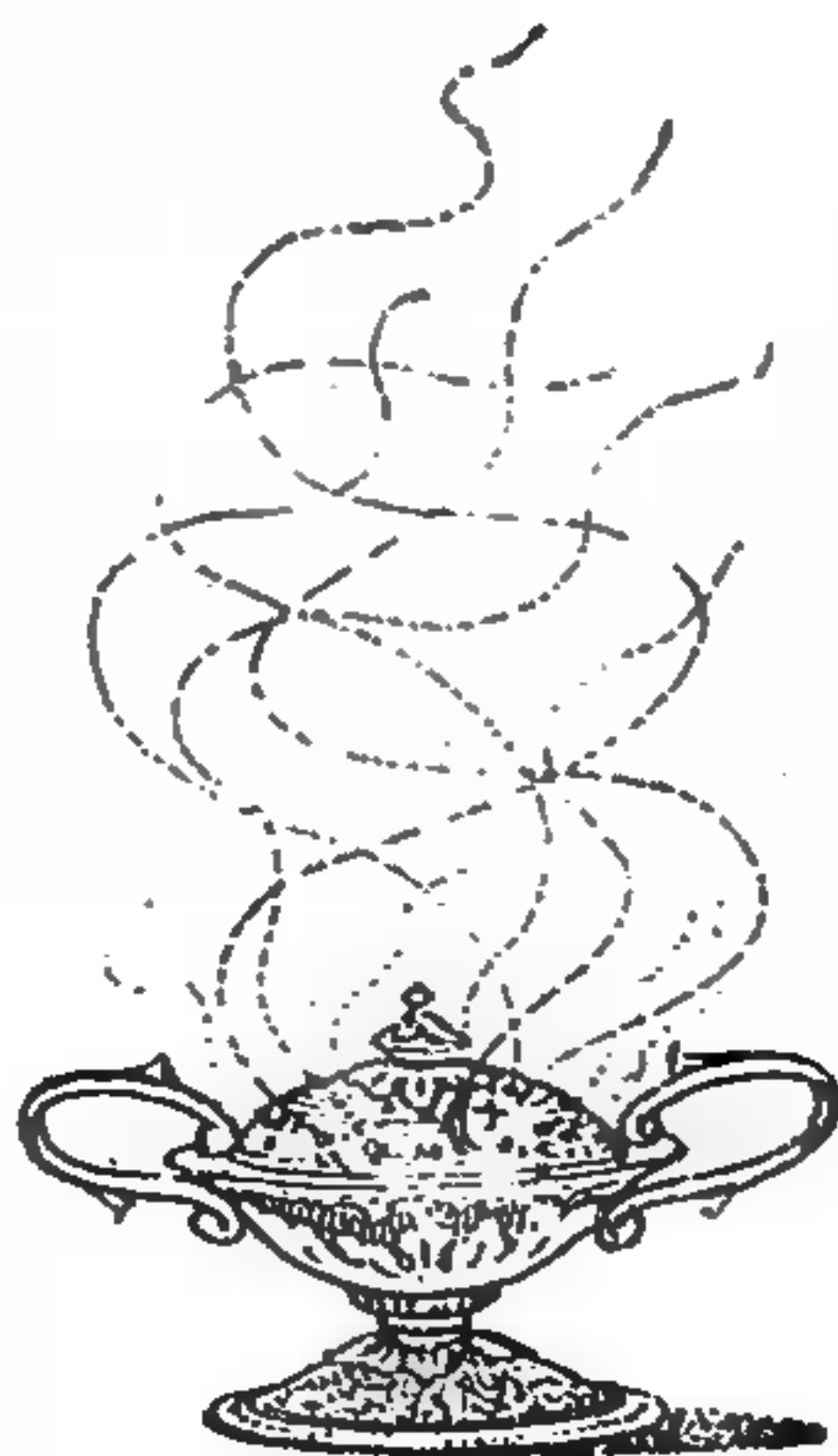
حضرت شمس الدین تبریزؒ

المتوفی سنہ ۶۵۳ھ
۱۲۵۵ء

اے طائرانِ قدس را عشقت فرودہ بالہا
در حلقہٴ سودائے تو روحانیاں را حالہا

اے سرورِ را تو سداً بشماراں را زان عدد
دانی سراں را ہم بود اندر تبع و دنبالہا

از رَحْمۃِ اللّٰعالمین اقبالِ درویشاں ہیں
چوں مہ متور خرقہا چوں گل معطر شالہا



رومی ، مولینا جلال الدینؒ

المتوفی ۶۷۲ھ
۱۲۷۳ء

سید و سرور محمدؐ نورِ جاں	بہتر و بہتر شفیعِ مَذَنِیاں
با محبہ نورِ عشقِ پاک جفت	بہر عشقِ اورا لولاکِ گفت
گرنہ بودے بہر عشقِ پاک را	کے وجودے دادے افلاک را
مُنْتہی در عشقِ اوچوں بود سر	پس مرا و را زانیا تخصیص کرد
پس کرہائے الہی ہیں کہ ما	آمدیم آخر زماں در انتہا
آخرین قرنہا پیش از قرونِ ؑ	در حدیث است آخرون السابِقون
تا ہلاک قوم نوح و قوم ہود	عارضِ رحمت بجانِ ما نمود
چند بیت شکست احمد در جہاں	تا کہ یارب گوئے گشتند امتاں
گرنہ بودے کوششِ احمد تو ہم	می پرستیدی چو اجدادت صنم
سرز شکر این ازاں بر تافتی	کز پدِ میراثِ مفتش یافتی
گر بگوئی شکر این رستن بگو	کز بیتِ باطنِ ہمّت برہانداو
چوں با آزادی نبوت ہادی است	مومتاں را زانیا آزادی است

گل از پیغمبرِ ایامِ خویش

تکبہ کم کن برفن و بر کامِ خویش

سعدی شیرازی، شیخ مصلح الدینؒ

المتوفی سیلہ ۶۹۱ھ
۱۲۹۲ء

عرش است کیں پایہ ز ایوانِ محمدؐ
جبریلِ امین خادمِ دربانِ محمدؐ

آن ذاتِ خداوند کہ مخفی است بعالم
پیدا و عیان است بچشمانِ محمدؐ

توریت کہ بر موسیٰؑ و انجیل بر عیسیٰؑ
شد محو یک نقطہٴ فروتانِ محمدؐ

از بہر شفاعت چہ اولوالعزم چہ مُرسل
در حشر زند دست بدامانِ محمدؐ

یک جان چہ کند سعدیؒ مسکین کہ دو صد جان
سازیم فدائے سگِ دربانِ محمدؐ



بو صیری ، شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن زید

المتوفی سیلہ ۶۹۶ھ
۱۲۹۶ء

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ
محمد سردار ہیں دونوں جہانوں کے، دونوں اہم مخلوق یعنی جن و انس کے اور عرب و عجم دونوں گروہوں کے

نَبِيُّنَا الْأَمْرُ الشَّاهِي فَلَا أَحَدٌ
آپ ہمارے نبی ہیں اچھائیوں کا حکم دینے والے اور بُرائیوں سے روکنے والے پس آپ کے مقابلے میں ہاں اور نہیں کے اعتبار سے زیادہ سچا کوئی دوسرا نہیں

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
آپ ہی اللہ کے وہ حبیب ہیں جن کی شفاعت کی آس ہر خوف و ہراس میں اور قیامت کی شدید گھڑیوں میں لگائی جائے

دَعَا إِلَى اللَّهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهِ
آپ نے اللہ کی طرف دعوتِ عالم دی پس جن لوگوں نے آپ کا دامن تھام لیا

مُسْتَمْسِكُونَ بِحَبْلِ غَيْرِ مَنْقِصٍ
انھوں نے وہ رسی پکڑ لی جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں

وَلَمْ يُدْأَوْهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ
اور علم ہو یا کرم کسی میں بھی کوئی بھی آپ کی برابری کو نہ پہنچا

وَفَاقَ التَّيِّبِينَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ
آپ صورت و سیرت میں تمام پیغمبروں پر فوقیت رکھتے ہیں

عُرِفَ مِنَ الْبَحْرِ أَوْ شَفَا مِنَ الدِّهَمِ
اس دریائے کرم سے ایک چلو اور اس ابر رحمت کے ایک قطرہ مل جائے

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ
اور سب کے سب خواہاں ہیں اللہ کے رسول مقبول سے کہ

مَنْزَرَهُ عَنْ شَرِيكَ فِي مَحَاسِنِهِ
آپ کے محاسن میں کوئی شریک نہیں ہے

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ
آپ حسن ذات کا وہ جوہر ہے جو منقسم نہیں ہوتا

دَعَا مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمْ
صرف وہ بات چھوڑ دو جس کا دعویٰ نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں کیا

وَأَحْكَمُ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتِكَمُ
اس کے بعد جو تمہارا جی چاہے حضور کی مدح میں کہو اور جو حکم چاہے لگاتے جاؤ

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ
اللہ کے رسول کی فضیلتوں کی کوئی حد نہیں ہے

حَدٌّ فَيُعَرِّبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ
اور اس کا حق کوئی بولنے والی زبان ادا نہیں کر سکتی

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيقَتَهُ
اور کیسے پائیں گے اس دنیا میں اُن کی حقیقت کو

قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلُّوا عَنْهُ بِالْحُلُمِ
وہ لوگ جو خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہوں

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ إِنَّهُ بَشَرٌ
آپ کی ذات بکے میں علم کی رسائی یہیں تک کہ آپ ایک بشر ہیں

وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللَّهِ كُلِّهِمْ
اور اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے بہتر

أَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طَيْبِ عُنْصُرِهِ
آپ کی ولادت کے زمانے ہی سے آپ کی خوبیاں روشن ہوئیں

يَا طَيْبَ مُبْتَدَأِ مِنْهُ وَمُحْتَتَمٍ
کیا کہنے آپ کی ابتدا کے اور کیا کہنے آپ کی انتہا کے

مولینا شہاب الدین مہرہ بدایونی
المتوفی ۷۰۲ھ

بشرے ملک نظافت فلکے زمین تواضع
چو فلک بہ پاک جسمی چو ملک بہ پاک جانی
گہرے کہ بود جایش بہ خزائن الہی
قمرے کہ تافت نورش ز سپہر جاودانی
گہرے کہ قیمتی تر ز وجود او نیاید
بہ دلالت عناصر ز محیط آسمانی
قمرے کہ ہر سحر کہ پوش سیاہ گیتی
ز خجالت عقیقش رخ کوکب یمانی
شکریں زباں رسوئے کہ بود نجات امت
بہ عقیدہ زبانش ز عقیدہ زبانی
گہریں بیاں فصیحے کہ فصاحت بیانش
چو ضمیر کان کند خوں دل گنج شایگانی
ز جمال عارضش کم رخ آفتاب شرقی
ز قوام قامتش خم قدس و بوستانی
بہ حساب برگرفتہ رہ مالک الرقابی
بہ کلام برکشادہ در صاحب القرانی
جذبات شوق باطن بھکاشت کشیدہ
ز بسط کائناتش بہ محیط لامکانی

بوعلی شاہ قلندر پانی پتی، شیخ شرف الدین

المتوفی سن ۷۲۴ھ
۱۳۲۳ء

اے ثنایت رحمتہ للعالمین
یک گدائے فیض تو روح الایں
اے کہ نامت را خدائے ذوالجلال
ز درستم بر جہت عرش بریں
آستان عالی تو بے مثل
آسمانے ہست بالائے زمین
آفریں بر عالم حسن تو باز
مبتلائے تست عالم آفریں
یک کف خاک از در پر نور او
ہست مارا بہتر از تاج و نگین
خرمن فیض ترا اے ابر فیض
ہم زمین و ہم زماں شد خوشہ چین
از جمال تو ہمے بینم مسار
جلوۂ در آئینہ عین الیقین
خلق را آغاز و انجام ز تو ہست
اے امام اولین و آخرین
غیر صلوٰۃ و سلام و نعت تو
بوعلی را نیست ذکر و نشین

خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی ثم الدہلویؒ

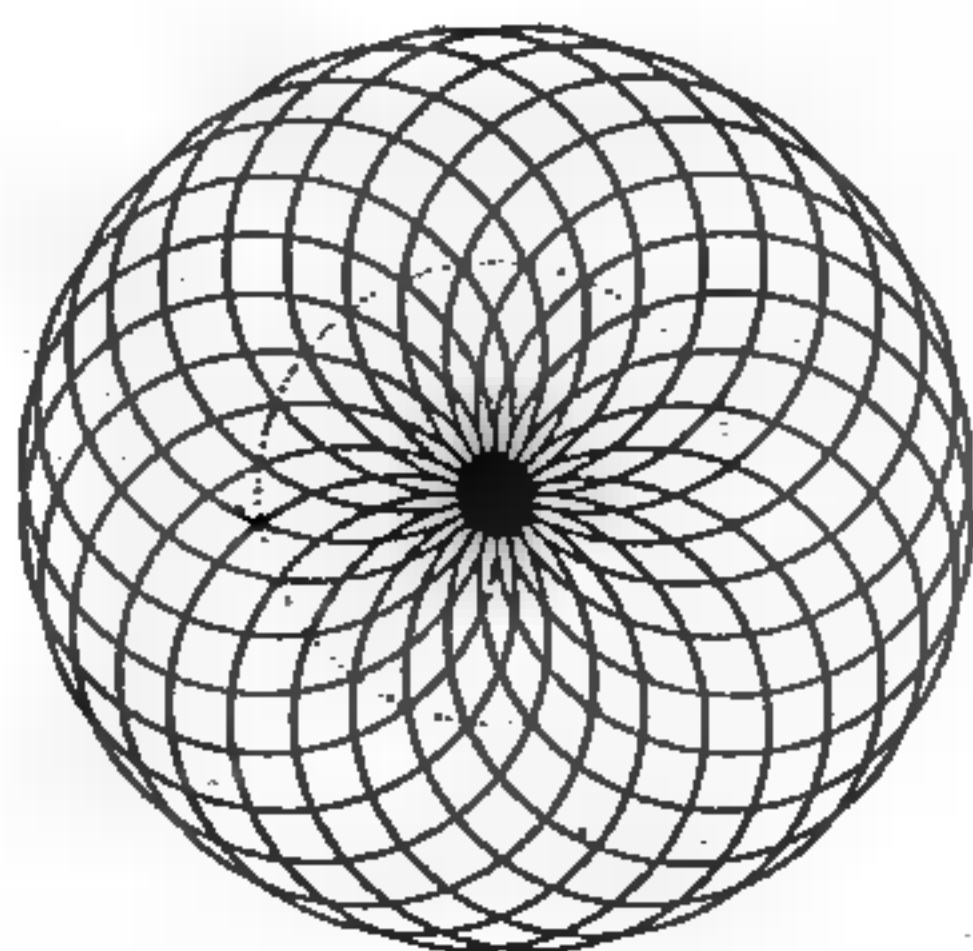
المتوفی ۷۲۵ھ
۱۳۲۵ء

صبا بسوئے مدینہ روکن، ازیں دعاگو سلام برخواں
بگرد شاہِ مدینہ گردو بصر تضرعِ پیام برخواں

پنہ بچندیں ادب طرازی، ہر ارادت بخاکِ آں کو
صلوۃ وافر بروحِ پاکِ جنابِ خیر الانام برخواں

بہ بابِ رحمت گہے گزر کن، بہ بابِ جبریل گہے جبین سا
صلوۃ مہتی علی نبی گہے بہ بابِ السلام برخواں

بہ لحنِ داؤد ہمنوا شو بہ نالہ درد آشنا شو،
بہ بزمِ پیغمبر، این غزل را، ز عبد عاجز نظام برخواں



حضرت امیر خسرو ابن ابی الحسن لاجپن

المتوفی ۷۲۵ھ
۱۳۲۵ء

زہے روشن ز رویت چشم بینش،
وجود کیمیائے آفرینش

مبارک نامہ تراں تو داری
کہ مرغ نامہ شد روح الامینش

چہ بیند مردم ار از خاک پایت
نباشد سرمه عین الیقینش

کہ دارد جز تو دست آنکہ باشد
کلید نہ فلک در آستینش

رسل را ذات تست آن خاتم چست
کہ تراں آمدہ نقش نگینش

لبش چوں انگبین ریزد و رافتد
ملائک چوں مگس در انگبینش

دقائق بیخستہ خسرو ز نعت
پس از آب خضر کردہ عجینش

عراقی ہمدانی، شیخ فخر الدین ابراہیم ابن شہریار

المتوفی ۷۶۶ھ
۱۳۶۵ء

نقل کن از وبال کفر بدین مصطفیٰ را دلیل مطلق ہیں

خاتم انبیاء، رسول ہدی صاحب جبرئیل امین خدا

قصد و مقصود و آخر و اول اولین خلق و آخرین مرسل

پادشاہ دیارِ جود و وجود ! مقصدِ علم و عالم مقصود

حافظ صفحہ معانی دل چشمہ آب زندگانی دل

صوفی خانقاہ الرحمن عالمِ علمِ علم القرآن

آنکہ پوشید خلعتِ لولاک وز بلدریش بست شد افلاک

خواجہ بارگاہ کونین اوست سالکِ راہ قاب قوسین اوست

تیر و نبش چو بر نشانہ زنند پنج نوبت بہفت خانہ زنند

شرعش از علم گسترید فنون در نواحی چرخ بوقلمون

چاکرش آفتاب و بندہ سہیل

روئے او والضحیٰ و مو واللیل

حافظ شیرازی، شمس الدین محمد

المتوفی سنہ ۷۹۱ھ
۱۳۸۹ء

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرِ

لَا يُمَكِّنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بَعْدَازِ خُدا بزرگ تُوئی قصہ محقر



ابن خلدون، ولی الدین عبدالرحمن

المتوفی ۸۰۸ھ
۱۴۰۶ء

فَتَوُّمٌ مِنْ أَكْنَافٍ يَثْرِبُ مَأْمَنًا

یثرب کے اطراف و اکناف میں جائے امن چاہو

يَكْفِيكَ مَا تَخْشَاهُ مِنْ تَثْرِبٍ

جس باز پرس سے تم ڈرتے رہتے ہو اُس کے لئے یہ کافی ہوگا

حَيْثُ النُّبُوَّةُ أَيُّهَا مَجْلُوءٌ

یہ وہ مقام ہے جہاں نبوت کی نشانیاں روشن ہیں

تَتَلَوُ مِنْ الْأَثَارِ كُلِّ غَرِيبٍ

اس کے آثار میں تم قدم قدم پر ایک سے ایک انوکھی بات دیکھو گے

سِرٌّ غَرِيبٌ لَمْ يُحْجِبْهُ التَّرَى

وہ عجیب راز جس کو مٹی چھپا نہ سکی

مَا كَانَ سِرُّ اللَّهِ بِالْبَحْجُوبِ

اور سِرِّ الہی چھپنے والا بھی کہاں تھا

يَا سَيِّدَ الرُّسُلِ الْكَرَامِ ضَرَاعَةً

اے مرسلین کرام کے سردار، ایک نگاہ کرم!

تُقْضَى مِنِّي نَفْسِي وَتَذْهَبْ حُوبِي

میری خواہشاتِ نفس کا فیصلہ ہو جائے اور میرے گناہِ دل جاہیں

عَاقَتْ دُنُوبِي عَنْ جَنَابِكَ وَالْمُنَى

میرے گناہوں نے آپ کی بارگاہ سے مجھے دور رکھا

فِيهَا تَعَلَّلْنِي بِكُلِّ كَذُوبٍ

اور میری خواہشات اپنے فریب میں ڈال کر مجھے بہلاتی رہیں

كَأَلَا لِي صَرَفُوا الْعِزَّائِمَ لِلتَّقَى
تقویٰ کی طرف لوگ اپنے عزائم کو نعمت الہی کی طرح نہیں موڑا ہے

فَاسْتَثَرُوا فِيهَا بِخَيْرِ نَصِيبٍ
چنانچہ وہ اپنی خوش نصیبی یا خوش ترکیبی اس میں ممتاز ہو گئے ہیں

لَمْ يُخْلِصُوا لِلَّهِ حَتَّى قَرَقُوا
انہوں نے اللہ کے لئے اخلاص نہیں برتا یہاں تک کہ

فِي اللَّهِ بَيْنَ مَصَاحِجٍ وَجُؤَبٍ
اللہ کے معاملے میں انہوں نے گویا بستروں اور پہلوؤں تک میں تفریق کر دی

هَبْ لِي شَفَاعَتَكَ الَّتِي أَرْجُو بِهَا
اپنی شفاعت سے مجھے نوازیئے جس کا امیدوار ہوں

صَفْحًا جَمِيلًا عَنْ قَبِيحِ ذُنُوبِي
میرے بدترین گناہوں سے بہترین طریقے پر درگزر فرمائیے

إِنِّي دَعَوْتُكَ وَاثِقًا بِإِجَابَتِي
میں نے آپ کو پکارا ہے اس وثوق کے ساتھ کہ میری دعا قبول ہوگی

يَا خَيْرَ مَدْعُوٍّ وَخَيْرَ مُجِيبٍ
آپ پکارے جانے والوں میں بھی بہتر ہیں اور جواب دینے والوں میں بھی



خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، سید محمد حسینؒ

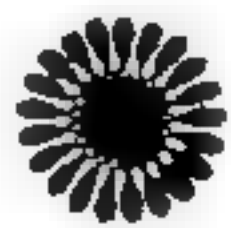
المتوفی ۱۲۵ھ
۱۷۲۲ء

اے محمدؐ! بجلو جم جم جلوہ ترا
ذات تجلی ہوے گی سین سپور نہ سیہرا

واحد اپنی آپ تھا، اپیں آپ نبھایا
پرکٹہ جلوہ کار نے الف میم ہو آیا
عشقوں جلوہ دینے کر کاف نون بسایا

لولاک لما خلقت الافلاک خالق پالائے
فاضل افضل جتنے مرسل ساجد سجود آئے
امت رحمت بخشش ہدایت تشریف پائے

مخفی مانوں معشوق کہ ظاہر شہباز کلائے
عشق کے جیتی چندر بند اپنی آپ دکھائے
الآن کما کان پھر آپس میں آپ سمائے



جامی، مولینا نور الدین عبدالرحمن

المتوفی ۸۹۱ھ
۱۴۹۲ء

یا شفیع المذنبینؑ بارگناہ آورده ام
بر ذرت این بار با پشت دوتاہ آورده ام
چشم رحمت بر کشاموئے سفید من نگر
گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آورده ام
آں نمی گویم کہ بودم سالہا در راہ تو
ہستم آں گمراہ کہ اکنون روبراہ آورده ام
عجز و بے خویشی و درویشی و دل ریشی و درد
این ہمہ بردعوی عشقت گواہ آورده ام
دیو رہ زن در کمین، نفس و ہوا عدائے دیں
زین ہمہ با سایہ لطفیت پناہ آورده ام
گرچہ روئے معذرت نگذاشت گستاخی مرا
کردہ گستاخی زبان عذر خواہ آورده ام
بستہ ام بر یک دگر نخلے ز خاستان طبع
سوئے فردوس بریں مُشتے گیاہ آورده ام
دولتم این بس کہ بعد از محنت ورنج دراز
بر حریم آستانت می نہم روئے نیاز

شہنشاہ نصیر الدین ہمایوں
المتوفی سی ۹۶۳
۱۵۵۶ء

اے سرور کائنات دراصل وجود
حق کہ توئی حبیبِ حیّ معبود

برخیزد نما جمالِ عالم آرا
زیرا کہ توئی زخلقِ عالم مقصود



عرفی ، مولینا جمال الدین

المتوفی ۹۹۹ھ
۱۵۹۱ء

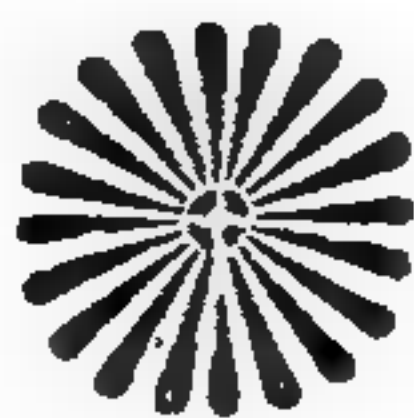
اے جو تو دست و دل سخارا
اے عزم تو بال و پر صبا را

گر نقشِ جمال تو نہ گیرد
از سینہ بروں کف صفا را

گنج بکف آورم کہ شاید
سرمایہ نعت مصطفیٰ را

دُرِج گہر آورم کہ شاید
آویزہ گوشِ انبیا را

دستِ سخن آورم کہ شاید
مجموعہ لطفِ روسیا را



فیضی، ابوالفیض

المتوفی سنۃ ۱۰۰۴ھ
۱۵۹۵ء

آتائی رسولؐ وَاَعْطَى الرَّسَائِلَ

لَقَدْ سَرَّ قَلْبِي بِتِلْكَ الْوَسَائِلِ

چہ نقش بدیعت کز پردہ سرزد

زہے حُسنِ قول و زہے لطفِ قائل

بنامِ زہے کعبہ پاکِ بازاں

کہ دل ہائے پا کاں سوئے اوست مائل

عَلَى الْمَرَاتِبِ سَنَى الْمُنَاقِبِ

حَرَى الْمَحَامِدِ رَضَى الشَّمَائِلِ



خواجہ باقی باللہ نقشبندیؒ، محمدرضی الدین

المتوفی سن ۱۲۰۱ھ
۱۶۰۳ء

گرم فیض ازل بخشد دل و دست
کہ درہم ریزم این بت خانہ پست
ازین اقبال یابم احترامے
کنم خاصان احمد را سلامے
سرشک افشاں، زمیں بوس و ثنا گو
سلطان رسالت آورم رو
چو در نظارۂ روشن کنم رائے
دریں نظارہ، جاوید افتدم پائے
تماشا را جگر بخشم کہ می جوش
تمنا را دہن گیرم کہ خاموش
بدل گویم سعادت ہم نشین است
مقام قاب قوسین تو این است
جمال خواجہ، مغرارج وجود دست
قبول درۂ الشّاج وجود دست



محمد قلی قطب شاہ

المتوفی سنہ ۱۰۲۲ھ
۱۶۱۱ء

اسم محمدؑ تھے اے، جگ میں سو خاقانی مجھے
بندہ نبیؑ کا جم رہے، سہتی ہے سلطانی مجھے

شاہاں غوری ٹھاؤں، کرتے ہیں اپنی دھاؤں تھے
مستی مری تچ ناؤں تھے، کیتی ہے دیوانی مجھے

سب جگ بھلے ہیں گیان میں، میں نابھلوں لاہان میں
لکھتے ازل بھومان میں، ہے راز پنہانی مجھے

اس ناؤں کی بڑپن جھلک، مج سر بلندی تا فلک
آکھیں سدا سارے ملک، تو یوسف ثانی مجھے

کیا ڈر مجھے فرعون کا، ہو رہا سامری افسون کا
موسٰیؑ عصا زیتون کا، ہے تیغ ربّانی مجھے

بارا جو ہے شیطان میں سچرے نہ قطب کان میں
امید کے گل دان میں بارا ہے رحمانی مجھے

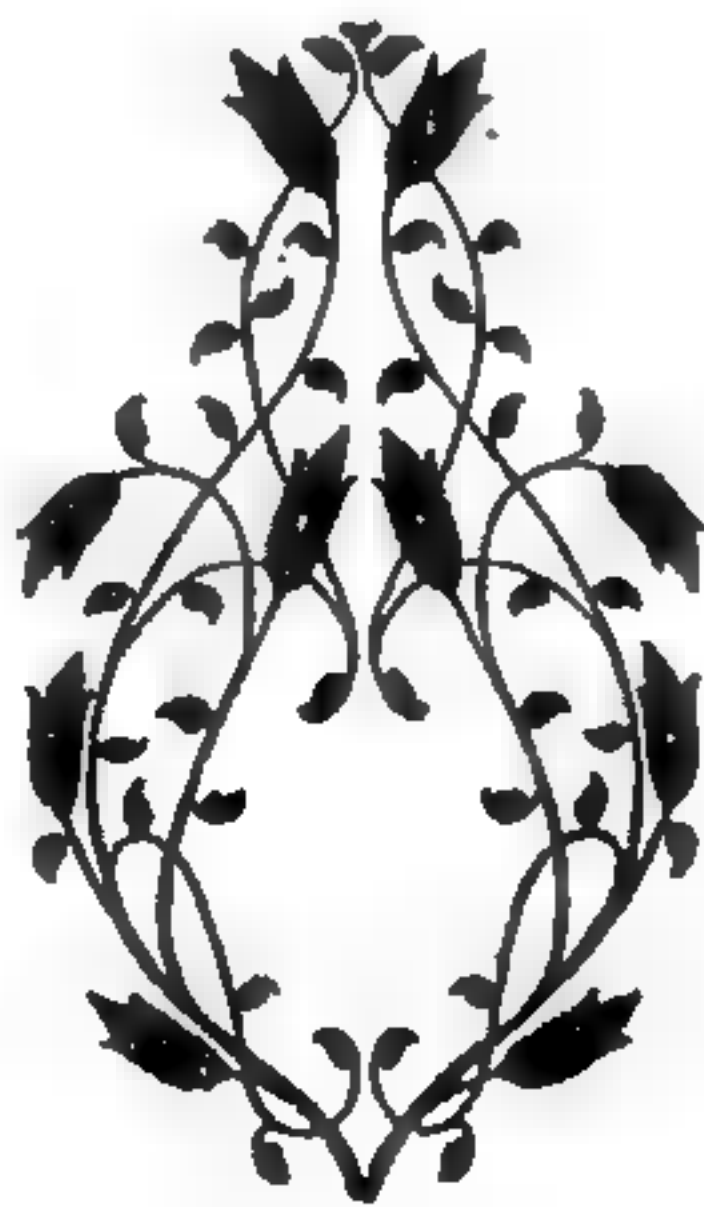
شاہاں منے بھومان تھے، کرتا بڑائی جان تھے
ان پر یا علیؑ کے دان تھے تشریف شاہانی مجھے

نظیری نیشاپوری

المتوفی ۱۰۲۱ھ
۱۶۱۲ء

صفا از عقدہ دل ہاست آل زلف معقدرا
بحمد اللہ کہ ربطے ہست بامطلق مقیدرا

کہ دادے روح را با جسم الفت گرنہ گردیدے
محمد کارواں سالار ارواح مجبّر در



شیخ عبدالحق حقّی محدث دہلویؒ

المتوفی ۱۰۵۲ھ
۱۶۶۲ء

وگرخواہی زباں بکُشائے و در راہ سخن پونی
ثنائے پادشاہِ شرب و سلطانِ بطحا کن
اگر خیریت دنیا و عُقبی آرزو داری
بدرگاہِ شش بیاؤ ہر چہ می خواہی تمنا کن
بیا اے دل! قدم نہ بر سر کوئے وفا وانگہ
ز راہِ صدق جاں را خاک راہِ آں کفِ پا کن
ثنائش گو و لے چوں نیست ایفاش ز تو ممکن
بائیں یک بیت مدحش را علی الاجمال ایفا کن
مخوال اورا خدا از بہر امر شرع و حفظِ دین
دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش املا کن
خراہم در غم، بحرِ جمالت یا رسول اللہ
جمال خود نما رحمت بحبان زار شیدا کن
جہاں تاریک شد از ظلمتِ ظلمِ سیکاراں
بیا و عالمے را روشن از نورِ تجلی کن
بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
بلطف خود سر و سامانِ جمع بے سرو پا کن
بیا حقّی! مددہ تصدیع خدام جنابش را
کہ احوال تو معلوم ست اظہارش ممکن یا کن

قُدسی، حاجی جان محمد

المتوفی سنہ ۱۰۵۶ھ
۱۶۷۶ء

مرحبا! سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چه عجب خوش لفتی
من بیدل بحال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ! چه جمالست بدیں بوالعجبی
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی
شب معراج، عروج تو ز افلاک گزشت
بمقامی کہ رسیدی، ز سر بیچ نبی
نسبت خود بہ سگت کردم و بس متعلم
زاں کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی
ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف و نرما کہ ز عدمی گزرد تشنہ لبی
نخلستانِ مدیتہ ز تو سرسبز دمام
زاں شدہ شہرہ آفاق بہ شیریں رطبی
چشم رحمت بکشا، سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پے درماں طلبی

عبداللہ قطب شاہ

المتوفی سنہ ۱۰۸۳ھ
۱۶۷۲ء

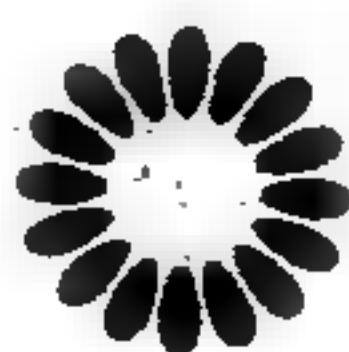
لکھ فیض سوں پھر آیا دن، دین محمد کا
آفاق صفا پایا، دن دین محمد کا

یوں عید ہمیں سا جے، نصرت کے بچیں با جے
ہے جگ کے نبی راجے، دن دین محمد کا

گلشن میں شریعت کے، پھل کھیلے طریقت کے
پر مل سوں حقیقت کے، دن دین محمد کا

روشن ہوئے اسماناں، جھکائے رتن کھاناں
خط لیوائے مسلماناں، دن دین محمد کا

جو بارہ اماماں ہیں لاکھ اُن پر سلاماں ہیں
ہم اُن کے غلاماں ہیں، دن دین محمد کا



ولی گجراتی دکنی

المتوفی ۱۱۱۹ھ
۱۲۰۲ء

عشق میں لازم ہے اول ذات کون فانی کرے
ہو فنا فی اللہ، دائم یادِ یزدانی کرے
مرتبہ حُلّت پناہی کا وہ پاوے گا جو کئی
مثیل اسمعیلؑ اول جی کون تریبانی کرے
جو افس تن کو گلا دے عشق میں ہر صبح و شام
و جبہ کامل ہو صدا جوں ماہ تابانی کرے
سُرخ رو ہو، آبرو دو جگ میں پاوے اے عزیز
دل کو لو ہو کر اول لو ہو سوں جو پانی کرے
خشریں شیریں ہو وہ، حق سوں سنے شیریں بچن
شوق میں دل کون جو فریاد کہلتانی کرے
یا محمد! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
خلق کون لازم ہے جی کون تجھ پہ تریبانی کرے
جس مکاں میں ہے تمہاری فکر روشن جلوہ گر
عقل اول آکے واں اترارِ نادانی کرے
کیا ملک کیا انس و جن، یہ جگ میں ہے کس کو سکت
خط بنا تجھ مکھ کے جو تفسیرِ ترائی کرے
دیکھ طوبیٰ متد ترا جنیش میں آوے شوق سوں
جب گلستانِ ارم کی تو خرامانی کرے
عارفاں بولیں گے جان و دل سے لاکھوں آفریں
جب ولی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

وحدت و گل سرہندی شیخ عبدالاحد مجددیؒ

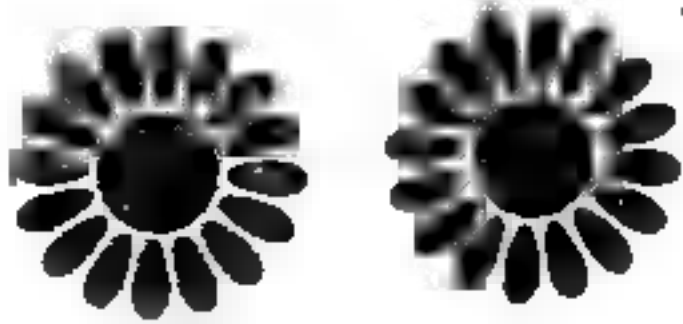
المتوفی ۱۱۲۶ھ
۱۲۱۳ء

ریاض قدس را سرو سہی اوست	ہمائے دولت شاہنشیہی اوست
گل روئے سب د خاک در او	گلیم چرخ فرش منظر او
بود ہر خشت بامش آفتابے	خس کویش کلید فتح بابے
ز سروش قدر بالا شد جہاں را	چو قمری طوق مہر ش قدسیاں را
جمال پاکش از نور جلال ستب	وجود نور را سایہ محال است
ازاں سایہ کہ از قدش رہودند	سواد مردم بینش نمودند
ز لعلش تا کتم یک نکتہ سر	زباں صد بار شویم زاب گوہر
ز مویش گر سخن در نامہ آرم	نخست از سنبل تر خامہ آرم
کند تا وصف آن زلف دل آرا	بمشک تر تلم پیچیدہ خود را
ہلال ابروش تیغ ید اللہ	بود برہان و طاع بہر گمراہ
بزلفش بال کثرت بستہ تقدیر	بفرقش نقش وحدت کردہ تحریر
ازاں ابرو کہ آمد جان کونین	توان جستن نشان قاب تو سین

دو گیسو ہر دو بر "اسری" گواہ ہے
 دو چشمش نشہ بخش نشاتین ست
 بمعراج حقیقت شاہ راہ ہے
 دو ابرو قبلہ گاہ قبلتین ست
 جیائے چشم اورا چوں دہم یاد
 بیان تند او کارِ عظیم ست
 کہ سرمہ در گلوئے خامہ افتاد
 نشان او صراطِ مستقیم ست
 کجا خط لبش کو سبز تر
 بیاد رنگ و بولیش باغ باغم
 چو غنچہ عطر پرور شد دماغم
 گلیم چرخ پا انداز کردم
 جو گلگونش کرشمہ ساز کردم
 برفت آں جا کہ رفت آں جانباشد
 بگفت آں جا کہ گفت آں جانباشد
 سخن زین بیش گفتن تاب کس نیست
 کہ پا بر شعلہ ماندن کارِ خس نیست

برو بادا صلوة اللہ نامی

بر آلِ پاک و اصحابِ گرامی



قاضی محمود بحری

المتوفی ۱۱۲۹ھ
۱۴۱۷ع

محمدؐ گر مدد ہوگا ہمارا
سکل دُکھ درد درد ہوگا ہمارا

اگر صحرا رہو مل دام ہو درد
اوسارا دام رد ہوگا ہمارا

اگر عالم شکل آگاہ عدو ہو
هُوَ اللہ الصَّمَد ہوگا ہمارا

کرم اس کا دس آگاہ کم ہو ہر گاہ
اگر کولا اسد ہوگا ہمارا

موجود کا معنی کھول محمود
اور احمدؑ اگر احد ہوگا ہمارا



بیدل عظیم آبادی، میرزا عبدالقادر

المتوفی ۱۱۳۳ھ
۱۲۲۶ء

نشستہ ایم بیاد تو یا رسول اللہ
کف امید ز سرمایہ نثار تہی
ترجم تو اگر دست عجز ما گیرد
شفاعت نگہے گرد و رطف آرد
بیک اشارہ ابرو توں معاینہ کرد
ز بیکسی ہمہ را خاک نیستی است بسر
ہدایت تو کسے را کہ نیست شامل جہد
بغیر درس تو علم جہانیاں باطل
تو ہر طرف کہ ہدایت کنی ہماں قبلہ
عطا ہماں کہ پسند و توجہ کرمت
بہر کجا اثر نقش پایت آئینہ شد
اگر تو دعوت ایماں کنی بملک جماد

بکنج نیستی از عجز روے بردیوار
جبینے از عرق شرم ناکسی سرشار
سر فلندہ بیالہ ہزار گردوں وار
چکد و دیعت کوثر ز ساغر خمار
ہزار حسن قبول از ذماجم کردار
ز بیدلی ہمہ را داغ یا س آئینہ دار
کشد بقدر عمل خجالت از یمین و یار
بغیر حکم تو اعمال انس و جان بیکار
بسوی ہرچہ اشارت کنی ہماں دیدار
خطا ہماں کہ تو اش رد کنی، زہے مختار
دیمد جوہر شس از خط جہتہ ارار
بت آید و زرگ سنگ بگسلد ز تار

توئی کہ باغ ربوبیت از تو دارد رنگ

توئی کہ ساز الوہیت از تو بند تار



فراقی بیجاپوری، سید محمد
المتوفی ۱۱۴۲ھ
۱۷۳۱ء

مدینے میں اگر پیدا ہوا ہوتا تو کیا ہوتا
محمدؐ کی گلی بھیت رفتا ہوتا تو کیا ہوتا

عبث خواباں کی گلیوں میں نہ کر تو عمر صرف اے دل
مدینے کی زیارت کو گیا ہوتا تو کیا ہوتا

ارے مجنوں، ہوا بدنام تو لیلیٰ کو دل دے کر
اگر میرے نبیؐ کو دل دیا ہوتا تو کیا ہوتا

ازل کی دین میں یارب اگر مفلس بھکاری ہوں
نبیؐ کے آستانے کا گدا ہوتا تو کیا ہوتا

نظر ہے علم منطق ہو ر معانی میں فسراقی کو
اگر علم حدیثِ مصطفیٰؐ ہوتا تو کیا ہوتا

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

المتوفی سیدہ ۱۱۷۶ھ
۱۷۶۳ء

فَلَسْتُ أَرَى إِلَّا الْحَبِيبَ مُحَمَّدًا

میں بجز محمدؐ کے کسی اور کو محبوب نہیں پاتا

رَسُولُ إِلَهِ الْخَلْقِ جَمُّ الْمَنَاقِبِ

وہ خداوند مخلوقات کے رسول ہیں تمام مناقب کے جامع

وَمُعْتَصِمُ الْمَكْرُوبِ فِي كُلِّ غَمْرَةٍ

ہر مصیبت میں مصیبت زدوں کا سہارا ہیں

وَمُنْتَجِعُ الْغُفْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبٍ

اور ہر توبہ کرنے والے کی مغفرت چاہنے والے

مَلَاذُ عِبَادِ اللَّهِ مَلَجَاخَوْفِهِمْ

خدا کے بندوں کے مادی ہیں اور خوف دہراس میں اُن کے ملجا

إِذَا جَاءَ يَوْمٌ فِيهِ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

اُس دن جب ہر جوانی پر بڑھاپا آجائے گا۔



سراج اورنگ آبادی

المتوفی ۱۱۷۷ھ
۱۷۶۳ء

نام تیرا مطلعِ فہرست ہے دیوان کا
ہے زباں کا وردِ خاصا اور وظیفہ جان کا

جی سے یبقی وَجْہِ رَبِّکِ کی سدا سمن کو پھیر
دور کر من سے خیالِ مَنْ عَلَیْهَا فَاَن کا

یا محمد! تجھ کرم سین ہوں سدا امیدوار
جلوۂ ایمان دے اور بھید کہہ انسان کا

کر مرا سر شوق میں بے ہوش مجھ کو یا حبیب
دے مجھے بھر کر پیالہ نشہ عرفان کا

تو اُحد ہے نام تیرا احمد بے بیم ہے
زیب پایا تجھ صفت سے ہر ورقِ فترآن کا

اے سراج اپنی خودی کو بے خودی میں محو کر
شغل جاری رکھ ہر اک دم میں ھو الرحمن کا

میرزا منظر جان جاناں
المتوفی سید ۱۱۹۵ھ
۱۷۸۰ء

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست
محمدؐ چشمِ برِ راهِ ثنا نیست

خدا مدحِ آفرینِ مُصطفیٰ بس
محمدؐ حامدِ حمدِ خدا بس

مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت میتوان کرد

محمدؐ از تو می خواہم خُدارا
الہی از توحیدِ مُصطفیٰ را

دگر لب و امکانِ منظرِ فضولیت
سخن از حاجت افزوں تر فضولیت



سودا، مرزا محمد رفیع
المتوفی ۱۱۹۵ھ
۱۷۸۰ء

دلا دریائے رحمت قطرہ ہے آپ محمدؐ کا
جو چاہے پاک ہو پیرو ہو اصحاب محمدؐ کا

محمدؐ علم کا گھر اور علیؑ اس کا ہے دروازہ
غلام اس کا ہو تو جو کلب ہو باب محمدؐ کا

قدرِ عناجب اپنا خم کیا بہر نماز اُس نے
ہوا اس وقت ساجد کعبہ محراب محمدؐ کا

زمین و آسماں ہوں کیوں نہ روشن نور سے اس کے
کہ ہے اک پر تو خورشید مہتاب محمدؐ کا

کیا پیرِ خسر نے موجبِ خم پشت گردوں کو
یہ بختی بارکش رہتا ہے اسباب محمدؐ کا

ادا کس کی زباں سے ہو سکے شکر اس کی نعمت کا
دو عالم ریزہ چینِ حق کیا قباب محمدؐ کا

ہوا ہے کیا کچھ اہل بیت پر سودا نہ دم مارا
خدا بن کون ہے آگاہِ آداب محمدؐ کا

خواجہ میر درد دہلوی

المتوفی ۱۱۹۹ھ
۱۷۸۶ء

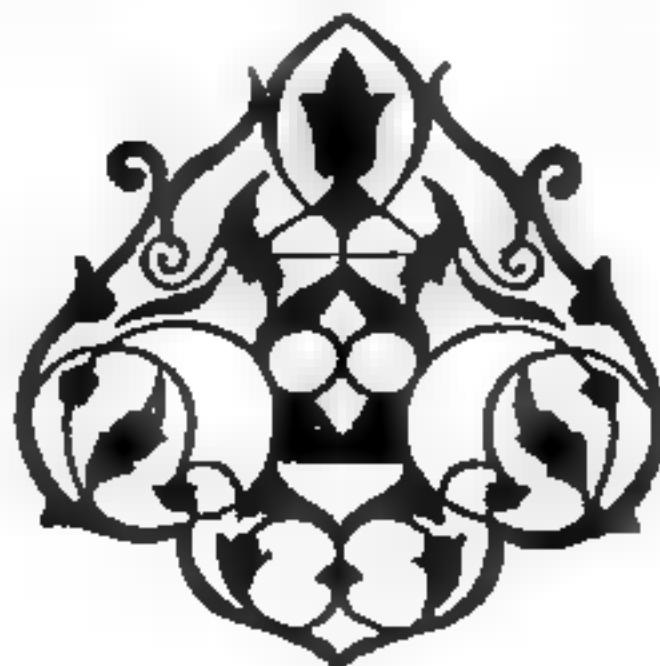
خواہی کہ شود در دو جہانت بہبود
در بندگی رسولؐ باشی بہ سجود

گر فہم کنی و گر نہ فہمی بے شک
حق است ہماں ہرچہ پیغمبرؐ فرمود



اے بہر شفاعتِ دو عالم لائق
دارم ز جنابِ تو امیرِ واثق

بے شبہ ز خورشیدِ حقیقت بہ جہاں
تو مخبرِ صادقِ جو صبحِ صادق



شاہ ابدال پھلواڑیؒ

المتوفی سن۱۲۱۵ھ
۱۷۸۵ء

دو جگ کے سردار محمدؐ نبیوں کے سالار محمدؐ

اُمت کے غم خوار محمدؐ سب کے پالنے والا محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

میں ہوں بہت ناچار محمدؐ ناؤ پھنسی منجھڑا محمدؐ

کوئی نہ کھیون ہا محمدؐ ء تم ہی اتارو پار محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

تم پر جان نثار محمدؐ عشق تمھارا یا محمدؐ

مشکل ہے یہ کار محمدؐ تم ہی ہینہا محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

دبیر و ہم دلدار محمدؐ جی چاہے دیدار محمدؐ

ایک نظر اک بار محمدؐ ہو جائے سب کار محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

آزاد بلگرامی، سید غلام علی حسینی واسطی

المتوفی سنہ ۱۲۰۰ھ
۱۷۸۶ء

مَمْلُوءَةٌ بِلَطَافَةٍ وَصَفَاءٍ

جو لطافت و پاکیزگی سے مالا مال ہے

نَظَرُ الْعِنَايَةِ شِمَّةُ الْكِبَرَاءِ

اور نظرِ کرم تو بڑوں ہی کا شیوہ ہے

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ سَيِّدُ الْبَطْحَاءِ

بہترین غلام و سردار بطحا آرام و سراپا ہیں

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ جَزَائِي

آپ اے رحمتہ للعالمین میری جزا بن جائیے

أَشْنَى عَلَيْكَ اللَّهُ حَقَّ تَنَاءٍ

آپ کی تعریف و ثنا تو اللہ نے کی ہے اور بھرپور

شَانَ الْكِرَامِ ضِيَا فَةُ الْغُرَبَاءِ

کریموں کی شان غریبوں اور مسافروں کو توارنا ہے

رُوحِي الْفَدَاءَ لِرَوْضَةٍ قُدْسِيَّةٍ

میری جان اس روضہ اقدس پر قربان

نَظَرُ الْحَبِيبِ إِلَى الْغَرِيبِ عِنَايَةً

مسافرِ غریب الدیار کی طرف حبیب کا دیکھنا عنایت ہے

مَا أَحْسَنَ الْقَبْرُ الَّذِي فِي جُجْرِهِ

کیا اچھی آرام گاہ ہے جس کی آغوش میں

كُنْ أَنْتَ فِي يَوْمٍ يَكُونُ ذَاكَ الْوَرَى

اُس دن جب ایک خلقت آپ کی پناہ ڈھونڈے گی

مَاذَا يُقَرِّبُ فِي تَنَاءِكَ وَاصِفُ

آپ کی تعریف و ثنا میں کوئی شخص کیا پیش کر سکتا ہے

أَحْسَنُ إِلَى ضَيْفِ بَيْتِكَ وَاقِفُ

احسان فرمائیے اس مہمان پر جو آپ کے در دولت پر حاضر ہے

صَلَّى عَلَيْهِ وَآلِهِ رَبُّ الْوَرَى

مخلوق کے پالنے والے آپ پر اور آپ کی آل پر درود سلام بھیجا

وَعَلَى مَعَاشِرِ صَحْبِهِ الرَّحْمَاءِ

اور آپ کے اُن تمام صحابہ پر بھی جو باہم رحیم و شفیق ہیں

میر حسن دہلوی

المتوفی سنہ ۱۲۰۴ھ
۱۷۹۰ء

بنی کون یعنی رسول کریمؐ
ہوا گو کہ ظاہر میں اُمتی لقب
بغیر از لکھے اور کئے بے رستم
کیا حق نے نبیوں کا سردار اُسے
نبوت جو کی حق نے اس پر تمام
بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اُسے
کہوں اس کے رتبے کا کیا میں بیاں
محمدؐ کے مانند جگ میں نہیں
یہ تھا رمز اس کے جو سایا نہ تھا
نہ ہونے کا سایے کے تھا یہ سبب
نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چھاؤں
وہ ہوتا زمین گیر کیا فرش پر
جہاں تک کہ تھے یاں کے اہل نظر
سبھوں نے لیا پتلیوں سے اٹھا
سیاہی کی پتلی کا ہے یہ سبب

نبوت کے دریا کا درِ یتیم
یہ علم لدنی کھلا دل پہ سب
چلے حکم پر اُس کے لوح و قلم
بنایا نبوت کا حق دار اُسے
لکھا اشرف الناس خیر الانام
خدا نے کیا اپنا محبوب اُسے
کھڑے ہیں جہاں باندھ صفِ مُسلاں
ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہیں
کہ رنگِ دوئی واں تک آیا نہ تھا
ہوا صرف کعبے کی پوشش میں سب
کسی کا نہ منہ دیکھا دیکھ اس کے پاؤں
قدم اس کے سائے کا تھا عرش پر
سمجھ مایہ نور کحل البصر
زمین پر نہ سائے کو گرنے دیا
وہی سایہ پھرتا ہے آنکھوں میں اب

وگرنہ یہ تھی چشم اپنی کہاں
اسی سے تو روشن ہے سارا جہاں

آگاه ویلوری، مولوی مجتد باقر

المتوفی سنه ۱۲۲۰ھ
۱۸۰۵ء

—○○—

ہم حامد و محمود محمدؐ باشد
ہم شاہد و مشہود محمدؐ باشد
ہم قاصد و مقصود محمدؐ باشد
ہم واحد و موجود محمدؐ باشد

—○○—

احمدؐ کہ بود گوہر تاج لولاک
گرد و بہ مدار خاک را ہش افلاک
در محفل او بند تلامیذ رسل
در مکتبش اطفال زبان اہل املاک

—○○—

احمدؐ آمد سرآمد ملک و ملک
افتادہ بہ بحر او چو فلکی است فلک
عالم برہم شود بیک چشم زدن
گرد و مددش اگر دے زونفک

—○○—

شد آئینہ ذات و صفات و اسما
از بحر حقیقتش سحابے است عما
عالم بود از محیط عددش موج
گردیدہ کفے دروچہ ارض و چہ سما

میر تقی میر

المتوفی سنہ ۱۲۲۵ھ
۱۸۱۰ء

جرم کی کھوشی مگینی یا رسولؐ اور خاطر کی حسرتی یا رسولؐ
کھینچوں ہوں نقصان دینی یا رسولؐ تیری رحمت ہے یقینی یا رسولؐ

رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

لطف تیرا عام ہے کرم رحمت ، ہے کرم سے تیرے چشم کرمیت
مجرم عاجز ہوں کرطک تقویت تو ہے صاحب تجھ سے ہے مسئلت

رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

نیک و بد تیرے ثنا خوان ، ہم لطف تیرا آرزو بخش اُمم
ملتفت ہو تو، تو کا ہے کا ہے غم تو رحیم اور مستحق رحم ، ہم

رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

روؤں ہوں شرم و گندہ سے زار زار بے عنایت کچھ نہیں اسلوبِ کار

دل کو جب ہوتا ہے اگر اضطراب زیر لب کہتا ہوں یہ میں بار بار

رحمۃ للعالمین یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبین یا رسولؐ

روسیا ہی جسم سے ہے بیشتر روسفیدوں میں نجل مجھ کو نہ کر

ایک کیا آنکھیں ہیں میری ہی ادھر تجھ سے راجع بے بصراہل نظر

رحمۃ للعالمین یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبین یا رسولؐ

جب تلک تاثیر کا تھا کچھ گماں گہ قرآن خواں میرے گہہ سنجہ خواں

وقت یکساں تو نہیں اے دوستان اب یہی ہے ہر زماں و روزباں

رحمۃ للعالمین یا رسولؐ

ہم شفیع المذنبین یا رسولؐ



جُرأت، شیخ قلم در بخش

المتوفی ۱۲۲۵ھ
۱۸۱۰ء

محمدؐ ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کہے بندہ اگر مدح اس کی دعویٰ ہے خدائی کا
سپہر معرفت حقا وہ ہے مہر الوہیت
کہ جس کا دین روشن آئینہ ہے حق نمائی کا
منور کیوں نہ اس کے نور سے ہو خانہ طاعت
کہ روشن کرنے والا ہے وہ شمع پارسائی کا
گروہ انبیاء میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اس کے لقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا
رکھے ہے منزلت یہ آستان سرور عالم
کہ فخر سلطنت ہے مرتبہ واں کی گدائی کا
اسی کے عشق میں پابند الفت رہ دلا ہر دم
کہ ہووے گا یہی روز جزا موجب ربائی کا
سراپا نور حق نام خدا کہیے نہ کیوں اس کو
کہ جس کا نقش پا ہو جہہ ساری خدائی کا
بلند اس کا وہ ایوان مراتب ہے کہ واں کہیے
خیال ساکنان عرش کو یارا رسائی کا
دلیل اس کی ہے یکتائی کی یہ لاریب اے جُرأت
کہ تھا سایہ نہ اُس محبوب ذات کبریائی کا

انشاء، انشاء اللہ خاں دہلوی ثم لکھنوی

المتوفی ۱۲۳۳ھ
۱۸۱۲ء

آپ خدا نے جب کہا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ کیوں نہ کہیں پھر آنبیا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

عرش سے آتی ہے صِدِّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ نورِ جمالِ کبریا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

صَلِّ عَلٰی نَبِيِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

عرش کے کچھ نہیں فقط قائمہ جلیل پر لوحِ جبین مہر پر چشمہ سلسبیل پر

ثبت یہی نقوش ہیں عدن کی ہر فیصل پر ہے خطِ نسخ سے لکھا شہ پر جبریل پر

صَلِّ عَلٰی نَبِيِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

لمعۃ ذاتِ کبریا، باعثِ خلقِ جزو کل فخرِ جمیعِ مرسلین رہبرِ ہادی سُبُل

نور سے جس کے ہو گئی آتشِ کفرِ جُح کے گل بعد نماز تھا یہی ورد و وظیفہ رُسل

صَلِّ عَلٰی نَبِيِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

بھیجتے ہیں سدا درود، وحشِ طیور انس و جن واہ عجب چیز ہے قلب ہو جس سے مطمئن

حور و بہشت جاوداں کس کو ملے ہیں اس کے انشا اگر نجات تو چاہے تو پڑھ یہ رات دن

صَلِّ عَلٰی نَبِيِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ

مولینا شاہ رفیع الدین دہلوی ابن شاہ ولی اللہ

المتوفی ۱۲۳۳ھ
۱۸۱۸ء

يَا أَحْمَدَ الْمُخْتَارِ يَا زَيْنَ الْوَرَى
اے احمد مختار! اے زینت مخلوقات عالم!

يَا خَاتِمَ الرُّسُلِ مَا أَعْلَاكَ
اے خاتم رسولاں! کوئی آپ سے بڑھ کر نہیں ہے

يَا كَاشِفَ الصَّرَاةِ مِنْ مُسْتَجِدِّ
اے مصائب سے نجات دینے والے، فریادی کو

يَا مُنْجِيًا فِي الْحَشْرِ مَنْ وَالَاكَ
اے حشر میں رہائی دلوانے والے، اُس کو جو آپ سے محبت رکھتا ہو

هَلْ كَانَ غَيْرُكَ فِي الْأَنَامِ مِنْ اسْتَوَى
مخلوق میں آپ کے سوا کون ہے جو سوار ہوا

فَوْقَ الْبُرَاقِ وَجَاوَزَ الْأَفْلَاكَ
براق پر اور آسمانوں کو عبور کر گیا

وَأَسْتَمْسَكَ الرُّوحَ الْأَمِينَ رِكَابَهُ
اور جس کے رکاب کو روح الامین (جبریل) نے تھاما

فِي سَيْرِهِ وَاسْتَحْدَمَ الْأَمَلَاكَ
اس کے سفر میں اور جس نے فرشتوں سے خدمت لی

قَعَدَتْ لَكَ الرُّسُلُ الْعِظَامُ تَرْقُبًا
انبیائے عظام بیٹھے آپ کی اس ترقی کو دیکھتے رہے

فَعَلَوْتَ مَغْبُوطًا لَهُمْ مَسْرَاكَ
اور آپ بلندی کی طرف بڑھے، آپ کا یہ سفر سب کیلئے قابل رشک تھا

وَأَمَمَتْهُمْ فِي الْقُدُسِ بَعْدَ تَجَاوُزِ
اور بیت المقدس میں آگے بڑھ کر آپ نے تمام انبیاء کی امامت کی

مِنْهُمْ بِأَمْرِ اللَّهِ إِذْ وَلاَكَ
یہ اللہ کے حکم سے ہوا جس نے آپ کو اس کے لئے مقرر فرمایا تھا

وَتَزَيَّنْتَ جَوْهَرَ الْجَنَانِ بِشَاشَةٍ
دل کا موتی خوشی سے چمک اٹھا ہے

بِكَ سَيِّدِي شَوْقًا إِلَى لُقْيَاكَ
آپ کی وجہ سے اے میرے آقا! آپ کی ملاقات کے شوق میں

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی ابن شاہ ولی اللہ

المتوفی ۱۲۳۹ھ
۱۸۲۴ء

إِلَى ذَاكَ الْحَيِّ بَلِّغْ سَلَامِي

میرے اُس حای و پستیبان تک میرا سلام پہنچا دے

فَيَا رِيحَ الصَّبَا عَطْفًا وَرَفَقًا

اے بادِ صبا! ازراہِ لطف و کرم

بِبَابِ الْمُصْطَفَى خَيْرِ الْأَنَامِ

بارگاہِ مصطفیٰ کی صورت میں جو ساری دنیا سے اچھے ہیں

وَرَأَى مَجْرُثَتِي عَلَى فَلَاحِ غِيَاثٍ

اے لوگو! اگر تم نے مجھ پر جو رستم کیا تو میرا فریاد رس موجود

وَفِيهِ مَطَامِعِي وَبِهِ اعْتِصَامِي

انھیں کی ذاتِ میری آرزوؤں کا مرکز ہے میں نے انھیں کا دامن تھام لیا ہے

إِلَيْهِ تَوَجَّهْتُ وَلَهُ اسْتِنَادِي

انھیں کی طرف میری توجہ ہے اور انھیں پر میرا اعتماد

أَشَدُّ عَلَى مَنْ وَقَعَ الْحُسَامُ

جو مجھ پر تلوار کی ضرب سے بھی زیادہ شدید ہے۔

أَجْرَتِي سَيِّدِي مِنْ ضَيْمٍ سَقِيمٍ

مجھے نجات دلوائیے میرے آقا، بیماری کے ظلم سے

أَتَيْهِ بِهِ عَلَى الْجَيْشِ اللَّهَامِ

اسی سے میں بڑے بڑے لشکروں پر ہلاکت برساؤں گا

وَذِكْرُكَ سَيِّدِي حِرْزِي وَحِصْنِي

اور آپ کا تذکرہ میرے سرکار! میرا حِزبان، اور میرا قلعہ

بِهَارِ بَيْتٍ مِنْ قَبْلِ الْفِطَامِ

انھیں سے آپ کی پرورش و تربیت بچپن سے ہوئی تھی

مَوَاهِبِكَ الَّتِي لَا نَقْصَ فِيهَا

آپ پر جو عطایاے ربانی ہوئے ان میں کوئی کمی نہیں

فَقَدْ أُعْطِيتَ مَا لَمْ يُعْطَ خَلْقٌ

آپ کو وہ کچھ دیا گیا جو کسی کو بھی نہ دیا گیا

عَلَيْكَ صَلَوةٌ مِنْ رَبِّكَ بِالسَّلَامِ

آپ پر، آپ کے پروردگار کی طرف رحمتیں ہوں سلام کے ساتھ۔

مصطفیٰ امروہوی، غلام ہمدانی
المتوفی سنہ ۱۲۴۲ھ
۱۸۲۷ء

جنا سے ہے یہ تری مُرخ، اے نگار، انگشت
کہ ہو نہ پنچہِ مرجاں کی زینہار انگشت
ہلال و بدر ہوں یک جا عرقِ فشانی کو
رکھے جبین پہ جو تو کر کے تاب دار انگشت
بیاں ضرور ہے اب دست و تیغ کا اُس کے
نیکل گئی سپرہ سے جس کی پار انگشت
محمدؐ عربی معجزوں کا جس کے کبھی
تہ کر سکے فلکِ پیر کا شمار انگشت
چمن میں اس کی رسالت کا جب کچھ آئے ہے ذکر
علم کرے ہے شہادت کی شاخسار انگشت
وظیفہ جس کا پڑھے ہے یہ دانہِ شبِ بنم
دُعائیں جس کی ہے کھولے ہوئے چنار انگشت
اگر ہو ہرے گہوارہ سنگِ فرش اُس کا
نہ چوسے اپنی کبھی طفلِ شیرخوار انگشت
اٹھاوے گر کفِ افسوس ملنے کی وہ رسم
نہ ہووے پھر کبھی انگشت سے دوچار انگشت
کرے جو وصف وہ اس تاجِ انبیاء کی رستم
قلم کی جوں نئے زگس ہوتا جدار انگشت

رافت رامپوری، شاہ رؤف احمد نقشبندی

المتوفی سنہ ۱۲۴۰ھ
۱۸۲۴ء

بعد تمہید خداوند جہاں کہہ دلائل نعت شہ کون و مکان
جس کے باعث ہے زمین اور زباں وہ نہ ہوتا تو نہ ہوتا امکان

نہ عدم سے کوئی آتا بوجہ

ہوتی وحدت سے نہ کثرت کی نمود

عالم کون میں یہاں کون آتا نہیں امکان کہ امکان بھاتا
وہ جہاں ہوتا جہاں وہاں جاتا عالم اپنا وہ نہ گر دکھلاتا

تو نہ ہوتا کبھی آدم کا ظہور

ہے ظہور اس کے سے عالم کا ظہور

ہے وہی دیکھ لو پڑھ کر لولاک باعث خلقت ارض و افلاک

ذیل وصف اس کا کہ ہے از بس پاک کیونکہ پہنچے اسے دست ادراک

پاک کی بات ہونا پاک سے کیا

ہو دے جز عجز کہو خاک سے کیا

کر کے نور اس کا خدا نے پیدا پھر یہ چاہا کہ بنیں اور اشیا

ہو گیا کن سے جو کچھ ہونا تھا عالم امر کا کھینچا نقشا

واہ کیا کیا کیا حق نے ظاہر

نور سے اس کے اسی کی خاطر

مولانا محمد اسماعیل شہید دہلویؒ

المتوفی ۱۲۴۶ھ
۱۸۳۱ء

اسی سے ہے مقصود اصلی خطاب
خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے
وہ انسان اکمل ہے سنتے ہو! کون؟
نبی البرایا، رسول کریم
حبیب خدا سید المرسلین
محمدؐ ہے نام ان کا احمد لقب
دل ان کا جو ہے مخزن سرغیب
زباں ان کی ہے ترجمان و تتم
بہ ظاہر جو ہے مقطع انبیاء
ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور
جو اس میں تا مل ذرا کیجئے!
کہ جب سب سے اکمل وہ انسان ہوا
ہے دستور یہ ناظموں کا تمام
سو تھا انبیاء کا قصیدہ عجیب
تخلص کا موقع تھا یا دو جہاں

وہی ہے گا مضمون اُمّ الکتاب
وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے
ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
نبوت کے دریا کا درِ یتیم
شفیع الوری، ہادی راہ دین
بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب
میرا خطا سے ہے بے شک ریب
ہوا باغ دین جس سے رشک ارم
حقیقت میں ہے مطلع اصفیا
بہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
ابھی نکلتا باریک پایہ
تو بے شک وہ تصویر رحماں ہوا
کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام
ہوا ختم اُس کا بہ نہج غریب
سو تصویر ناظم ہوئی واں عیاں

الہی ہزاروں درود اور سلام

تو بھیج اُن پر اور اُن کی اُمت پر عام

نظیر اکبر آبادی، میاں محمد نظیر

المتوفی سن ۱۲۴۶ھ
۱۸۳۱ء

تم شہ دنیا و دین ہو یا محمد مصطفیٰ سرگروہ مسلمین ہو یا محمد مصطفیٰ
حاکم دین متین ہو یا محمد مصطفیٰ قبلہ اہل یقتین ہو یا محمد مصطفیٰ
رحمۃ للعالمین ہو یا محمد مصطفیٰ

آسماں تم نے شب معراج کو روشن کیا عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی نور و ضیا
رنگ بو گلشن کی جنت کی بڑھائی بر ملا جس جگہ وہم ملائک کو نہیں ملتی ہے جا
واں کے تم مسند نشین ہو یا محمد مصطفیٰ

تم کو ختم الانبیاء، حق بھی حبیب اپنا کہے اور سدا روح الامیں آئے ادب کا وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہیں تمہارے سے ملے ہے نبوت کا جو اقدس بحر تم اس بحر کے
گوہر بیکتا تمہیں ہو یا محمد مصطفیٰ

مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الورا سرور ہر دوسرا اور شافع روز جزا
ہے تمہاری ذات والا منبع لطف و عطا کیا نظیر اک اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم، واں بھی تمہیں ہو یا محمد مصطفیٰ

شاہ نیاز بریلوی، نیاز احمد چشتی و تادری

المتوفی سنہ ۱۲۵۰ھ
۱۸۳۳ء

دلا خاکِ رہ کوئے محمد شو محمد شو
زہر سوئے بیا، سوئے محمد شو محمد شو

بہر دم سجدہ جاں، سوئے ابروئے محمد کن
بروئے قبلہ روئے محمد شو محمد شو

تجر و پیشہ گیر، از قیدِ عالم و اربان خود را
اسیرِ حلفتِ موئے محمد شو محمد شو

با خلاقِ الہی متصف بودن اگر خواہی
سرِ پائسیرت و خوئے محمد شو محمد شو

بکن خالی مشام از بوئے گلہائے جہاں کول
بیا، دلدادہ بوئے محمد شو محمد شو

نیاز اندر دلت گر مہرِ عرفانِ خدا باشد
فدائے شانِ دلجوئے محمد شو محمد شو

رنگین دہلوی، سعادت یار خاں

المتوفی ۱۲۵۱ھ
۱۸۳۵ء

لکھوں نعت اس کی میں کس طرح ساری براق ادنیٰ تھا جس کی اک سواری
بڑا ہے عرش سے بھی ان کا پایا کہ سب کچھ جن کی خاطر ہے بنایا
بہ ظاہر گرچہ وہ اُمتی تھے لیکن بھرا تھا علم سے کُل ان کا باطن
وہ باتیں ان کے تھیں نزدیک آسان کہ جن کو کر سکے مطلق نہ انسان
بیاں تم سے کریں کیا اُن کے اوصاف یہ الفت ان کو تھی ہم سے کہ دن رات
جناب کبریا میں کر کے زاری طلب کرتے تھے آخر زرش ہماری
اگر حامی نہ ہوتے ایسے کامل تو بے شک ہم کو پڑتی سخت مشکل
نبی کتنے گئے اس غم میں روتے کہ اے کاش ان کی ہم اُمت میں ہوتے
تلف یوں ہی ہوئی سب ان کی رقت براوے گی مگر عیسیٰؑ کی حسرت

سراہیں اپنی ہم قسمت کو رنگیں

کہ اُمت میں ہوئے ہم ان کے بے کیں

ناسخ لکھنوی، شیخ امام بخش

المتوفی سنہ ۱۲۵۲ھ
۱۸۳۸ء

دکھا اس کو جہاں میں غل ہے جس کی آمد کا
گھسے مثل قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا
عبور اللہ نے اس کو دیا ہے علم باطن پر
کرے گاجب کہ وہ اتمام اگر حجت حق کو
مسیحا بہر بیعت آئے گا چرخ چہارم سے
جو نزدیک اس سلیمانؑ زماں کا دور آئے گا
خدا تیرا معرف ہے ملک تیرے موصف ہیں
نہ سوئے جاہ دنیا منہ کیا لے شاہ دیں تو نے
بنا اے مہر تاباں قہر یا قوت اپنے جلوے سے
الہی ہوں بہت مشتاق دیدار محمدؐ کا
نشان سایہ احمدؑ نشان تصویر احمدؑ کا
لیا ہر چند ظاہر میں نہ درس اک فابجہ کا
زمانے میں رہے گا نام ملحد کا نہ مرتد کا
نہیں موسیٰ سے کم رتبہ ترے جلوے کے بخود کا
بیابانوں میں ہو گا ایک مسکن دام اور دو کا
نہیں حد بشر کہتا ترے اوصاف بے حد کا
سریر سلطنت تکلیف ہے گویا تیری مسند کا
سیہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد زبرجد کا

معانی قل ھو اللہ احد کے ہیں یہاں ناسخ

برائے قافیہ رکھا ہے میں نے میم احمدؑ کا

شہیدی بریلوی، میر کر امت علی خاں

المتوفی سنہ ۱۲۵۶ھ
۱۸۴۰ء

ہے سورۃ والشمس اگر روئے محمدؐ واللیل کی تفسیر ہوئی موئے محمدؐ
جب روئے محمدؐ کی نظر آئی تجلی سمجھا میں شب قدر ہے گیسوئے محمدؐ
ماہِ نورِ شوال سے عاشق و کہاں عید جب تک نظر آجائے نہ ابروئے محمدؐ
کس وضع اٹھائے ہوئے ہیں بارِ دو عالم ظاہر میں تو نازک سے ہیں بازوئے محمدؐ
تھا بیش بہا عشق کے بازار میں یوسف پر ہونہ سکا سنگِ ترازوئے محمدؐ
گلگشت گلستاں پہ پڑھو صلّٰ علی تم ہر پھول کی پتی میں رچی ہوئے محمدؐ
کعبے کی طرف منہ ہو نمازوں میں ہمارا کعبے کا شب و روز ہے منہ سوئے محمدؐ
ہر نخلِ بیابانِ عرب مجھ کو ہے طوبیٰ ہوں شیفۃِ قامتِ دلجوئے محمدؐ

رضوان کے لئے لے چلو سوغات شہیدی

گرا تھ لگے خار و خس کوئے محمدؐ



شاہ غمگین دہلوی، سید علی

المتوفی سن ۱۲۶۸ھ
۱۸۵۱ء

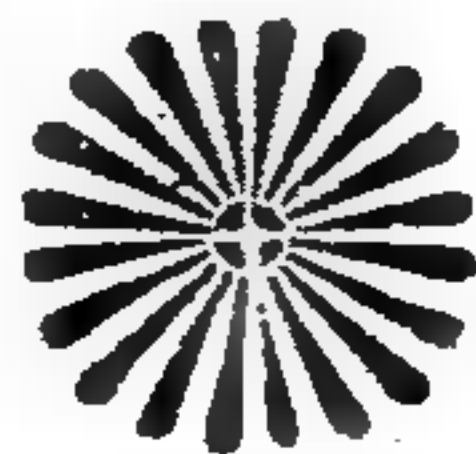
ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا
معنی و صورت یہ مطلع ہے سرے دیوان کا

ہے مرا ظاہر محمدؐ اور باطن ہے خدا
قال یہ ہے حال کھونا اپنے ہے ایمان کا

رو برو ہے پر اسے دیکھا نہیں جاتا ہے آہ
کیا کہوں میں حال اپنے حسرت و ارمان کا

بے سرو سامانی اک ساماں ہے اے دل یاد رکھ
کاروان عشق میں ہر بے سرو سامان کا

معرفت پر اس کے حق کی معرفت موقوف ہے
مرتبہ ایسا ہے عالی حضرت انسان کا



مومن خان مومن دہلوی، حکیم سید حبیب اللہ علوی

المتوفی ۱۲۶۹ھ
۱۸۵۲ء

ہوں تو عاشق مگر اطلاق یہ ہے بے ادبی میں غلام اور وہ صاحبے، میں امت وہ نبی
یا نبی یک نگہ لطف بائی و اپنی مرحبا سید مکی مدنی العربی !

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقی

منظر نور خدا شکل ہے مجسود صنم محو تیرے ملک و حور و پری و آدم
کیا ہی عالم ہے کہ تصویر ہی کا سا عالم من بے دل، بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است، بدیں بوالعجبی

دشت عالم میں مراسمہ گزاری اوقات آج تک منزل مقصود نہ پائی ہیہات
مدد لے خضر کرامت کہ نہیں پائے ثبات ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات

شرہ تم دہ کہ زخمد میگزرد تشنہ لبی

خود کہا ابن ذہبیچین، تو ظاہر میں کہا جوہر پاک کی خوبی ہے فرشتوں سے سوا
سر سے لے پاؤں تلک نور خدا، نام خدا نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم، تو چہ عالی نسبی

صاحب خانہ سے ہوتا ہے مکاں کا اکرام وہی جنت ہے جہاں میں ہو جہاں تیرا قیام
آب ہر چشمہ کرے کوثر و تسنیم کا کام نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زاں شدہ شہرہ آفاق بہ شیریں رطبی

قاآنی شیرازی حکیم میرزا حبیب اللہ
المتوفی سنہ ۱۲۷۴ھ
۱۸۵۴ء

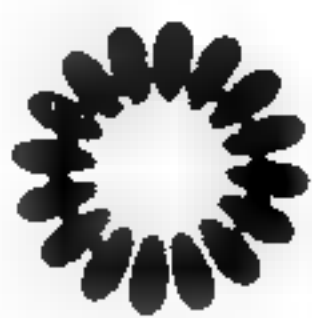
سرورِ عالم ابوالقاسم محمد آل کہ چرخ	باوجودِ او بود چوں ذرہ پیش آفتاب
الذی ردت الیہ الشمس وانشق القمر	گان اُمّیا و لکن عندہ اُمّ الکتاب
والذی فی کفہ الکفار لَمَّا ابصروا	کَلِمَ الحَصْبَاءِ وَقَالُوا إِنَّ شَیْءَ عَجَبٍ
رہنمائے ہر دو عالم آنکہ در یک چشم زد	برگزشت از چار حد و ہفت خط و شش حجاب
از ضمیر انور و از خود ابر دست اوست	نور جرم آفتاب و مایہ دستِ سحاب
با شرارِ قہر او، ہر ہفت دوزخ، یک شر	باسحابِ دست او، ہر ہفت دریا یک حباب
گر وجودے او نہ دادے ذات واجب را ظہور	تا ابد، سر پنجہ تفتیر بودے در حصاب
تالی ہستی ہست آنچہ ہست از ممکنات	غیر ذات حق کزو ہستی وے شد بہرہ یاب
نہ سپہر و شش جہات و ہفت دیونخ ہشت غلہ	باسہ مولود دو عالم چار بام و ہفت باب

در ہمہ عمر از وجود او خطائے سر نہ زد

زانکہ بود افعال نیکویش سر اسر و جی ناب

ذوق دہلوی، شیخ محمد ابراہیم
المتوفی ۱۲۷۱ھ
۱۸۵۶ء

ہوا حمد خدا میں دل جو مصروفِ رستم میرا
الف الحمد رب العالمین کا ہے قلم میرا
رہے نام محمد لب پہ یارب اول و آخر
اُلٹ جائے بوقت نزع جب سینے میں دم میرا
محبت اہل بیتِ مصطفیٰ کی نور برحق ہے
کہ روشن ہو گیا دل مثلِ قندیلِ حرم میرا
دکھائی مجھ کو راہِ شرع اصحابِ پیمر نے
چراغِ راہ ہے اکرامِ اصحابِ کرم میرا
کہیں شاہِ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا
کہ ہے دُرّ نجف ہو کر چمکتا دُرِّ یم میرا
رہے گا دانہ افشاں مزرعِ امید بخشش میں
غمِ آلِ نبیؐ سے دائۂ ہر اشکِ غم میرا
شہرِ بغداد کا خطِ غلامی ذوق رکھتا ہوں
نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہو جامِ جم میرا



کافی شہید، مولینا کفایت علی مراد آبادی
المتوفی ۱۲۷۲ھ
۱۸۵۸ء

کوئی گل باقی رہے گانے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چھپا
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

اطلس و مخواب کی پوشاک پر نازاں ہو تم
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

نام شاہان جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشان پنجتن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

مولینا محمد فضل حق خیر آبادی

المتوفی ۱۲۷۸ھ
۱۸۶۱ء

فَلَا مَلَاذَ سِوَى خَيْرِ الْوَرَى جَمْعًا
تو اب کوئی اُن کے سوا نہیں ہے جو تمام مخلوقات سے

فِي الْخَلْقِ وَالْخُلُقِ وَالْإِحْسَانِ الْجُودِ
بہتر ہیں خلقت میں، عادت میں، احسان میں اور سخاوت میں

جَدَاةً نَقْدُ لِمَنْ يَأْتِيهِ مُعْتَفِيًا
ان کی عنایت ہر اس شخص کے لئے نجات ہے جو توبہ کر کے آئے

فَكَمْ هَذَا لَكَ مِنْ قَوْلٍ لِمَنْقُودِ
یہاں مکافات گناہ کی بہترین شکلیں ہیں پریشان حال کے لئے

أَحْسَى الصَّنَادِيدَ قَاوِي النَّاسِ مَفْرَعُهُمْ
پریشانی اور گھبراہٹ میں سب سے بڑی پناہ ہیں لوگوں کے لئے

إِذْ يَفْزَعُونَ لِأَهْوَالِ صَنَادِيدِ
جب لوگ خوفناک صورتوں سے گھبرا اٹھیں

إِخْتَارَهُ اللَّهُ مُحَبُّبًا وَأَرْسَلَهُ
اللہ نے ان کو محبوب منتخب کیا اور اپنی رحمت بنا کر

لِرَحْمَتِهِ وَارْشَادٍ وَتَسْدِيدِ
ارشاد اور درستگی کے لئے بھیجا

فَاقَ النَّبِيِّينَ طَرًّا فِي الْكَمَالِ وَفِي
وہ تمام انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں کمال میں بھی،

الْجَمَالِ وَالْعِزِّ وَالْإِجْمَالِ وَالسُّودِ
جمال میں بھی، عزم میں بھی، خوبی میں بھی، سرداری میں بھی

إِنَّ الرَّسُولَ لَقَدْ فَاقَ وَعِثْرَتُهُ
بلاشبہ رسول اکرمؐ سب سے بڑھ گئے اور ان کی عترت
سَفِينَةٌ مِّسْوَاهَا الْجُودُ لَا الْجُودَى
ایک کشتی ہے جس کا مقام جود ہے جودی نہیں

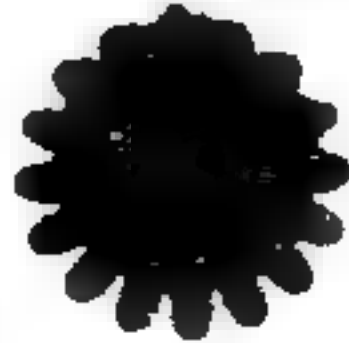
أَفْدِيكَ يَا خَيْرَ الْمَوَارِدِ مُخْتَبَطًا
میں آپ پر فدا، اے بہترین پناہ حیرانی میں !
قَدْ طَرَدَتْهُ الْمَعَاصِي أَيَّ تَطْرِيدٍ
خود گناہوں نے اسے دور پھینک دیا اور کتنی دور

أَشَدُّ تُكِّ فَاقْبِلْ مَدْحِي كَرَمًا
میں آپ کے حضور یہ مدح پیش کی ہے اپنی کرم گستری قبول فرمائیے
حَتَّى أَفُوزَ بِإِنْشَادِي بِمَنْشُودِي
تاکہ میں اس شعر خوانی کے ذریعے دامن مقصود پھیر پاؤں

لَا شَكَّ أَنَّكَ غَوَتْ الْخَلْقُ أَجْمَعُ
اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ساری مخلوق کی فریاد سننے والے ہیں
وَلَا نُبَالِي أَبَاطِيلَ الْمَنَاقِيدِ
اور میں اس سلسلے میں کسی کی ہرزہ سرائی کی پروا نہیں کرتا

عَلَيْكَ أَزْكَى صَلَوَاتِ اللَّهِ مَا مَدَحَتْ
آپ پر اللہ کی پاکیزہ ترین رحمتیں اُس وقت تک نماز ہوتی رہیں جب تک

فِي مَوْرَقِ الْبَانَ وَرَقَاءَ بَتَغْرِيدٍ
”بان“ کی ہری شاخوں (اس چمنستانِ عالم میں) طائرانِ خوش الحان چہچہاتے ہیں



ظفر، سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ

المتوفی ۱۲۷۹ھ
۱۸۶۳ء

اے سرور دو کون شہنشاہ ذوالکرمؒ سرخیلِ مرسلین و شفاعتِ گرِ اُمم
رنگِ ظہور سے تر گئے شنِ رخِ حدوث نور و جود سے ترے روشنِ دلِ قدم
تو تھا سرِ راج رسالت پہ جلوہ گر آدم جہاں ہنوز پس پردہٴ عدم
صدقے زمین کے ہوتا نہ پھر پھر کے آسماں رکھتا سرِ زمیں نہ اگر اپنا تو قدم
محروم تیرے دستِ مبارک سے رہ گیا کیونکر نہ اپنا چاک گریباں کرے قلم
واللیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہے ثنا والشمس ہے ترے رخِ پُر نور کی قسم
تیری جنابِ پاک میں ہے ظفر کی عرض صدقے میں اپنے آل کی اے شاہِ محشم
صیقل سے اپنے لطفِ عنایت کے دور کر آئینہٴ ضمیر سے مے گر غبارِ غم
پہنچا نہ آستانِ مقدس کو تیرے میں اس غم سے مثلِ چشمہ ہوئی میری چشمِ غم

پر خاکِ آستاں کو تری اپنی چشم میں

کرتا ہوں سرِ میلِ تصور سے دم بدم

بندہ شاہ چشتی حیدر آبادی، میر فیاض الدین علی خاں
المتوفی ۱۲۸۴ھ
۱۸۶۷ء

میں ترے کاکل مشکیں پہ ختن کو واروں یا ترے سرخی لب پر سے یمن کو واروں
تیرے دندان مبارک کی ملاحت پر سے صدقہ تسریں کو کرؤں اور سمن کو واروں
کوئی صدقہ کے بھی قابل نہیں اے جانِ جہاں دہن خوش پہ ترے کس کے دہن کو واروں
تیرے اس مصحف رخ پر سے محمد میرے ان کتابوں کے بجائے جو تن کو واروں
جی میں آتا ہے کہ یکبارگی شاہ کو نین پتھر پر سے ترے اس چرخ کہن کو واروں
تیرے تابندگی موعے مبارک پر سے لے کے خورشید منور سے کرن کو واروں
گنج الفت کی مجھے اس نے طلسمی بخشی یاد پر سے تیرے میں رنج و محن کو واروں
تو وہ گل دستہ قدرت ہے رسولِ عربیؐ کم ہے تجھ پر سے اگر جان چمن کو واروں
فرقِ عالی پہ میں صدقے کروں سر کو اپنے پائے اقدس پہ ترے اپنے میں تن کو واروں
راہ میں تیرے یہ توصیف کی اے جانِ جہاں ہے سزاوار جو میں روحِ سخن کو واروں

چاہتا ہے ترابندہ میرے خواجہ کہ حبیب

اس قصیدے کی زمیں پر سے زمین کو واروں

غالب، میرزا اسد اللہ خاں دہلوی

المتوفی ۱۲۸۵ھ
۱۸۶۹ء

حق جلوہ گر، زطرز بیان محمدؐ است
آرے کلام حق، بزبان محمدؐ است
آئینہ دار پر توہر است، ماہتاب
شان حق آشکار، زشان محمدؐ است
تیر قضا، ہر آئینہ در ترکش حق است
امّا، کشاد آں زکمان محمدؐ است
ہر کس، قسم بہ آنچه عزیز است می خورد
سو گنبد کردگار، بحبان محمدؐ است
واعظ حدیث سایہ طوبیٰ و سر و گزار
کاینجا، سخن زمر و روان محمدؐ است
بنگزد و نیمہ، کشتن ماہ تمام را
آں نیز نامور، ز نشان محمدؐ است
غالب شنائے خواجہ، بہ یزداں گزاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است



شیفتہ، نواب مصطفیٰ خاں دہلوی

المتوفی سن ۱۲۸۶ھ
۱۸۶۹ء

کیا تھا نور حبیب اللہ نے پیدا محمدؐ کا اسی دن سے ہوا ہے عاشق شیدا محمدؐ کا
نہ ہو ذکر مبارک آپ کا و در زباں کیونکر میں ہوں روزِ اول سے عاشق شیدا محمدؐ کا
فرشتے قبر میں پوچھیں گے گر مجھ سے تو کہہ دوں گا کہ ہوں بندہ خدا کا اور ہوں شیدا محمدؐ کا
خدا یا جب مری اس قالبِ خاکی سے جان نکلے زباں پر اس گھڑی جاری رہے کلمہ محمدؐ کا
خیال مہر و مہ دل سے تو فوراً بھول جائے گا نظر آجائے گا جس دم تجھے رضہ محمدؐ کا
بشر کی تاب و طاقت کیا جو لکھے نعت احمدؐ کی خدا ہی جانتا ہے خوب بس تر بہ محمدؐ کا
خدا نے ذاتِ احمدؐ کو وہ اعلیٰ تر بہ بخشا کہ دم بھرتے ہیں ہر دم حضرت عیسیٰ محمدؐ کا
ملائک نے کیا تھا اس سب سے سجدہ آدم کو کہ پیشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمدؐ کا
خدا بھی حشر میں پوچھے گا اگر عاشق تو کس کا ہے تو کہہ دوں گا محمدؐ کا محمدؐ کا محمدؐ کا

تمنا ہے کہ فوراً جاں بحق تسلیم ہو جاؤں

نظر آئے جو مجھ کو شیفتہ رضہ محمدؐ کا

حافظ پیلی بھیتی، مولوی خلیل الدین حسن

المتوفی سنہ ۱۲۹۰ھ
۱۸۷۳ء

آنکھ میں پھرتی ہے وہ شوخی رفتار جدا
وہی اچھے رہے محشر میں جو رحمت برسی
دل و جاں لوٹتے ہیں عشق نبی میں دن رات
خاک پر لوٹتے ہیں کوئے نبی میں دونوں
آئیے پھوٹ کے روئیں گے رہ طیبہ میں
دشمن آرام کے ہیں، چین کے ہیں، نیند کے ہیں
باغ عالم میں کریں آپ جو فرق بد و نیک
دیکھنے سننے کا وہ شوق کہ دیکھانہ سنا
چلتا پھرتا رہے دن رات لگر کیا ممکن
اپنا اپنا تجھے سب کہتے ہیں اللہ اللہ
دے گئی آپ کے بیمار جدائی کو جواب
کون ہے درپے آزار دل زار نہ پوچھ
قد آدم ہیں وہاں آئینے دیوار میں وصل

تڑپے جاتا ہے جدائی میں دل زار جدا
بیگنا ہوں سے کھڑے تھے جو گنہگار جدا
لذتِ درد جدا، لذتِ آزار جدا
نور خورشید جدا، سایہ دیوار جدا
میرے تلوؤں سے اگر کوئی ہوا خار جدا
طالعِ خفستہ جدا، دیدہ بیدار جدا
گل سے ہوا خار جدا، برگ سے ہوا بار جدا
ذوقِ دیدار جدا، لذتِ گفتار جدا
اُن کی دیوار سے ہو سایہ دیوار جدا
شیخ و میخوار جدا، کافر و دیندار جدا
تابِ رفتار جدا، طاقتِ گفتار جدا
دل کا آزار جدا، دردِ دل آزار جدا
میں یہاں آئینہ ساں پشتِ بد دیوار جدا

سر اگر تن سے جدا ہو تو جدا ہو حافظ
سر سے ہو گانہ در احمد مختار جدا

انیس لکھنوی، میر بر علی

المتوفی ۱۲۹۱ھ
۱۸۷۴ء

منظور تھا کہ اور روایت کروں رسم یاد آگئی مگر یہ حدیث غنیم والم
مسجد میں جلوہ گر تھے رسول فلک حشم ہلتے تھے ذکر حق میں لب پاک دم بدم
روشن تھے بام و در رخ روشن کے نور سے
آئینہ بن گئی تھی زین تن کے نور سے

اصحاب خاص گرد تھے انجم کی طرح سب تاباں تھا بیچ میں وہ مہ ہاشمی لقب
سر پر ملک صفات مگس راں تھے وہ عرب جبریلؑ تہ کئے ہوئے تھے زانوئے ادب
خادم بلال قنبر گردوں اساس تھا
نعلین اس کے پاس عصا اس کے پاس تھا

گیسو تھے وہ مفسر و التیسل اذا سجدی رخ سے عیاں تھے معنی والشمس والضحی
وہ ریش پاک اور رخ سردار انبیاء گویا دھرا تھا جل پر شرآں کھلا ہوا
اوڑھے سیاہ جبہ جو عالم پناہ تھا
کعبہ کا صاف عاجیوں کو اشتباہ تھا

ذیبر لکھنوی، مرزا سلامت علی

المتوفی ۱۲۹۲ھ
۱۸۷۵ء

①

کیا قامت احمدؑ نے ضیا پائی ہے
چہرے میں عجب نور کی زیبائی ہے
مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پر
و تر آن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

②

کیوں خامہ سے مشق خط پیما کرتے
بے کلک رسم لاکھ وہ دست کرتے
فرمایا سفید رو سیاہ کاروں کو
کاغذ کو سیاہ رو وہ کیوں کر کرتے

③

آدم نے شرف خیر بشر سے پایا
رشتہ ایمان کا اس گہر سے پایا
وہ مہم محمدؐ سے جہاں روشن ہے
مضمون یہ دل شمس و قمر سے پایا

④

تسلیم نبیؐ کو ہر سلیمان خم ہے
خاتم لقب و زیر نگین عالم ہے
سائے کی سیاہی نہ رہے کیونکر دور
خاتم ہے مگر نور کی یہ خاتم ہے

⑤

معراج نبیؐ میں جائے تشکیک نہیں
ہے نور کا تڑکا شب تاریک نہیں
قوسین کے قرب سے یہ صادق ہے پیر
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

⑥

یاسین کو سن کر جو قضا کرتے ہیں
حق الفت احمدؑ کا ادا کرتے ہیں
یسیں ہے نبیؐ کا نام سوزِ ع کے وقت
اس نام پہ جان اپنی فدا کرتے ہیں



نصر پھلواروی، شاہ محمد علی حبیبؒ

المتوفی ۱۲۹۵ھ
۱۸۷۸ء

رہا دل میں میرے خیال محمدؐ
خدا مجھ کو دیوے وصال محمدؐ

الہی یہ آنکھیں مری کام آویں
کہ دیکھوں میں ان سے جمال محمدؐ

۴

رسولوں کا سردار حق نے بنایا
نہ پایا کسی نے کمال محمدؐ

جہاں میں نہ ایسا ہوا ہے نہ ہوگا
نہیں ہے جہاں میں مثال محمدؐ

غلامی میں ہو ترتیب نصر ایسا
کہے خلق اس کو بلال محمدؐ



شہید امیٹھوی، غلام امام
المتوفی ۱۲۹۶ھ
۱۸۷۹ء

جب سے ہوا وہ گل چمن آرائے مدینہ
جبریلؑ بنا بلبل شیدائے مدینہ

سینہ ہے مرا روکش صحرائے مدینہ
دل ہے جس محل لیلائے مدینہ

واں کے درو دیوار مرے پیش نظر ہیں
اندھیر ہو کر آنکھ سے چھپ جائے مدینہ

ہر سنگ میں واں کے ثمرِ طور ہے پنہاں
ہر خشت کو کہئے ید بیضائے مدینہ

قسمت یہ دکھاتی ہے کہ حسرت کی نظر سے
ہم دیکھتے ہیں اس کو جو دیکھ آئے مدینہ



قلق میرٹھی، حکیم غلام مولیٰ عرف مولا بخش

المتوفی ۱۲۹۶ھ
۱۸۷۹ء

برقِ سحاب مہر ہے ابروئے مصطفیٰ^۴ ہے طرہ اوسپہ سایہ گیسوئے مصطفیٰ^۴
ہے تشنگانِ یاس کا کس درجہ اہتمام کوثر لگی ہوئی ہے سر کوئے مصطفیٰ^۴
ظلمت کے یہ نصیب کہ آبِ بقا ملے کچھ پڑ گیا ہے سایہ گیسوئے مصطفیٰ^۴
کیونکر نہ دیرو کعبہ میں ہم رنگ نور ہو یہاں نشیبِ مصطفیٰ ہے وہاں روئے مصطفیٰ^۴
اے کاہش گناہ سبک کر مجھے کہ میں ء جنبش سے ہر نفس کے اڑوں سوئے مصطفیٰ^۴
ایک پاؤں فرشِ خاک پہ اک فرقِ عرش ہیں دو جہاں کے پشتِ دوزا نوئے مصطفیٰ^۴
مفت نظارہ کوچہ جنت کی دید ہے وقف اشارہ ہے خیمِ ابروئے مصطفیٰ^۴
معراج، اوج و ہم سے کیونکر نہ ہو بلند ہے نورِ عرش سایہ مشکوئے مصطفیٰ^۴
کیا تاب آفتاب نہ ہو سرد حشر میں ہے جلوہ ریز مہر وہاں روئے مصطفیٰ^۴
کیا ہوں گے ہم ضیافتِ جنت کے شادماں بھولے نہیں میں خلقِ علی، خوئے مصطفیٰ^۴

اہلِ حساب پوچھتے ہو کیا قلق کا حال

ہاں زندہ ہے مگر ہے ثنا گوئے مصطفیٰ^۴

مولینا قاسم نانوتویؒ

المتوفی ۱۲۹۷ھ
۱۸۸۰ء

الہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی
جو تو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
تو فخر کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
حیات جان ہے تو، ہیں اگر وہ جانِ جہاں
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھڑ
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مر
اڑا کے باد مری مُشتِ خاک کو پسِ مرگ
کہ جس پہ ایسا تری ذاتِ خاص کا ہو پیار
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زہار
امیرِ شکر پیغمبراں شہِ ابرار
تو نورِ شمس ہے گر اور نبی ہیں شمسِ نہار
تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ نورِ دیدہ بیدار
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا شمار
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار
کرے حضور کے روضے کے آس پاس شمار

ولے یہ رتبہ کہاں مُشتِ خاکِ قاسم کا

کہ جائے کوچہِ اطہر میں تیرے بن کے غبار

لطف بریلوی، مولوی حافظ لطف علی خاں

المتوفی ۱۲۹۸ھ
۱۸۸۱ء

شیفیع الوری! یا شفیع الوری!
کروں کس سے فریاد لے دادرس
کہاں جائے اے شاہ در سے ترے
تمہیں بخشوا لوگے اللہ سے
سہارا ہے ہر دوسرا میں ترا
مجھے مجھوں جانا نہ بہر خدا
جہنم سے مجھ کو بچا لیجیو
مدینہ میں مولیٰ یہ جا کر مرے
مری گور میں بھی مدد کیجیو
مرا مدعا تم کو معلوم ہے
یہ دل کی تمتا ہے مولیٰ مرے
بہی آرزو ہے یہی ہے ہوس
ریازیت میں جس طرح ذوق شوق
رہے بعد مردن یونہی خلد میں
خدا خود ہے مداح و ترانہ میں
بشر کیا فرشتوں سے لکھی نہ جائے

مجھے بخشوا یا شفیع الوری
تمہارے سوا یا شفیع الوری
ترا یہ گدا یا شفیع الوری
مری ہر خطا یا شفیع الوری
نہیں دوسرا یا شفیع الوری
بروز جزا یا شفیع الوری
یرائے خدا یا شفیع الوری
یہ ہے التجا یا شفیع الوری
مرے مصطفیٰ یا شفیع الوری
کروں عرض کیا یا شفیع الوری
یہ ہے التجا یا شفیع الوری
مدیح خدا یا شفیع الوری
تری نعت کا یا شفیع الوری
ہمیشہ سدا یا شفیع الوری
ترا جا بجا یا شفیع الوری
تمہاری ثنا یا شفیع الوری

بلا لے مدینہ میں اب لطف کو
نہ درد پیرا یا شفیع الوری

تسليم، مولوی سليم الدين
المتوفى ١٣٠١ هـ
١٨٨٣ء

اے نام خدا چہ نام والا	ما احمد اسمہ تعالیٰ
حق کردہ خطابش از پئے ما	يُعْطِيْ لَكَ رَبُّكَ فَرَضِي
بر اوج شنائے او منور	وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى جَوَازِ
در منزل او براہ آیت	مَا ضَلَّ وَمَا غَوٰى هِدَايَتِ
ادنیٰ صفتش الہ کو نین	گفته است فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ
خالق کہ در شنائے او سفت	مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاكَ
شد جامہ اش اَيْهَا الْمُرْمَلُ	زَوْحَطِ اُتُوْبِرُوْرِيْلِ
و صفش چہ کند زبان انساں	حق گفته بمدح اوست قرائ

يَا رَبِّ عَلَيْهِ بِالدَّوَامِ

خَيْرُ الصَّلَوَاتِ وَالسَّلَامِ



نساخ عظیم آبادی، عبدالغفور
المتوفی ۱۳۶۶ھ
۱۸۸۸ء

اب رقم کرتا ہوں نعتِ مصطفیٰ
جن سے عالم کو ہوئی حاصل صفا
سید کونین، ختم المرسلین!
دورِ آخر میں ہے فخرِ الاولین
طے جو کی معراج میں راہ سما
کیوں نہ ہوں محتاج اس کے انبیاء
ہے وہ بے شک رحمت للعالمین
اس کی مسجد ہے یہ سب گروئے زمیں
رحمتِ خلاق خورشید و قمر
ہوئے نازل اس کی آلِ پاک پر
جس کی انگلی سے ہوا شق القمر
یار تھے اس کے ابوبکرؓ و عمرؓ
ایک تو اس کا رفیق غار تھا
دوسرا شکر کشن ابرار تھا
تھے مصاحب اُس کے عثمانؓ و علیؓ
جو کہ ہیں مشہور عالم میں ولی
ایک جو کان حیا و علم تھا
دوسرا تو باب شہرِ علم تھا
وہ رسولِ حق کہ خیر الناس تھا
حمزہ و عباسؓ تھے اس کے چچا

بھیجتا ہوں سو درود و سو سلام

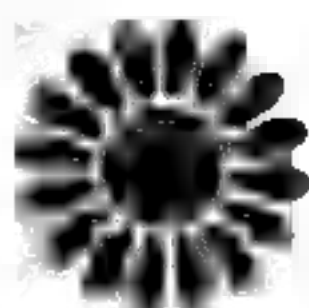
آلِ واصحابِ نبیؐ پر صبح و شام

مولینا امداد اللہ تھانوی مہاجر مکیؒ

المتوفی سنہ ۱۳۱۰ھ
۱۸۹۳ء

کر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسولؐ
اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یا رسولؐ
عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پار کا
ہوں اُمتی تمھارا گنہ گار یا رسولؐ
دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت یا رسولؐ
ذات آپ کی تو رحمت و شفقت ہے ہر لبر
میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یا رسولؐ
کیا ڈر ہے اس کو شکرِ عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسولؐ
ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسولؐ

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم



مذاق میاں بدایونی، شاہ محمد دلداری علی

المتوفی ۱۳۱۲ھ
۱۸۹۳ء

ہے شمع خدا انجمن آرائے مدینہ
ہر رنگ میں ہے وہ چمن آرائے مدینہ
دل عرش ہے تیرا شہ والاے مدینہ
قدرت کا خدا کی نظر آتا ہے تماشا
پاتا ہوں محمدؐ کا مزا نام علیؑ سے
سینہ مرا میخانہ حب مدنی ہے
بندہ پہ در عین عنایت یہ کھلا ہے
سب کچھ ہے عنایات میں تیری مرے آقا
جبریل ہے پروانہ شیدائے مدینہ
ہر گل میں ہے بوئے گل زیبائے مدینہ
تو آئے تو سینہ مرا ہو جائے مدینہ
کیا دید کے قابل ہے تماشاے مدینہ
ساقی سے ہے کیفیت صہبائے مدینہ
جام آنکھیں ہیں دل ہے مرا مینائے مدینہ
جب بند کروں آنکھ نظر آئے مدینہ
بندہ پہ عنایت رہے مولائے مدینہ

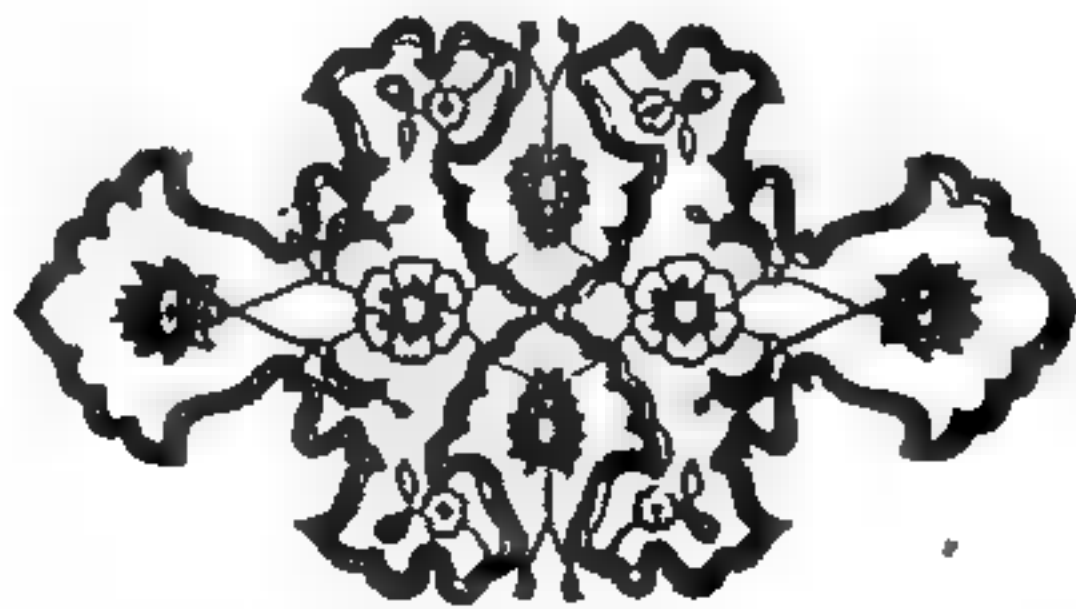
ہیں تازہ مضامین مذاق اپنی غزل میں
بہتر ہیں سبھی یوں تو غزل ہائے مدینہ

حق حق یوں ہے نہ حق ریاضت میں ملا
طاعت میں ملا نہ وہ عبادت میں ملا
واللہ مذاق جب کسی نے ڈھونڈا
اللہ، رسولؐ کی اطاعت میں ملا

آہنی، سرسید احمد خاں

المتوفی ۱۳۱۵ھ
۱۸۹۸ء

فلاطون طفلکے باشندہ یونانے کہ من دارم
مسیحار شک می دارد بہ درمانے کہ من دارم
ز کفر من چہ می خواہی ز ایمانم چہ می پرسی
ہماں یک جلوۂ عشق ست ایمانے کہ من دارم
خدا دارم، دل پرتاب ز عشق مصطفیٰ دارم
نہ دارد ہیچ کافر ساز و سامانے کہ من دارم
ز جبریل امیں تراں بہ پیغامے نمی خواہم
ہمہ گفتار معشوقیت تراں کہ من دارم
فلک یک مطلع خورشید دارد باہمہ شوکت
ہزاراں ایں چنین دارد گریبانے کہ من دارم
ز برہاں تا بہ ایماں سنگ ہا دارد رہِ واعظ
نہ دارد ہیچ واعظ ہیچو برہانے کہ من دارم



بیان ویزدانی میرٹھی، سید محمد مرتضیٰ المتوفی سید ۱۳۱۷ھ ۱۹۰۰ء

ضیائے دیدہ حق ہیں ہے رخسار محمدؐ کا
فلک پر کوئی حیراں، کوئی آوارا محمدؐ کا
قمر سمجھیں کہ ہم قرآن رخسار محمدؐ کا
شفاعت کا مزا پایا شمیم خلقِ اطہر سے
ولی نعمت وہی ہے خوان احسان الہی کا
وہ محبوب الہی ہے کیا ہے اُس نے مہ پارا
ریاضِ خلد کی لہریں لکیریں دستِ اطہر کی
گیا گردوں پر اُس کے ثمرت دیدار کا پیاسا
رہ حق میں جہاد اُس نے کیا اعدائے پہلو پر
احادیثِ مطہر اُس کی آیاتِ الہی ہیں
سلاطین کا شرف ہے اُس کے آگے طرؤا کہنا
رجیم دو جہاں ہے منکر دینِ مبیں اُس کا
کہ ہے اللہ کا دیدار نظر ارا محمدؐ کا
فدا ایک ایک ثابت اور سیار محمدؐ کا
وہ سیپارہ محمدؐ کا یہ صد پارا محمدؐ کا
وہ ہے نہرِ غسل یہ غنبر سارا محمدؐ کا
ظہور اس عالم امکان میں ہے سارا محمدؐ کا
کرے گا سامنا کیا کوئی مہ پارا محمدؐ کا
گفک بحرِ کرم انگشتِ فوارا محمدؐ کا
نسیحا بھی ہے بالتحقیق دکھیا محمدؐ کا
مطیع امر تھا ہر نفس امارا محمدؐ کا
کلام اللہ ناطق ہے کہ رخسار محمدؐ کا
اٹھائیں غارِ شبہ اسکندر و دارا محمدؐ کا
کہ مردودِ خدا ہے جو ہے پھٹکارا محمدؐ کا

ہوئے دونوں جہاں روشن ظہور نور اُس کے
 فلک کی حرکتوں سے کھل گیا اربابِ معنی پر
 کھلا اربابِ عرفاں پر وَضَعْنَا عَنْكَ وَزَرَکَے
 زمیں سے آفتابِ آدم و حوّا نہ ابھرا تھا
 وہ مُرَبِّیْل وہ مُدَثِّر وہ ظہ اور وہ یس
 پہنچ لے گا جہاں میں جبکہ اک اک اُمّتی اُس کا
 اُحد میں کیوں تہوتی آنکھ پیدا نیم معنی سے
 خبر تھی سب اُسے اُسرارِ مُلکِ کبریائی کی
 اُذاں ہے شور اُس سلطانِ دین کے گوس شاہی کا
 صراطِ حشر پر میرا قدم ڈگ جائے گا کیونکر
 وہ شافی میرے دردوں کا، وہ کافی میرے دروں کو

کہ ہے بَدْرُ الدُّجیٰ حُسنِ جہاں آرا محمدؐ کا
 کہ برسوں رہ چکا ہے عرشِ گہوارا محمدؐ کا
 اٹھایا خود بیدِ قدرت نے پشتارا محمدؐ کا
 مگر تھا جلوہ سرا صبح کا تارا محمدؐ کا
 پکارا نام کس کس طرح سے پیارا محمدؐ کا
 کہیں اُس وقت ہو گا غم سے چھٹکارا محمدؐ کا
 کہ تھا مَدِّ نظر دُر پر وہ نظر ارا محمدؐ کا
 کہ تھا رُوحِ الامینِ طفلی سے ہر کارا محمدؐ کا
 سدا بجاتا ہے پانچوں وقت تقار محمدؐ کا
 کہ ہوں تھامے ہوئے دامن میں بیچارا محمدؐ کا
 میں دکھیارا محمدؐ کا، میں دکھیارا محمدؐ کا

خدا کو جان دیں گے ہم اور اُس کا نام لیں گے ہم

بیان ! صَلِّ عَلٰی کیا نام ہے پیارا محمدؐ کا

امیر مینائی لکھنوی، مفتی امیر احمد
المتوفی سید ۱۳۱۸ھ
۱۹۰۰ء

سکہ راج جب سے دین مصطفیٰ کا ہو گیا
جب سے دل دیوانہ محبوب خدا کا ہو گیا
حشر میں نیچے، لوائے حمد کے پائی جگہ
اول بعثت میں ختم الانبیاء پایا لقب
جب پئے گلگشت باغوں میں مدینے کے چلی
موم، پتھر کو یہ اس فخر سلیمان نے کیا
طوق دین مصطفیٰ کا جس کی گردن میں پڑا
رحمت حق کیوں نہ ہونا نزل محب پر آپ کے
روح نے جلوہ جو دیکھا آپ کا قندیل عرش
خاتمہ جب ہو گیا بالخیر تو سمجھایا یہ میں
التجا پر امت عاصی کی جب آئیں کہی
دونوں رخساروں کی مدحت میں ہوا موزون خوشنور

غلغلہ ساری خدائی میں خدا کا ہو گیا
مصطفیٰ اس کے ہوئے وہ مصطفیٰ کا ہو گیا
ظل رحمت سایہ اس زلف رسا کا ہو گیا
رتبہ حاصل ابتدا میں انتہا کا ہو گیا
پھولوں کی ڈالی وہیں دامن صبا کا ہو گیا
حلفت خاتم نگین نقش پا کا ہو گیا
قید سے آزاد وہ بندہ خدا کا ہو گیا
آشنا ہے آشنا جو آشنا کا ہو گیا
آشیانہ اس گرفتار بلا کا ہو گیا
ختم مجھ پر لطف، ختم الانبیاء کا ہو گیا
بول بالا ان غریبوں کی دعا کا ہو گیا
ترجمہ شمس الضحیٰ بدر الدجی کا ہو گیا

نعت میں ہم نے جو لکھا ایک پرچہ بھی امیر
مل گئی دولت وہ نسخہ کمیہ کا ہو گیا

داغ دہلوی، نواب مرزا خاں

المتوفی ۱۳۲۲ھ
۱۹۰۵ء

کرو غم سے آزاد یا مصطفیٰ^۱
تمہیں سے ہے فریاد یا مصطفیٰ^۲

نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے
نہ مٹی ہو برباد یا مصطفیٰ^۳

زباں پر ترا نام جاری رہے
کرے دل تری یاد یا مصطفیٰ^۴

نہ چھوٹے کبھی مجھ سے راہ صواب
نہ ہو ظلم و بیداد یا مصطفیٰ^۵

عطا مجھ کو اللہ ہمت کرے
بجا لاؤں ارشاد یا مصطفیٰ^۶

رہوں حشر میں آپ کی ذات سے
طلبگار امداد یا مصطفیٰ^۷

عنایت کی ہو جائے اس پر نظر
رہے داغ دل شاد یا مصطفیٰ^۸

محسن کا کوری، مولوی محمد حسن

المتوفی ۱۳۲۳ھ
۱۹۰۵ء

ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے
مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے
روپوش دیر چرخِ اخضر
اہلِ مدد کھٹاں ہے منور
زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ
سبزہ ہے کنارِ آب جو پر
اک شلخ رکوع میں رکی ہے
کیاری ہر ایک، اعتکاف میں ہے
یا شان و شکوہ جلوہ نما
سامانِ ظہور کی ہے تمہید
لوہم نے حباب کو عطا کی
جان و دلِ مرسلین محمدؐ
پیدا ہوئے خاتم النبیین
گنجینہٴ اصطفیٰ محمدؐ
نازل ہے زمیں پہ کبریائی
اس وقت دیار میں عرب کے
برج شرف قریشیاں میں
کعبہ کی زمین نامور سے
اسلام کا آفتاب چمکا
پیدا ہوئے سرورِ دو عالم

انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مریخ کی سمت مشتری ہے
ظلمت کا سیاہ کر کے ابتر
پروانہ نویس، شمع کا نور
نظمِ پرویں کا قافیہ تنگ
یا، خضر ہے مستعد و ضویر
اور دوسری سجدہ میں جھکی ہے
اور آبِ رواں طواف میں ہے
شاہنشاہ تخت گاہِ اِلا
قدرت پہ ہو رہی ہے تاکید
آبِ حیوان کو "میرجری"
روحِ روح الامیں محمدؐ
مہرِ عرفان، عز و تمکین
آئینہٴ حق نما محمدؐ
بندے کے لباس میں خدائی
مطلع سے تجلیاتِ رب کے
اور ہاشمیوں کے خاندان میں
اور عبدالمطلب کے گھر سے
بے پردہ و بے نقاب چمکا
پیدا ہوئے فخرِ نوح و آدم

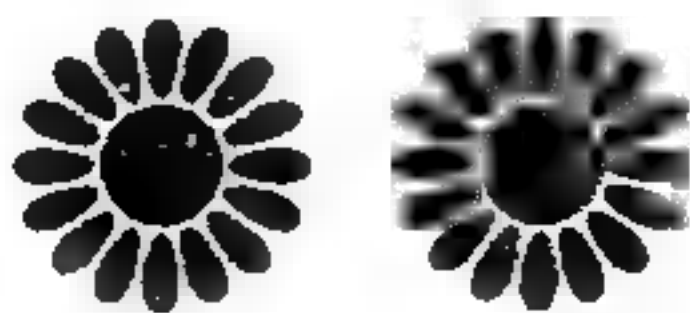
شاہنشاہِ اصفیٰ محمدؐ
تاجِ سرانبیاء محمدؐ

غنی غازی پوری، مولوی سید عبدالغنی (داماد مومن)
المتوفی ۱۳۲۴ھ
۱۹۰۶ء

مداح ہوں میں اُس شہِ عالی جناب کا دریاں ہے جبریلؑ میں جس کے باب کا
ہے دلِ غِ عشقِ دل پہ رسالتِ مآب کا کچھ غم نہیں رہا مجھے یوم الحساب کا
ہے صدمہٴ فراق میں دن رات مضرب اللہ رے شوق اس دلِ خانہ خراب کا
دیکھوں جو آستانہٴ دولت تو ہوترار سارا سبب یہی ہے مرے اضطراب کا
در پر کھڑے ہیں طالبِ دیدار آپ کے رُخ سے ذرا اٹھائیے پردہ نفتاب کا
حامی مرا رسولؐ ہے اے منکر و نکیر کیوں لاؤں دل میں خوفِ سوالِ جواب کا
روئے نبیؐ کا جلوہٴ انوار دیکھ کر تجلّت سے رنگ زرد ہوا ماہِ تاب کا
ہاتھوں ہی ہاتھوں اس کو اٹھالے گئے ملک قطرہ گرا زمین پہ نہ اشکِ جناب کا

کیا خوف مجھ کو روزِ قیامت سے اے غنی

خادم ہوں میں جناب رسالتِ مآب کا



انجم، شہزادہ مرزا آسمان جہا
خلف، محمد واجد علی شاہ اختر
المتوفی ۱۳۲۲ھ
۱۹۰۶ء

گھر ہے مرے دل میں اس بشر کا
مختار ہے جو خدا کے گھر کا

کیا حسن تھا جس کے دیکھنے سے
دو ٹکڑے ہوا چکر و تہر کا

پڑھنے لگے جن یُسْبِیحُ الرَّعْدُ
ڈنکا جو بحبا تری ظفر کا

ہے فخر غلامی اس کی انجم
جو فخر ہوا زمانے بھر کا



حسن بریلوی، مولینا حسن رضا خاں

المتوفی ۱۳۲۶ھ
۱۹۰۸ء

سیرگشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے درتھارا چھوڑ کر
سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر
بے لقائے یاران کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریلِ سدرہ چھوڑ کر
کون کہتا ہے دلِ بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں ان کی تمنا چھوڑ کر
مرہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم و ترپِ سیحہ چھوڑ کر
کس تمنا پر جئیں یارب اسیرانِ قفس
آچکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر
بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامنِ تمہارا چھوڑ کر
حشر میں اک اک کا منہ جوتکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر
مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

آصف، میر محبوب علی خاں آصف جاہ، سلطان دکن

المتوفی ۱۳۲۹ھ
۱۹۱۱ء

کیا دھوم سے حضرت کو تھی آئی شبِ معراج
تھی پردۂ قربت میں رسائی شبِ معراج

اللہ کو جب دیکھا نبی دیدۂ سر سے
پہلے ہوئی اُمت کی رہائی شبِ معراج

نازل تھے ملک گرم تھا بازار خوشی کا
ہر چیز کو حاصل تھی صفائی شبِ معراج

اُمت کی رہائی تھی فقط حاصل مطلب
حاصل کیا اللہ سے پیمبر شبِ معراج

عُلّ عرش سے تافرش ہوا صِلّ علی کا
اُرواح تھے نگہت سے معطر شبِ معراج

زنجیر تھی پاؤں میں تو تھا طوق گلوگیر
ابلیس کو حاصل تھا یہ زیور شبِ معراج

آصف کو الہی تو ذرا روضہ دکھا دے
فضل و کرم حق سے تھی آئی شبِ معراج

مولینا احمد حسن محدث پھر الونی (نیازی)

المتوفی ۱۳۳۱ھ
۱۹۱۳ء

صبح من می گرید از درد بلا انزائے من

شام من می لرزد از آہ جگر فرسائے من

مرحبا اے عشق قربانت شوم، خوش آمدی

کردیم آزاده از دنیا و ہم عقبائے من

در خیم صہبائے من از بسکہ آتش ریختند

شعلہ می ریزد بجائے بادہ از مینائے من

باید آں حرفے زخم کز شوکت معنی و لفظ

معنیم بر لفظ نازد، لفظ بر معنائے من

عزم تو صیفی کہ دارم از پئے تعظیم مدح

جب ریل از عطر معنی شد دماغ آرائے من

آرزو دارم کہ حرفے سرکنم از نعت پاک

تا نشاط تازه گیرد جان درد آلائے من

نعت اقدس ہم چو حمد محترم محدود نیست

وانکہ بے حد شد چپانش حد کند املائے من

حق گزار مدح او کس نیست جز یزدان پاک

رائے من این شد و شد روح الاین ہم رائے من

گفت رائی عبده لیکن من و یزدان پاک

فرق کردن مشکل است اندر من و مولائے من

شان پاکش گفت چوں لا مثل لله الاحد

غیر من نبود اگر باشد کسے ہمتائے من

ہر دو عالم از فروغ روئے پاکش روشن است

بنگر از مراۃ امروزم رخ سردائے من

کار نعت مصطفیٰ را برخدا بگزاشتم

نعت شہ او خوب کردن میتواند جائے من

تا بود یا رب بعالم ربط ہم در حسن و عشق

باد سودائے خیالش در سر سودائے من

تا بود دوران گردوں بر ہمیں لیل و نہار

باد مہر زلف و رویش در دل شیدائے من

در بہارستان وصف قامت دلجوے او

باد سر و آسارواں کلک سہی بالائے من

علامہ شبلی نعمانی

المتوفی ۱۳۳۲ھ
۱۹۱۴ء

جبکہ آمادہٴ خوں ہو گئے کفارِ قریش
کوئی نوکر تھا نہ خادم نہ برادر نہ عزیز
اک فقط حضرت بوکر رضی اللہ عنہ ہمراہ رکاب
چونکہ سواؤں و نٹوں کا انعام تھا قاتل کے لئے
انہیں لوگوں میں سراقہ تھے خلفِ حبشہم کے
تین دن رات رہے ثور کے غاروں میں یہاں
بیم جان، خوفِ عدو، ترکِ غذا، سختیِ راہ
یاں مدینے میں ہوا غل کہ رسول آتے ہیں
لڑکیاں گانے لگیں شوق میں آکر اشعار
ماں کی آغوش میں بچے بھی چل جانے لگے
دفعۃً انوکھ شاہِ رسل آ پہنچا
جلوۃً طلعتِ اقدس جو ہوا جلوہ فگن
طُور پر حضرت موسیٰ کی صدا آتی تھی
سب کو یہ فکر کہ دیکھیں یہ شرف کس کو ملے
سینے کہتے تھے کہ خلوت گہہ دل حاضر ہے
یاں مبارک کرے اے خاکِ حریمِ نبویؐ

لا جرم سرورِ عالم نے کیا عزمِ سفر
گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرورؐ
کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی آمادہٴ شر
آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالبِ زر
جن کو فاروقِ رضی اللہ عنہ کسری کے پہنائے تھے گہر
تھا جہاں عقبِ واقعی کی حکومت کا اثر
ان مصائب میں ہوئی اب شبِ ہجرت کی سحر
راہ میں آنکھ بچھانے لگے اربابِ منظر
نغمہ ہائے ”طَلَعَ الْبَدْرُ“ سے گونج اٹھے گھر
نازنینانِ حرم بھی نکل آئیں باہر
غل ہوا صَلِّ عَلٰی خیرِ تاجن و بشر
دفعۃً تارِ شعاعی تھا ہر اک تارِ بصر
آج اک اور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر
میہاں ہوتے ہیں کس اوجِ نشیں کے سرورؐ
آنکھیں کہتی تھیں کہ دو اور بھی تیار ہیں گھر
آج سے تو بھی ہوئی خاکِ حرم کی ہم سر

صَلِّ یاربِّ عَلٰی خیرِ نبیِّ و رسولِّ

صَلِّ یاربِّ عَلٰی افضلِ ہر جن و بشر

حالی پانی پتی، خواجہ الطاف حسین

المتوفی ۱۳۳۳ھ
۱۹۱۴ء

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لاسنے والا
مُصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوی
یتیموں کا والی غلاموں کا مولی
خطا کار سے درگزر کرنے والا بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفسد کو زیر و زیر کرنے والا قبائل کا شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حراسے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
میں خام کو جس نے گندن بنایا کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب، جس پہ قرونوں سے تھا جہل چھایا پلٹ دی بس اک آن میں اُس کی کایا
رہا ڈرنہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رُخ ہوا کا
سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا حقیقت کا گر، ان کو اک اک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بتایا بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر

سکھائی اُنھیں نوعِ انساں پہ شققت کہا، ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت شب و روز پہنچاتے ہیں ان کو راحت

وہ، جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں

وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں

دیئے پھر دل اُن کے مکر و ریا سے بھرا ان کے سینے کو صدق و صفا سے
بچایا اُنھیں کذب سے افترا سے کیا سرخرو، خلق سے اور خدا سے

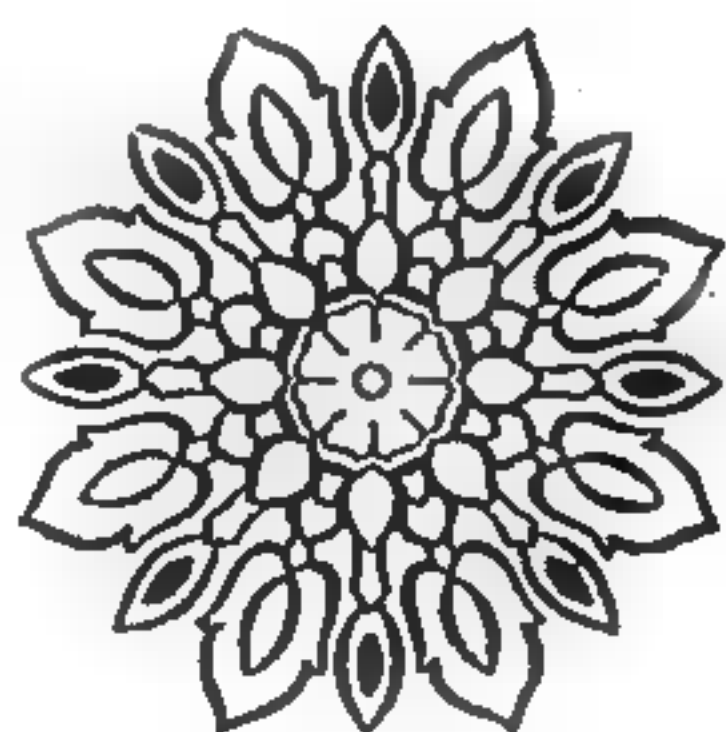
رہا قولِ حق میں نہ کچھ باک ان کو

بس اک شوب میں کر دیا پاک ان کو

جب اُمت کو سب مل چکی حق کی نعمت ادا کر چکی فريض اپنا، رسالت
رہی حق پر باقی نہ بندوں کی حجت نبیؐ نے کیا خلق سے قصدِ رحلت

تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی

کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی



وفا را پیوری، مولوی حکیم عبدالہادی خاں

المتوفی ۱۳۳۲ھ
۱۹۱۵ء

وہ شہنشاہِ رسل، ختمِ رسل، فخرِ رسل
فضل میں کعبہ دل، فیض میں بارانِ عطا
آپ نقاشِ حقیقت نے اُسے چوم لیا
قدِ رعنا نہیں گویا الف الحمد کا ہے
جنبش لب ہے کہ ہے موجِ آبِ حیواں
اس طرح ہے لبِ نازک میں تبسمِ پنہاں
انبیا بیٹھیں ترے آگے دوزانو ہو کر
تیری خوشنودی خاطر ہے رضامندی حق
تختِ خلد بریں تری گلی کا رستہ
تری تعریف بہارِ چمن عیش و نشاط
خود بخود غنچہ دل ہنسنے لگا، کھلنے لگا
ہاں یہ سچ ہے کہ ترا وصف ہمارا مقصود
عرض کر حضرت اقدس میں بصدِ عجز و نیاز

دونوں عالم کا شرف، دونوں جہاں کی عزت
لطف میں بحرِ کرم، جود میں ابرِ رحمت
روحِ محفوظ پہ کھینچی جو وہ زیبا صورت
نجمِ ابرو نہیں قرآن کی ہے اک آیت
خندہ لب ہے کہ ہے خندہ صبحِ عشرت
جیسے آغوش میں غنچہ کی چھپی ہو نکہت
محفلِ قدس تری ذات سے والا رتبہ
اور رضامندی حق تیری کتابِ سنت
زمینتِ بہشتِ فلک اک ترے گھر کی نینت
روح کو اس سے طراوتِ دلوں کو زہبت
سانس چلتی ہے کہ چلتی ہے نسیمِ جنت
ہاں یہ حق ہے کہ تری نعتِ اقصیٰ غایت
اک یہی شعر کہ اس شعر میں ہے کیفیت

مجھ پہ ہوتا سیرا کرم، تجھ پہ دو عالم کا درود
مجھ پہ ہوتیری نظر، تجھ پہ خدا کی رحمت



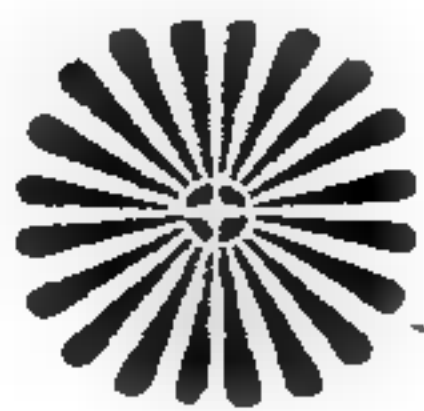
آسی غازی پوری، مولینا محمد عبد العظیم رشیدی

المتوفی ۱۳۳۵ھ
۱۹۱۶ء

دل شیدا ہے بیمارِ محمدؐ
جو داغِ دل ہے چشمِ آرزو ہے
عزیزِ مصرِ دل کہتے ہیں اس کو
اگر مردہ سے زندہ ہو دم میں
بچھا جاتا ہے دل قدموں کے نیچے
سدا جس کو بہارِ بے خزاں ہے
دم نزع آئے جاں آنکھوں میں جس دم
گھٹے کب تک تپِ فرقتِ یارب
مدینہ ہو مرا مدفنِ الہی
خریدارانِ یوسف کا ہے دل سرد
محمدؐ ہیں خدا کے عاشق زار
پھر آئے دم میں عرشِ کبریا سے

سیرِ زلفِ خمدارِ محمدؐ
غضب ہے شوقِ دیدارِ محمدؐ
ہے یوسف بھی خریدارِ محمدؐ
دمِ عیسیٰ ہے گفتارِ محمدؐ
یہ ہے اندازِ رفتارِ محمدؐ
وہ ہیں گلہائے رخسارِ محمدؐ
خدا دکھلائے دیدارِ محمدؐ
علیلِ چشمِ بیمارِ محمدؐ
بسوں میں زیرِ دیوارِ محمدؐ
یہ ہے گرمیِ بازارِ محمدؐ
خدا ہے عاشقِ زارِ محمدؐ
یہ ہے اعجازِ رفتارِ محمدؐ

نہیں اپنے گناہوں کا مجھے غم
میں آسی ہوں گنہگارِ محمدؐ



مولینا اسماعیل میرٹھی

المتوفی ۱۳۳۶ھ
۱۹۱۴ء

خلیلِ حق کی تھی جو اشارت
ظہورِ احمدؑ سے تھی عبارت
کہ اب گری کھنر کی عمارت
مٹے گی رُوما کی اب شرارت
خزانہ ہر قل کا ہو گا غارت
ہے باغِ اسلام کو نصارت
صلوٰۃ اس پر، سلام اس پر
اور اس کے اصحابِ باوفا پر،
وہ فخرِ آدم، امانِ عالم!
محیطِ اعظم زغیبِ ملہم
عرب کے اندر وہی معظّم
لگا کے آدمؑ سے تباہِ این دم
وجود اس کا مگر مُفترّم
کیا مدینے کو سبز و خرم

اور ابنِ مریم کی جو بشارت
سمجھ گئے صاحبِ بصارت
گھٹے گی فارس کی اب حرارت
لٹے گی اب مصر کی امارت
بڑھے گا تقویٰ بھی اور طہارت
نیا ہے سلطاں، نئی وزارت
اور اس کی سب آلِ باصفا پر
اور اس کے احبابِ اتقیا پر
امینِ محکم، رسولِ اکرم
بہ وحیِ محترم، شہِ مُسلم
عجبم کے اندر وہی مُکرم
ظہور اس کا ہے بعدِ آدم
وہ نورِ حق تھا ولے مجسم
دُرودِ محمود بھیج پیہم

صلوٰۃ اُس پر، سلام اُس پر
اور اُس کی سب آلِ باصفا پر
اور اُس کے اصحابِ باوفا پر
اور اُس کے احبابِ اتقیا پر

قیصر وارثی، سید عبدالغنی

المتوفی ۱۳۳۶ھ
۱۹۱۸ء

پیامِ عجز پئے تاجدار لیتا جا
یہ چند اشک بھی ابر بہار لیتا جا
غبارِ راہِ مدینہ ہوں میں خدا کے لئے
صبا کے دوش پہ ابر بہار لیتا جا
ہزار طور کے جلوے ہیں راہِ طیبہ میں
نثار کرنے کو ہوش و ستار لیتا جا
درِ کریم پہ اب تجھ کو سر جھکانا ہے
جبینِ شوق میں سجدے ہزار لیتا جا
نثار کرنے کو ہر خارِ دشتِ طیبہ پر
تو کر کے دامنِ دل تار تار لیتا جا
قسمِ خدا کی ارے عازمِ دیارِ نبیؐ
مرا سلامِ عقیدت شعار لیتا جا
لگا کے شمعِ جمالِ نبیؐ سے کو قیصر
تو اپنی زسیت کو پروانہ وار لیتا جا

رضا بریلوی، مولینا احمد رضا خاں

المتوفی سنہ ۱۳۴۰ھ
۱۹۲۱ء

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرِ تیرا
فیض ہے یاشہ تسنیم نرالا تیرا
اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
فرش والے تری شوکت کا غلو کیا جانیں
آسماں خوان وز میں خوان و زمانہ مہاں
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
چورِ حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازہ ہوں جانیں سیرا
دلِ عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
ایک میں کیا، مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر یہ نہ ڈال
خوار و بیمار و خطاوار و گنہگار ہوں میں
تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
دور کیا جانے بدکار یہ کیسی گزرے
تیرے صدقے، مجھے اک بوند بہت ہے تیری

نہیں ستا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا
اصفیا جاتے ہیں مر سے وہ ہے رستا تیرا
خسروا، عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا، تیرا
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
سچے سورج! وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھڑسا تیرا
مجھ سے سولا کھ کو کافی ہے اشارا تیرا
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقا تیرا
رافع و دافع و شافع، لقب آفتا تیرا
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا
تیرے ہی در پہ مرے، بیکس و تنہا تیرا
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے، اور لاڈلا بیٹا تیرا

شاد عظیم آبادی ، سید محمد علی

المتوفی ۱۳۴۵ھ
۱۹۲۴ء

دیباچہ سخن ہے شہر انبیاء کی مدح
محبوب ہے دلوں کو حبیب خدا کی مدح
طغرائے لوح عشق ہے خیر الورا کی مدح
اسلام کا نشان ہے اس پیشوا کی مدح

نعت رسول حق ہے ہماری مرشت میں
امت پہ اُس کا راز کھلے گا بہشت میں

اے اوّل ربیع اس آمد پر میں نثار
اس کبریا کی دولت سرمد پہ میں نثار
الطاف و فیض و رحمت بجد پہ میں نثار
دی نعمت بہشت محمد پہ میں نثار

دوزخ کا اب نہ خوف نہ دھڑکے عذاب کے
توحید خود بتائے گی رستے ثواب کے

لکھتا ہوں وصف زلف شہنشاہ کائنات
خامہ جو مشک کا ہو تو نافہ کی ہو دوات
حقاکہ اس کے آگے شب قدر بھی ہے مات
شاید کہ پھیل کر یہی معراج کی تھی رات

قدرت عیاں ہر اک گرہ بے بدل سے ہے
رشتہ اسی کے سایہ کو شام ازل سے ہے

سرورِ جنان بھی ہے اسی قامت سے منفعل
 قمری جو ہے خموش تو شمشادِ پابہ گل
 قامت سے ساقِ عرش بریں کیوں نہ ہو نخل
 اعلا تو اس قدر ہے جو دیکھو تو معتدل

اس قد کے جاں نثار عبادت پسند ہیں
 قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے نعرے بلند ہیں

جاتے ہیں سوئے عرش بریں خاتمِ رسل
 لٹتے ہیں راستہ میں ستاروں کے آج گل
 حاضر ہیں انبیائے سلف آستانِ پہ گل
 ہے قدسیوں میں صَلَّ عَلَى الْمُصْطَفَى کا غل

جہتِ تابِ رُخ سوئے درِ دولت کئے ہوئے
 استادہ کس ادب سے ہے مشعل لئے ہوئے

ہر دم فلک پکار رہا ہے زہے شرف
 روحانیت نے آپ جمائی ہے آکے صف
 خود کہکشاں نے راہ بنادی ہے اک طرف
 زہرہ لئے کھڑی ہے بجانے کو چنگ و دف

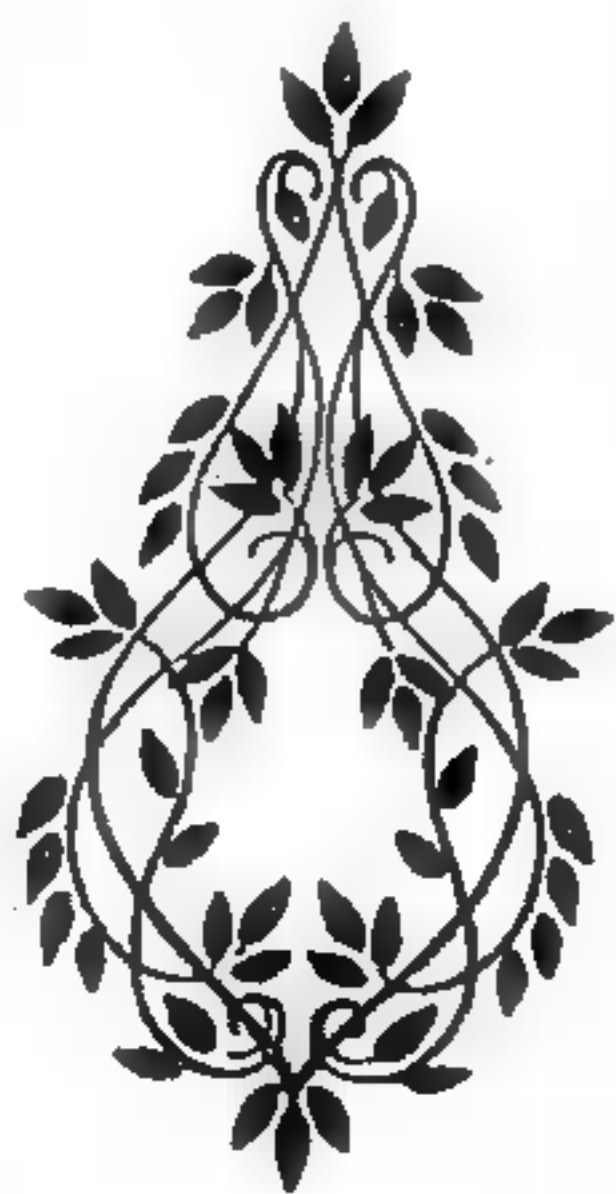
رکھا ہے زینِ روح امیں نے براق پر
 جایتیں گے آپ گنبدِ نبلی رواق پر

بے واسطہ غرض تھا وہاں وحی کا نزول
 ایسا کہاں ہوا ہے مقرب کوئی رسول
 اس شب فضیلتیں جو ہوئیں آپ کو حصول
 لکھوں جو مختصر بھی تو ہوا انتہا کا طول

ہو آئے اتنی دیر میں طے کر کے عرش کو
 گرمی بدن کی باقی تھی دیکھا جو فرش کو

مولینا گرامی جالندھری شیخ غلام قادر
المتوفی سید ۱۳۴۵ھ
۱۹۲۷ء

کوثر چکد از لیم بہ این تشنہ لبی
خاور دمد از شیم بہ این تیرہ شبی
اے دوست ادب کہ در حریم دل ما است
شاہنشاہ کونین رسول عربیؐ



ممتاز جہاں گنگوہی

المتوفی سن ۱۳۴۵ھ
۱۹۲۷ء

کوئی ایسی سکھی چا تر نہ ملی موہے پی کے دوارے بٹھا دیتی
میں تو راہِ مدینہ بھی دیکھی نہیں موری بییاں پکڑ کے بتا دیتی
مورے من میں ہے اب تو جو گنیاں بنوں اور مل کے بھٹو مدینے چلوں
سکھی ہند کی نگری میں کاہے رہوں نہیں پیت تو چین ذرا دیتی
پیاسات سمندر پار بسو مورے پگ میں نہ چلنے کا زور رہا
نہیں جاتی مدینہ بھی کوئی ہوا، موہے ملک عرب میں اڑا دیتی
میں تو سونی سحر یا پہ تڑپت ہوں پیادیں عرب میں برا جتھے
کبھی دیتے جو سپنے میں درس دکھا وہیں چرنوں میں سیس نوادیتی
واکے دوارے پہ جاتی ہیں سکھیاں سبھی موری ارج کسی نہ اتنی کہی
کبھی اپنی جو گنیا کو لیتے بلا وہ بھی روجے پہ جان گنوا دیتی
توری پیت کی دکھیا تو میں ہی نہیں پڑا رہا ہے، بحر میں وہ بھی نہی
مجھے در پہ بلاتے جو شاہِ عرب محتاج کا دکھڑا سنا دیتی
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
يَا رَبِّ صَلِّ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ



عزیز صفی پوری، مولینا عزیز اللہ

المتوفی ۱۳۷۵ھ
۱۹۲۷ء

اے خوشا آندم کہ گردم مست بویت یارِ سول^۱
میروم از خویش وی آیم بہ سویت یارِ سول^۲

در کنار قطره حیرانم چہاں گنجد محیط
کرد چوں جادو دل من آرزو بیت یارِ سول^۳

کیستی کز ذرہ تا انجم ہمہ محور تواند
ہر کرا چشمے بود باشد بہ سویت یارِ سول^۴

بسکہ مشتاقِ حدیثِ دل فریت بودہ ام
بشنوم از پردہٗ دل گفتگویت یارِ سول^۵

ہر زمان بختم نویدِ سرمدِ بینش دہد
می پرد چشم بشوق خاکِ کویت یارِ سول^۶

جذبہٗ کن از وفورِ لطف درکارِ عزیز
تارود از خود براہِ جستجویت یا رسول^۷

احقر بہاری، حاجی بشارت حسین

المتوفی سید ۱۳۴۱ھ
۱۹۳۰ء

کیا خوف مجھ کو حشر میں نارِ سعیر کا
حالِ کرم سنا ہے شہِ قلعہ گیر کا
حضرت نکال لائیں گے دوزخ سے عاصیو
اے بادشاہ ہم کو مدینہ بلائیے
سمجھوں اُسے میں نعمت دنیا و دیں سے بیش
مقتل میں بسملوں کی صدا میں ہیں دلخراش
ہیں شاد اک امید پہ سارے گتہ گار
محروم جانور بھی نہیں تیرے عدل سے
کیونکر ڈریں نہ تجھ سے عدو، شاد دوست ہوں
دوزخ یہ نام سن کے ترس رہ گئی
صدیق رضی کے عقب میں پڑھی آپ نے نماز
اللہ رے تاریوں کا جہنم کو اشتیاق
آپ دہن نے کس کے بڑھائی یہ آبرو
ہے شانِ اہل بیت عیاں ہل آئی سے صفا
یہ منزلت خدا نے تجھے دی ہے اے صنم

مداح ہوں حبیبِ خدا تے قدیر کا
مشکل ہے اب تو لوٹ کے جانا فقیر کا
پکڑے گا کون ہاتھ مرے دستگیر کا
رد کیجئے سوال نہ اپنے فقیر کا
ٹکڑا ملے جو آپ کے نانِ شعیر کا
ایک غل ہے رَبَّنَا وَرَالَيْكَ الْمَصِيرُ کا
تکیہ حضور ہی پہ ہے برنا و پیر کا
مشہور ہے جہان میں قصۂ سعیر کا
پایا خطاب تو نے بشیر و نذیر کا
دھوکا ہمیں ہوا گرۂ زہریر کا
رتبہ بڑھایا آپ نے اپنے وزیر کا
بڑھتا ہے دیکھ دیکھ کے شعلہ سعیر کا
شیریں ہوا جو آبِ مدینہ کے پیر کا
مداح خود خدا ہے جنابِ امیر کا
کیونکر نہ لب پہ شکر ہو رتِ قدیر کا

احقر: ابولہب کا بُرا حال کیوں نہ ہو
انجام کب بخیر ہوا ہے شریر کا

اکبر میرٹھی، خواجہ محمد اکبر خاں

المتوفی ۱۳۴۸ھ
۱۹۳۰ء

پوری یارب یہ دعا کر	ہم در مولیٰ پہ جا کر
یا نبی سلام علیک	یا حبیب سلام علیک
صلوات اللہ علیک	صلوات اللہ علیک
ہے یہ حسرت در پہ جائیں	اشک کے دریا بہائیں
یا نبی سلام علیک	یا حبیب سلام علیک
صلوات اللہ علیک	صلوات اللہ علیک
رحمتوں کے تاج والے	دو جہاں کے راج والے
یا نبی سلام علیک	یا حبیب سلام علیک
صلوات اللہ علیک	صلوات اللہ علیک
جان کر کافی سہارا	لے لیا ہے در تمھارا
یا نبی سلام علیک	یا حبیب سلام علیک
صلوات اللہ علیک	صلوات اللہ علیک
بخش دو جو چیز چاہو	کیونکہ محبوب خدا ہو
یا نبی سلام علیک	یا حبیب سلام علیک
صلوات اللہ علیک	صلوات اللہ علیک

پہلے نعتیں کچھ سنا کر
یہ پڑھیں سر کو جھکا کر
یا رسول سلام علیک
صلوات اللہ علیک
داغ سینے کے دکھائیں
سامنے ہو کر سنائیں
یا رسول سلام علیک
صلوات اللہ علیک
عرش کے معراج والے
عاصیوں کی لاج والے
یا رسول سلام علیک
صلوات اللہ علیک
خلق کے وارث خدرا
لو سلام اب تو ہمارا
یا رسول سلام علیک
صلوات اللہ علیک
اب تو باب جود واہو
ہاں جواب اس کا عطا ہو
یا رسول سلام علیک
صلوات اللہ علیک

جوہر رامپوری، مولینا محمد علی

المتوفی ۱۳۴۹ھ
۱۹۳۱ء

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں اُن سے خلوت میں ملاقاتیں

ہر لحظہ تشفی ہے ہر آن تلی ہے
ہر وقت ہے دل جوئی ہر دم ہیں مداراتیں

کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چہرچہ، ہر روز یہی باتیں

معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں

بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بولا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں



حکیم فیروز الدین طغرانی امرتسری
المتوفی ۱۳۲۹ھ
۱۹۳۱ء

نوا زن ہوں ازل سے گلشن فیضانِ سرمد کا
ترنم ریز ہوں گلبنگِ اوصافِ محمدؐ کا

ہوا جبریل کا مہبط، بنا الہام کا مورد
ضمیر پر صفا، آئینہ تھا اسرارِ سرمد کا

دلیل کاروانِ شوق آوازِ دراتیری
ترا نقشِ قدم خضرِ طریقت راہِ مقصد کا

تری مدح و ثنا میں خود کلام اللہ ناطق ہے
بشر کو حوصلہ کیا ہو تیرے اوصافِ بے حد کا

ترے مکتب میں اے اُمّی ہزاروں فلسفی آئے
سبق لیتا رہا ہر اک تری تلقینِ احب کا

بشارت دی مسیحانے کلیم اللہ نے تیری
ہوا آمد سے پہلے شور تیری آمد آمد کا

تری طلعت سے چکی آفتابِ علم کی طلعت
دل پُر نور تھا فانوسِ شمعِ بزمِ سرمد کا

اثر عظیم آبادی، سید امداد امام

المتوفی سنہ ۱۳۵۳ھ
۱۹۳۷ء

سرور کون و مکان شاہ سلام علیک
قاسم نار و جنان شاہ سلام علیک
شافح روز جزا ہادی ہر دوسرا
چارہ بے چارگان شاہ سلام علیک
واقف امرار غیب دافع ہر شبہ و ریب
عالم راز نہاں شاہ سلام علیک
دافع داغِ اَلْم داروئے ہر درد و غم
امرہم خستہ دلاں شاہ سلام علیک
مقصد و مقصود ما شاہد و مشہود ما
نام تو وردِ زباں شاہ سلام علیک
ذات تو در ہر زمان بود چون گنج نہاں
از تو قدم را نشان شاہ سلام علیک
منظر ذاتِ خدا جلوہ دہ انبیاء
فخر شبہ مرسلان شاہ سلام علیک
خالق کون و مکان کرد ثنایت بیان
چوں نہ شوم مدح خواں شاہ سلام علیک
بخش ز عشقِ خدا این اثرِ مُردہ را
زندگی جاوداں شاہ سلام علیک

ریاض خیر آبادی، سید ریاض احمد

المتوفی ۱۳۵۲ھ
۱۹۳۵ء

نام کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہو جائے
کعبہ دل مرے اللہ مدینہ ہو جائے
وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ بجلی چمکے
دامن طور ذرا آج یہ سینہ ہو جائے
تو جو چاہے ارے او مجھ کو بچانے والے
موج طوفانِ بلا اٹھ کے سفینہ ہو جائے
ظلمتِ کفر سے بڑھ کے ہے سیاہی دل کی
دُور کیونکر دلِ اغیار سے کینہ ہو جائے
آنکھ میں برقِ سرطور ہو گنبد کا کلس
شرف اندوزِ زیارت یہ کینہ ہو جائے
دل رہے ہاتھ میں تیرے مرے پہلو کے عوض
چاہتا ہوں مری خاتم کا نگینہ ہو جائے
اس کی تقدیر جو پامال ہو تیرے در پر
اس کی تقدیر کہ جو خاکِ مدینہ ہو جائے
دفن ہوں ساتھ تیرے مرے گہر ہائے سخن
خاک میں مل کے نمایاں یہ دفینہ ہو جائے
جان کی طرح تمنا ہے یہی دل میں ریاض
مروں کعبہ میں تو منہ سوتے مدینہ ہو جائے

عزیز لکھنوی، میرزا محمد ہادی

المتوفی ۱۳۵۲ھ
۱۹۳۵ء

بزمِ توحید سے تبلیغ کا نامہ آیا
کوئی پہنے ہوئے قرآن کا جامہ آیا

جس نے اسلام کے پیچیدہ مطالب کھولے
سر پہ باندھے وہ فضیلت کا عمامہ آیا

چشم و مژگاں سے لکھے اس نے ہزاروں دفتر
جس کے مکتب میں روات آتی نہ خامہ آیا

شورِ تکبیر سے صحرائے عرب کانپ اٹھا
اس جلالت سے سُوئے اہلِ تہامہ آیا

کیکپی جسم میں دل منزلِ اجلالِ خدا
لے کے یوں کوہِ حسرت سے کوئی نامہ آیا

شبِ ہجرت کی طرح دوش پہ بکھرائے ہوئے
سنبلِ غالبہ مو مشکِ شمامہ آیا

اصغر گوندوی، اصغر حسین

المتوفی ۱۳۵۵ھ
۱۹۳۶ء

دل نثارِ مصطفیٰؐ جاں پائمالِ مصطفیٰؐ
یہ اویسِ مصطفیٰؐ ہے وہ بلالِ مصطفیٰؐ
دونوں عالم تھے مرے حرفِ دعائیں غرق و محو
میں خدا سے کر رہا تھا جب سوالِ مصطفیٰؐ
سب سمجھتے ہیں اسے شمعِ شبستانِ حرا
نور ہے کونین کا لیکن جمالِ مصطفیٰؐ
عالم ناسوت میں اور عالم لاہوت میں
کوندتی ہے ہر طرف برق جمالِ مصطفیٰؐ
عظمتِ تنزیہ و یکبھی، شوکتِ تشبیہ بھی
ایک حالِ مصطفیٰؐ ہے ایک قالِ مصطفیٰؐ
دیکھتے کیا حال کر ڈالے شبِ یلدائے غم
ہاں نظر آئے ذرا صبح جمالِ مصطفیٰؐ
ذرّہ ذرّہ عالم ہستی کا روشن ہو گیا،
اللہ اللہ! شوکت و شانِ جمالِ مصطفیٰؐ



اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹی

المتوفی ۱۳۵۷ھ
۱۹۳۸ء

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردہ میسم کو اٹھا کر
■ بزمِ یثرب میں آکے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دل نہ پہلا

تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خوشامدوں سے منامنا کر

شہیدِ عشقِ نبیؐ کے مرنے میں بانگین بھی ہیں سو طرح کے

اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کے

ترے ثنا گو عروسِ رحمت سے چھڑ کرتے ہیں روزِ محشر

کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے اپنے دکھا دکھا کر

بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم یگستانِ عرب کی بو ہے

مگر نہ اب ہاتھ لا ادھر کو وہیں سے لائی ہے تو اڑا کر

شہیدِ عشقِ نبیؐ ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی

اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغِ خورشید سے جلا کر

جسے محبت کا درد کہتے ہیں مایہِ زندگی ہے مجھ کو

یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے اس کو دل میں چھپا چھپا کر

اڑا کے لائی ہے اے صبا تو جو بوئے زلفِ معنبریں کو

ہمیں سے اچھی نہیں یہ باتیں خدا کی رہ میں بھی کچھ دیا کر

خیالِ راہِ عدم سے اقبال تیرے در پر ہوا ہے حاضر

بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلہ مری نعت کا عطا کر

آسی لکھنوی، عبدالباری (الدنی)

المتوفی ۱۳۵۹ھ
۱۹۳۹ء

وہی ہیں طاہر وہی مطہر وہی ہیں شافع وہی پیڑ وہ سب افضل وہ سب بالا وہ سب کے بہرہ سب کے تر

تحتیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
شیفیع سب کے ادیب سب کے انیس سب کے خلیل سب کے رفیق سب کے حبیب سب کے رئیس سب کے کفیل سب کے

تحتیت اُن پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
مہ منور ہیں وہ عرب کے نہ ابر ان پر نہ کوئی ہالا جہاں کے حق میں سب طرح کے بے لطف برتر بہ خلق اُعلا

تحتیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
حکیم اُمت رحیم صورت کریم سیرت عظیم ہدیت شریف طینت قسیم جنت دلیل ملت رفیع رفعت

تحتیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
شہیر عالم بہ خوش کلانی عرب کے والی عجم کے حامی جہاں کے مولا جہاں میں نامی بہ دل مکرم بہ جاگرافی

تحتیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
ملانہ اب یہ ملے گا درجہ ہوا ہے ایسا نہ کوئی ہوگا اسی سے ظاہر ہے اُن کا رتبہ کہ خود ثنا گو ہے حق تعالیٰ

تحتیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
وہ ساتھ شمع ہدی جولائے توبت ہو خیر ہر جہکائے چراغ ملت کے یوں جلائے کہ ذرے دنیا کے جگمگائے

تحتیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
کہاں تک آسی یہ ہرزہ کوشی کہاں تک آخر یہ سخت جوشی کہاں تک اتنی سخن فروشی یہ کہہ کے ہو مائل خموشی

تحتیت اُن پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

احسن مارہروی، علی احسن

المتوفی سید ۱۳۵۹ھ
۱۹۴۰ء

ہر اک ذرہ چمک اٹھا ہے مہتابِ ضیا بن کر
فضا کو جگمگایا آپ نے شمس الضحیٰ بن کر

مرے سرکار آئے دردِ عصیاں کی دوا بن کر
سکونِ قلبِ مضطرب، غمِ زدوں کا آسرا بن کر
نبی ہیں اور جتنے اخترِ برج رسالت ہیں
مرے سرکار آئے ہیں مگر شمس الضحیٰ بن کر

خدا شاہد بڑی مشکل میں تھے اللہ کے بندے
کہ وہ تشریف لائے دفعتاً مشکل کشا بن کر

پریشانِ حوادث دیکھ کر بحرِ حوادث میں
پئے تسکین انھیں کی یاد آئی نا خدا بن کر

خلیل اللہ ہے کوئی کلیم اللہ ہے کوئی
مگر آقا مرے آئے ہیں محبوبِ خدا بن کر

تمہیں نے زندگی نو عطا فرمائی ہے آقا
کہ آئے مُردہ دل کے واسطے آپ بقا بن کر

مجھی پر منحصر کیا ہے شہنشاہِ زمانہ بھی

انھیں کے آستانِ پر آرہے ہیں لے نوا بن کر

سمجھ سے مادرِ ہستی کو احسن کوئی کیا سمجھے

کہ دنیا میں مرے سرکار آئے جانے کیا بن کر

آغا شاعر قزلباش دہلوی، مظفر بیگ

المتوفی سنہ ۱۳۵۹ھ
۱۹۴۰ء

ارادہ جب کروں اے ہم نشین مدحِ پیمبر کا
قلم لے آؤں پہلے عرش سے جبریلؑ کے پر کا

معطر ہے دو عالم یا محمدؐ کیسی خوشبو ہے
کھلا ہے کیا کوئی حلقہ تری زلفِ معنبر کا

تسلی رہتی تھی عاشق کو اس کے پاس رہنے سے
اسی باعث سے سایہ اڑ گیا جسمِ پیمبر کا

محمدؐ کہتے کہتے دم نکل جائے عشق میں
جبھی تو کام نکلے گا قضا سے زندگی بھر کا

کہیں ایسا نہ ہو شاعر کو اپنے بھول ہی جاؤ
مرے مولا ! ذرا تم دھیان رکھنا روزِ محشر کا



کیفِ ٹونکی، حافظ محمد عالمگیر خان

المتوفی سید ۱۳۵۹ھ
۱۹۴۰ء

درِ نبیؐ پر پڑا رہوں گا، پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قسمت کھلے گی میری کبھی تو میرا سلام ہوگا
مریضِ فرقت جئے گا کیونکر، جیا تو جیتا حرام ہوگا
نہ چین ہوگا برنگِ بسمل تڑپ تڑپ کر تمام ہوگا
خلافِ معشوق کچھ ہوا ہے نہ کوئی عاشق سے کام ہوگا
خدا بھی ہوگا ادھر ہی اے دلِ جدِ صرودِ عالی مقام ہوگا
کئے ہی جاؤں گا عرضِ مطلب ملے گا جب تک نہ دل کا مطلب
نہ شامِ مطلب کی ہوگی ہرگز نہ یہ فسانہ تمام ہوگا
جو دل سے ہے مائلِ پیمر، یہ اس کی پہچان ہے مقرر
کہ ہر دم اس بے نوا کے لب پر درود ہوگا سلام ہوگا
اسی توقع پہ جی رہا ہوں، یہی تمنا جلا رہی ہے
نگاہِ لطف و کرم نہ ہوگی تو مجھ کو جینا حرام ہوگا
یہاں نہ مقصد ملا تو کیا ہے وہاں ملے گا طفیلِ حضرت
ہمارا مطلب ادھر سے ہوگا نہ صبح ہوگا نہ شام ہوگا
ہوئی جو کوثر پہ باریابی تو کیفیتِ میکش کی داغِ یہ ہوگی
بغل میں مینا، نظر میں ساقی، خوشی سے ہاتھوں میں جام ہوگا

اکبر الہ آبادی، سید اکبر حسین

المتوفی سن ۱۳۶۰ھ
۱۹۴۱ء

وجد میں لائے گا یہ مضمون اہل ذوق کو

دھوم تھی روزِ ازل اس سیدِ ذی جاہ کی

جب رُکے آثارِ فطرت کہہ کے حرفِ لا الہ

نورِ احمد سے اُٹھی آوازِ اِلا اللہ کی



دُرفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا

دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو سِجھا کر دیا



خَلق، نواب بہادر یار جنگ

المتوفی ۱۳۶۳ھ
۱۹۴۴ء

اے کہ ترے وجود پر خالق دو جہاں کوناز
اے کہ ترا وجود ہے وجہ وجود کائنات

اے کہ ترا سرنیاز حد کمال بندگی
اے کہ ترا مقام عشق قرب تمام عین ذات

خوگر بندگی جو تھے تیرے طفیل میں ہوئے
مالک مصر و کاشغور ارثِ دجلہ و فرات

ترے بیاں سے کھل گئیں، ترے عمل سے حل ہوئیں
منطقیوں کی الجھتیں، فلسفیوں کی مشکلات

مدحتِ شاہِ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح
تنگ میرے تصورات پست میرے تخیلات



مولینا شفق عمار پوری، سید حسن مرتضیٰ

المتوفی ۱۳۶۳ھ
۱۹۴۳ء

فیض دم مسیح کی دہریں کیا ہوا چلی
زرگس خفتہ جاگ اٹھی کھلنے لگی کلی کلی

پھولوں کے عطر سے لسی صحن چمن کی ہر روش
سنبل مشک بو سے ہے چین و ختن گلی گلی

غنجے کا پٹکا کھل گیا، گل کی قبا مسک گئی
دوڑیں چمن کی نکہتیں ایسی پڑی چلا چلی

غنجہ گل نکل گیا گوشہ اعتکاف سے
بلبل بے ترار کے دل کو ہے کتنی بے کلی

لالہ کا شور لا الہ گونج رہا ہے باغ میں
رقص میں برگ برگ ہے وجد میں ہے کلی کلی

ذکر خفی میں گرم ہے سوسن سبز کی زباں
بلبل باغ کرتی ہے ذکر بہ نغمہ جلی

ابر کہے ہو الغفور زگس تر ہو البصیر
پھول پڑھیں ہو الجلیل سرو کہے ہو العلی

آنکھیں بچھائیں راہ میں بلبل دل فروز نے
کہنے کو خیر مقدم سرور دیں صبا چلی

بیدم شاہ وارثیؒ

المتوفی ۱۳۶۳ھ
۱۹۴۴ء

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھینچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مصحفِ ایمان روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لے کے مراد دل آئیں گے مرجائیں گے مٹ جائیں گے
پہنچیں ہم تا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طوبیٰ کی جانب تگنے والو، آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو
دیکھو قد دل جوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نام اسی کا باب کرم ہے دیکھ یہی محرابِ حرم ہے
دیکھ خمِ ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو مہکی بیدم دل کی دنیا لہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خالد بنگالی، محمود الرب صدیقی

المتوفی ۱۳۶۳ھ
۱۹۴۴ء

خسر و سرمد، تخت نہ مسند، فخر آب و جد، یعنی محمدؐ
نورِ محمد، روحِ معنبر، صلی اللہ علیہ وسلم

گوہر وحدت، آیہ رحمت، کان فتوت بحسب نبوت
عاشق اُمت، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم

جانِ دو عالم، حق کے مکرّم، اپنے رب کی شانِ مُعظّم
لطفِ مجسم، خاصہ داور، صلی اللہ علیہ وسلم

یادِ نبیؐ ہے یمن سے مملو، روزِ شفاعت ثقلِ ترازو
جسم کی خوشبو عطر سے بڑھ کر، صلی اللہ علیہ وسلم

نور سے جن کے طور ہوں سینے بغض ہوں میں اور نہ کینے
جاؤ مدینے گر نہیں باور، صلی اللہ علیہ وسلم

مجدِ شمائل، وصف میں کامل، اقصیٰ جن کی پہلی منزل
سیدِ عادل، فہتر کے داور، صلی اللہ علیہ وسلم

نسیرِ بطحا، انجیمِ طہ، ماہِ دنی اور مہرِ تدلی
زمینتِ کعبہ، رونقِ منبر، صلی اللہ علیہ وسلم



ماہنِ ایمان، طہجارِ عرفاں، سایہ یزداں، رکنِ عزیزاں
حسن کے ارماں، عشق کے دلجو، صلی اللہ علیہ وسلم

ہیبتِ حقہ، نکبتِ باطل، شوکتِ عظمیٰ، قدرتِ کامل
حکمتِ فاضل، حرکتِ ابرو، صلی اللہ علیہ وسلم

جلوۂ عارض، شکلِ احدیں، صبحِ ازل میں، نورِ صمد میں
شامِ ابد میں ظلمتِ گیسو، صلی اللہ علیہ وسلم

جاہِ سکندر، حشمتِ کسری، گردِ سواری اللہ اللہ
عرش پہ تکیہ، فرش پہ قابو، صلی اللہ علیہ وسلم

نقشِ کفِ پا، ماہِ یمن میں خاکِ قدم ہے مشکِ ختن میں
درجِ دہن میں دندانِ لولو، صلی اللہ علیہ وسلم

اہلِ صفا میں ناسوتِ احمد، اہلِ فنا میں ملکوتِ احمد
جبروتِ احمد آگے ہو ہو، صلی اللہ علیہ وسلم

سائل دہلوی، نواب سراج الدین احمد خاں

المتوفی ۱۳۶۲ھ
۱۹۴۵ء

کب تک رہے سینہ میں تمنائے مدینہ
کب تک دل بیتاب کہے ہائے مدینہ

مر جاؤں مدینے میں مدینے میں لحد ہو
لے جاؤں لحد میں، میں تمنائے مدینہ

آ بیٹھو مرے دل میں کہ دل عرش بریں ہے
تم چاہو تو سینہ مرا بن جائے مدینہ

یارب مرے دل میں رہے یثرب کی تمنا
یارب مرے سر میں رہے سودائے مدینہ

اے چشم تصور تجھے اتنا ہی بہت ہے
گھر بیٹھے نظر میں مری آجائے مدینہ

سائل کی تمنا ہے شب و روز الہی
ہر دم مرے دل میں رہے سودائے مدینہ

بسمل جے پوری، انوار الرحمن نبازی

المتوفی سید ۱۳۶۲ھ
۱۹۴۵ء

اے رحمتِ دو عالم^۳ دل میں تجھے بساؤں
آنکھوں میں تجھ کو رکھوں تیرے ہی گیت گاؤں
میں جس کسی کو دیکھوں جس سے نظر ملاؤں
پہچان لوں کہ تو ہے ہر جا تجھی کو پاؤں

اے رحمتِ دو عالم^۲ دل میں تجھے بساؤں

دنیا تمام کیا ہے، تیرا نگار خانہ
تو آپ جلوہ گر ہے، دنیا کا ہے بہانہ
بلبل کی خوش نوائی، مطرب کا ہر ترانہ
پردے سے آرہی ہے ایک صوتِ سرمدانہ

اے رحمتِ دو عالم^۳ دل میں تجھے بساؤں

خلوت برنگِ محفل، محفل برنگِ خلوت
کچھ اعتبارِ عادت، کچھ اعتبارِ فطرت
آنکھیں اسیرِ جلوہ، جلوہ اسیرِ صورت
ہیں صورت اور جلوہ دونوں اسیرِ الفت

اے رحمتِ دو عالم^۳ دل میں تجھے بساؤں

کون و مکاں بھی تیرے، تیرا ہی لامکاں بھی
رنگیں تجلیاں بھی، نمکین شوخیاں بھی
آباد تیرے دم سے صحرا بھی بوستان بھی
بسمل کا دیدہ و دل اور جانِ ناتواں بھی

اے رحمتِ دو عالم^۳ دل میں تجھے بساؤں

سہیل اعظم گڑھی، اقبال احمد خاں

المتوفی ۱۳۶۵ھ
۱۹۴۶ء

احمد مرسل، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	منظر اول، مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
جسم مرئی، روح مصور، قلب مجلی، نور مقطر	حسن سراپا، خیر مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
طینت جس کی سبک مٹھہر بہشت جس کی سبک موخر	خلقت جس کی سبک یہ مقدم صلی اللہ علیہ وسلم
فرد جماعت امر و اطاعت کسب و قناعت غفو و شجاعت	حل کئے جو اسرار تھے مبہم صلی اللہ علیہ وسلم
ربط و تضادم، طوع و تحکم، فقر و تنعم، عدل و رحم	سب کے حدود بتائے باہم صلی اللہ علیہ وسلم
دلق میں جس نے سلطانی کی جنگ میں جس نے جہاں بانی کی	زہد و سیاست کر دیئے تو اُم صلی اللہ علیہ وسلم
وہ مصداق دُئی فتدائی جس کی منزل عرش معلیٰ	نکتہ ما اوحی، کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم
جتنے فضائل جتنے محاسن ممکن ہیں ہو سکتے ہیں ممکن	حق نے کئے سب ان میں فراہم صلی اللہ علیہ وسلم
علم لدنی شانِ رحیمی خلق خلیلی شانِ کریمی	زہدِ مسیحا، عفتِ مریم صلی اللہ علیہ وسلم
بندہ اور خدا سے واصل خاکی اور انوار کا حال	انی اور اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم
جس کی ہر اول فوج سلیمان جس کے منادی موسیٰ عمران	جس کے مبشر عیسیٰ مریم صلی اللہ علیہ وسلم
برخِ فارس، قدس کے رہاں، کشورِ بابل وادی کنعاں	سب کی زباں پر مژدہ مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

کفر کی ظلمت جس نے مٹائی دین کی دولت جس نے لٹائی
 باغ جہاں کا حارس نامی جس نے مٹائی رسم غلامی
 بزم مل تھی نظم سے خالی بکھرے ہوئے تھے حق کے لالی
 بچھڑے ہوؤں کو گلے سے ملایا، نسل و طن کا فرق مٹایا
 دہم کی ہرزخیر کو توڑا، رشتہ ایک خدا سے جوڑا
 حفظ مراتب پاس اخوت، سعی توکل، رفق و قنوت
 الفتِ قربی، قطع علاق، حبِ طن اور حبِ خلافت
 جس پہ تصدق وحی الہی کنکریاں دین جس کی گوہی
 ارض و سما میں آیہ رحمت روز جزا میں سایہ رحمت
 آئینہ الطاف الہی، رحمت جس کی متناہی
 راہ میں کانٹے جس نے بچھائے، گالی دی پتھر برسائے
 سم کے عوض دارِ رئے شفا دی، طعن سے اور نیک دُعا دی
 اسوۂ اجل دینِ مثل، نطق مدلل، وحی منزل
 قبلہ نمائے سجدہ گزاراں، شعلہ سینا، جلوۂ قاراں

لہرایا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم
 پھر سے سنوارا گلشن آدم صلی اللہ علیہ وسلم
 اس نے کئے سب آکے منظم صلی اللہ علیہ وسلم
 رہ نہ گیا کچھ تفرقہ باہم صلی اللہ علیہ وسلم
 شرک کی محفل کر دی برہم صلی اللہ علیہ وسلم
 تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ مِنْ مِّنْضَمٍ صلی اللہ علیہ وسلم
 کر دیئے سب توحید میں مدغم صلی اللہ علیہ وسلم
 جس کا تفوق سب پہ مسلم صلی اللہ علیہ وسلم
 جس کی دعوت اسلم تسلیم صلی اللہ علیہ وسلم
 جس کی ہدایت ارحم ترحم صلی اللہ علیہ وسلم
 اس پر چھڑکی پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم
 زخم ہے اور بخشا مرہم صلی اللہ علیہ وسلم
 شرح معادل سلم مسلم صلی اللہ علیہ وسلم
 صبح بہاراں جس کا مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

سیدِ بطحی، مخبر صادق، عروۂ وثقی، مصحف ناطق
 برزخ کبریٰ آیہ محکم صلی اللہ علیہ وسلم

جلیل مانکیوری، جلیل حسن

المتوفی ۱۳۶۵ھ
۱۹۴۶ء

الہی عشق دے اس کا مدینہ کا جو سلطان ہے
محمدؐ قبلہ ہر دو جہاں ہے کعبہ جاں ہے
زہے تقدیر امت کی کہ وہ پیارا نبی پایا
حوادث لاکھ ہوں کیا خوف مشتاقانِ شید کو
خیالِ مصطفیٰؐ کو لے کے جاتا ہوں میں محشر میں
عجب تاثیر ہے صَلَّی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی
سواری دیکھ کر شہ کی یہ کہتے تھے فرشتے بھی
مرا منہ کیا ہے جو میں دعویٰ کروں اس کی محبت کا
وہ خاصانِ خدا رتبہ ملا جن کو رسالت کا
زیارت کی تمنا ہے جو تم چاہو تو پوری ہو
بھٹک سکتا نہیں کوئی تمھاری پیروی کر کے
محمدؐ نام ہے تاجِ رسل ہے شاہِ خواباں ہے
انیس لکے کساں ہے چارہ سازِ درمنداں ہے
یتیموں کا جو وارث ہے جو ملجائے غریباں ہے
نبی کا جو فدائی ہے خدا اس کا نگہباں ہے
نہ طاعت کی نہ تقویٰ ہے یہی بخشش کا ساماں ہے
غذائے رُحِ انساں ہے دوائے درد و دریاں ہے
یہی فخرِ دو عالم ہے یہی محبوبِ یزداں ہے
خدا جس کا ثنا خواں ہے خدائی جس پہ قرباں ہے
سب اخوانِ محمدؐ ہیں، محمدؐ فخرِ خواں ہے
مجھے مشکل سے مشکل ہے تمھیں آساں آساں ہے
کہ جو نقشِ قدم ہے وہ چراغِ راہِ ایماں ہے

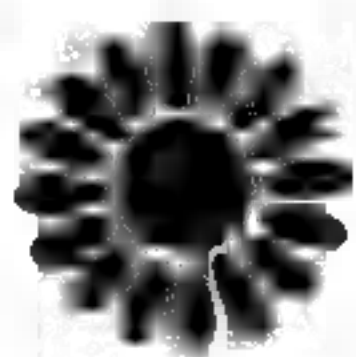
بہ حق احمد و آلِ محمدؐ بخش دے مجھ کو

جلیل خستہ یارب مغفرت کا تجھ سے خواہاں ہے

اختر شیرانی، محمد داؤد خاں ٹونکی

المتوفی ۱۳۶۷ھ
۱۹۴۸ء

کس نے پھر چھپر دیا قصہ لیلائے حجاز
دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز
بھر کے دامن میں غریبوں کی دعائیں لے جا
اے نسیم صحرا اے بادیہ پیمائے حجاز
بزم ہستی میں ہے ہنگامہ محشر برپا
اب تو ہو خواب سے بیدار میچائے حجاز
مے افسرنگ میں باقی نہ رہا کوئی سرور
ہم نے جس دن سے چکھی ہے مے مینائے حجاز
دل دیوانہ دعا مانگ وہ دن پھر آئے
وہی ہم ہوں وہی سجدے وہی صحرائے حجاز
کون سے خواب میں ہے محو تو اے روحِ بلا
گو نج اٹھے پھر تری تکبیر سے دنیائے حجاز
خاکِ یثرب کے ہر اک ذرہ سے آتی ہے صدا
اخترِ خاک نشین ناسیہ فرمائے حجاز



حسرت موہانی، سید فضل الحسن

المتوفی سن ۱۳۷۰ھ
۱۹۵۱ء

پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں
پھر پیش نظر ہو گئیں جنت کی فضا میں

اے قافلے والو! کہیں وہ گنبدِ خضرا
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں

ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقشِ قدم کی
سر پر کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں

نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمائل، یہ عبائیں، یہ قبائیں

کرتے ہیں عزیزانِ مدینہ کی جو خدمت
حسرت انھیں دیتے ہیں وہ سب دل سے دعائیں



آرزو لکھنوی، سید الور حسین

المتوفی سنہ ۱۳۷۰ھ
۱۹۵۱ء

ازل سے نقشِ دل ہے نازِ جانا نہ محمدؐ کا
کیا ہے لوح نے محفوظ افسانہ محمدؐ کا
بنا ہے ہبیطِ جبریل کا شانہ محمدؐ کا
اب افسانہ خدا کا ہے ہر افسانہ محمدؐ کا
ڈرے کیا آتشِ دوزخ سے دیوانہ محمدؐ کا
کہ اُٹھتے شعلے گل کرتا ہے پروانہ محمدؐ کا
ظہورِ حال و مستقبل سے ماضی کو ملا دوں گا ،
مجھے پھر آج دہرانا ہے افسانہ محمدؐ کا
رسائی کب ہے اس تک ہوشِ انسان عقلِ قدسی کی
جو اپنی رو میں بک جاتا ہے دیوانہ محمدؐ کا
دوئی اک داغِ تہمت ، غیرتِ الزام بے معنی
وہ اپنا ہے جسے اپنائے یا رانہ محمدؐ کا
شفاعت کی دعائیں وہ ہوا دیتے ہیں پر اس کے
جہنم کو بچھا سکتا ہے پروانہ محمدؐ کا
یہاں سے تابہ جنت روک ہے کوئی نہ پرش ہے
جہاں چاہے چلا جا بن کے دیوانہ محمدؐ کا
شعاع اس پار شیشے کے ، نظر اس پار شیشے کے
جھلک دیکھی کہ پہنچا اڑ کے پروانہ محمدؐ کا
درودِ اول سخن ہو آرزو پھر شعرِ نعتیہ
زباں دھو ڈال اگر کہنا ہے افسانہ محمدؐ کا

سیماب اکبر آبادی، عاشق حسین صدیقی

المتوفی سنہ ۱۳۷۰ھ
۱۹۵۱ء

اے بہارِ باغِ طیب، گنبدِ سبزِ رسول
جلوۂ فطرت سے ہے لبریز تیرا عرضِ طول
قبتہ فردوس یا گلِ دستہ طوبی ہے تو
کیا مدورِ مصرع برحبتہ طوبی ہے تو

طورِ سینا کی طرح اے سبزۂ کانِ حجاز
دیکھتا ہے دور سے جب تجھ کو نہاں حجاز
جلوہ گاہِ احمدِ محمود بن جاتا ہے تو
انتہائے جادۂ مقصود بن جاتا ہے تو

آہ! اے رنگین تاجِ فرقِ بستانِ رسولؐ
ایک تو ہے حاملِ اسرارِ پہنانِ رسولؐ
پردۂ رنگِ بہارِ زبردِ اماں تجھ سے ہے
چھپ نہ سکتا جو کبھی وہ چاندِ نہاں تجھ سے ہے

گنبدِ خضراءِ تجھے مینارِ کعبہ کی قسم
کیا تعجب ہے کہ آئے جوشِ برابرِ کرم
صاحبِ گنبد کو دنیا کی خبرِ شد دے
جلوۂ بیباکِ تکلیفِ تجلی گاہ دے

تو بھی دیکھے ہم بھی دیکھیں دیدۂ آفاق بھی
مضطرب بھی ہے جہاں بے صبر بھی مشتاق بھی
تیرے قامت پر ہو عالمِ شاخِ نخلِ طور کا
کھول دے کب تک چھپائے گا خزانہ تور کا



سیف ٹونکی، مولوی محمد شریف

المتوفی سنہ ۱۳۷۰ھ
۱۹۵۱ء

اُٹھو اُٹھو کہ شر نامدار آتے ہیں
کہ خاص مقصد پروردگار آتے ہیں
ہوا ہے عرش بھی مائل زمین کی جانب
فرشتے عرش سے یوں بار بار آتے ہیں
یہ ساری اُمت عاصی کی خوش نصیبی ہے
کہ آج اس کے بڑے غمگسار آتے ہیں
بڑھائیں نورِ نظر دیکھیں حسن کا جلوہ
کہ جن کا آنکھوں کو تھا انتظار آتے ہیں
خراج دیں گے جنہیں پادشاہ دنیا کے
جہاں میں وہ شرِ عالی وقار آتے ہیں
ہوا ہے خلق پہ احسان شان ستاری
چھپانے عیبوں کو اب پردہ دار آتے ہیں
گناہگاروں پہ یوں سیفِ عام رحمت
کہ خاص شافعِ روزِ شمار آتے ہیں



صفی لکھنوی، سید علی نقی

المتوفی سنہ ۱۳۷۰ھ
۱۹۵۱ء

گہ سوئے علی، گاہ نظر سوئے محمدؐ
ہے روئے علی، آئینہ روئے محمدؐ
کرتی ہے فلک پر مہ کامل کو دوپارا
اعجاز نما زکس جادوئے محمدؐ
ہے منزلِ قوسین اک ادنیٰ سا نمونہ
دیکھو شرف گوشہ ابروئے محمدؐ
سایہ سے کیا جب قد دلجو نے کنار
بل کھا کے بنا حلفتہ کیسوئے محمدؐ
ہو مہر درخشاں کی نگاہوں کو چکا چوند
دیکھے جو اگر آئینہ زانوئے محمدؐ
ہم پلہ کو نین گرانفتدئی سبطین
جھکتا نہیں شاہین ترازوئے محمدؐ
مرحب کو پچھاڑا، درخیر کو اکھاڑا
اے صلّ علی قوت بازوئے محمدؐ
آشوبِ قیامت سے صفی ہم کو خطر کیا
ہے پیشِ نظر قامتِ دلجوئے محمدؐ

شافی الہ آبادی، سید محمد شفیع احمد

المتوفی ۱۳۷۱ھ
۱۹۵۲ء

از ربیعِ اولیں سرسبز شد دشت و چمن
عندلیبِ خوش نوا بر شاخِ گل شد نغمہ زن
مظہرِ آثارِ رحمت گشت در گلزارِ دہر
نرگس شہلا و ورد و یاسمین و نسترن
نافہ آہوئے یثرب عطر بیزی می کند
در جہاں بشکست قدر و قیمت مشکِ عتن
چوں نہ باشد عطر بیزی در ہمہ دشت و چمن
شد بہ ہر شے اندرین مہ فضل حق پر تو فلک
شیخ در صحنِ حرم در یادِ خالق نعرہ زن
بر درِ دیرست با وجد و مسرت برہمن
اندر این ماہ مبارک جلوہ گر آں بدر شد
کز فروغِ روئے او پُر نور شد ہر انجمن
بروئے و بر آل و اصحابش سلام بے عدد
از فقیرِ قادری باد اے خدائے ذوالمنن
کامل الایمان نباید گفت آں رازِ نہار
گر نباشد در دلِ او حُبِّ ایشان موجزن

مولانا سید سلیمان ندوی

المتوفی ۱۳۷۳ھ
۱۹۵۳ء

عشقِ نبویؐ دردِ معاصی کی دوا ہے

ظلمتِ کدہ دہریں وہ شمعِ ہدی ہے

پڑھتا ہے درودِ آپ ہی تجھ پر ترا خالق

تصویر پہ خود اپنی مِصوّر بھی خدا ہے

نورِ نبویؐ مقتبس از نورِ خدا ہے

بندہ کو شرفِ نسبت مولا سے ملا ہے

احمدؑ سے پتہ ذاتِ اُحد کا جو ملا ہے

مُصنوع سے صانع کا پتہ سب کو چلا ہے

بندہ کی محبت سے ہے آفتا کی محبت

جو پیر و احمدؑ ہے وہ محبوبِ خدا ہے

آمد تری اے ابرِ کرم رونقِ عالم

تیرے ہی لئے گلشنِ ہستی یہ بنا ہے

فردوس و جہنم تیری تخلیق سے قائم

یہ فرق بد و نیک ترے دم سے ہوا ہے

فرمانِ دو عالم تری توفیق سے نافذ

تیری ہی شفاعت پہ رُحیمی کی بنا ہے

لے جائے گا منزل سے بہت دُور بشر کو

جو جادہ سفر کا ترے جادہ کے سوا ہے

وحشتِ کلکتوی، سید رضا علی

المتوفی ۱۳۷۵ھ
۱۹۵۵ء

تو جو اے ماہِ عرب عالم کی زینت ہو گیا
نورِ تیرا کس کے جلوے کی بشارت ہو گیا

نورِ تیرا دافعِ آثارِ ظلمت ہو گیا
ایک عالم کے لئے شمعِ ہدایت ہو گیا

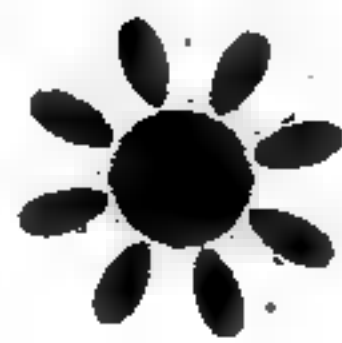
غم ترا آیا ہے دل میں عیش کا ساماں لئے
دورِ کلفت ہو گئی اندوہِ رخصت ہو گیا

بچھ گئی ہے چادرِ خارِ مغیلاں دشت میں
تیرے وحشی کے لئے سامانِ رحمت ہو گیا

سادہ دل عاشق کہ تھا مشتاقِ تیری دید کا
دیکھ کر آئینہٴ دل محو حیرت ہو گیا

کیوں نہ منظورِ نظر ہو تیرے کوچہ کا غبار
عین یہ تو سرِ نہ چشمِ بصیرت ہو گیا

روحِ انور کا تصورِ حبرِ خاموشی ہوا
اک پری کا جلوہ تھا دیوانہ وحشت ہو گیا



علامہ مناظر احسن گیلانی

المتوفی ۱۳۷۵ھ
۱۹۵۶ء

پیارے محمد جگ ساجن تم پرواروں تن من دھن
تم ری صورتیا من موہن کبھو کرائیو تو درشن

جیا کنھڑے دلوا ترے

کڑکا کر کے بدرا برے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ نَبِيَّآ

تم ری دوریا کیسے چھوڑوں تم سے توڑوں کس سے جوڑوں
تم ری گلی کی دھول بٹوروں تم رے نگر میں دم بھی توڑوں

جی کا اب ارمان یہی ہے

آٹھوں پہر اب دھیان یہی ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ نَبِيَّآ



مولینا ظفر علی خاں

المتوفی ۱۳۷۶ھ
۱۹۵۶ء

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں ”لولاک لما“ کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا، جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کلی والے نے بتلادیا چند اشاروں میں

بوکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ نہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈ سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں



کوثر سندیوی، مولوی منظور احمد

المتوفی ۱۳۷۷ھ
۱۹۵۷ء

مجھ کو خاکِ درِ محبوبِ خدا ہوتا ہے
خاک ہونا ہے مگر خاکِ شفا ہونا ہے
مجھ کو اکیر سے رتبہ میں سوا ہونا ہے
یعنی خاکِ درِ محبوبِ خدا ہونا ہے
نلے کرتے ہوئے اٹھیں گے تمہارے عاشق
حشر میں اور بھی اک حشرِ بپا ہونا ہے
اک کریم ایک رحیم ایک محب اک محبوب
حشر ہونا ہے، مگر حشر میں کیا ہونا ہے
مدد اے رحمتِ عالم! مدد اے شافعِ حشر
میں گنہگار ہوں اور روزِ جزا ہونا ہے
تو وہ بندہ ہے تری شان جو دیکھے وہ کہے
بندہ ہونا ہی حقیقت میں خدا ہونا ہے
بندۂ ساقی کوثر ہوں، بقول استاد
مے کے دو گھونٹ سے واعظ مجھے کیا ہونا ہے
سجدۂ پائے پتاں خوب نہیں اے کوثر
جبہ سائے درِ محبوبِ خدا ہونا ہے

اختر حیدر آبادی، سید علی اختر

المتوفی سن ۱۳۷۷ھ
۱۹۵۸ء

تھایہ ترے کمال کا ایک نشانِ برتری ورنہ عرب کے گلہ باں اور دماغِ قیصری
نغمہ حق ادھر ہوا تیرے رباب سے بلند رگ گئے دفعتاً ادھر ساز و نوائے کافی
تو نے بتا دیا کہ تھی ”عجز“ میں عظمتِ عروج تو نے دکھا دیا کہ ہے ”فقر“ میں شانِ قیصری
تیرے ثباتِ عزم سے ضبطِ شہیدِ کربلا تیرے شکوہِ رزم پر، سطوتِ زورِ حیدری
کیسے کہوں شرِ رسل، میں بھی ترا غلام ہوں قبلہ بندگی مرا، تیرا حُریمِ سروری
نفسِ ذلیل و خود پرست، عقلِ ضعیف ہرزہ کار سلسلہِ عمل نہیں، لوٹ گناہ سے بری
قابلِ عفو گو نہیں، میری سیاہ کاریاں بندہ نواز ہے تری شانِ عطائے سروری
ٹوٹ رہے ہیں دم بدم، جانِ حزن پہ سنگِ غم پیس رہی ہے پلے پلے گردشِ چرخِ چنبری
تیرا مطیع اور یوں صیدِ زبونِ روزگار تیرا غلام اور یہ بارشِ تیرہ اختری

خاکِ رہِ نیاز ہوں، رتبہ امتیاز دے

حوصلہِ بلندی و ہستی سرفراز دے

نشرت، سردار عبدالرب

المتوفى ۱۳۷۷ھ
۱۹۵۸ء

شب و روز مشغول صلّ علی ہوں
میں وہ چاکر خاتمِ انبیاء ہوں

نگاہِ کرم سے نہ محروم رکھیو
تمھارا ہوں میں گر بھلایا بُرا ہوں

مجھے بھی ہوں معراج، معراج والے
میں دیوانہ لیلائے معراج کا ہوں

مرے لحن پر رشک داؤد کو ہے
مدینے کی گلیوں کا نغمہ سرا ہوں

نہ کیوں فخر، ہو عشق پر اپنے مجھ کو
رقیبِ خدا، عاشقِ مصطفیٰ ہوں

میں ہوں ہر دو عالم سے آزاد نشتر
گرفتار زلفِ رسولِ خدا ہوں

ابوالکلام آزاد، محی الدین احمد

المتوفی ۱۳۷۸ھ
۱۹۵۸ء

موزوں کلام میں جوش تلاتے نبیؐ ہوئی
تو ابتدا سے طبع رواں منہی ہوئی
ہر بیت میں جو وصفِ پیمبرؐ رسم کئے
کاشانہٴ سخن میں بڑی روشنی ہوئی
ظلمت رہی نہ پر تو حسنِ رسولؐ سے
بیکار اے فلک شبِ مہتاب بھی ہوئی
ساقی سلسبیل کے اوصاف جب پڑھے
محفل تمام مستِ مے بے خودی ہوئی
دل کھول کر رسولؐ سے میں نے کئے سوال
ہرگز طلب میں عار نہ پیشِ سخی ہوئی
تاریک شب میں آپؐ نے رکھا جہاں قدم
مہتابِ نقشِ پا سے وہاں روشنی ہوئی
ہے شاہِ دین سے کوثر و نسیم کا کلام
یہ آبرو تمام ہے حضرتؐ کی دی ہوئی
سالک ہے جو کہ حبادۂ عشقِ رسولؐ کا
جنت کی راہ اس کے لئے ہے کھلی ہوئی
آزاد اور منکر جگہ پائے گی کہاں
الفت ہے دل میں شاہِ زمن کی بھری ہوئی

سارِ کت، عبدالمجید

المتوفی ۱۳۷۹ھ
۱۹۵۹ء

اے شاہِ انبیاء و شہنشاہِ کائنات
زینت طرازِ عرش ہیں تیری تجلیات
تیرا سُخن ہے وحیِ خداوندِ دو جہاں
روشن ترے فروغِ تجلی سے شش جہات
اے تیری ذاتِ عقل کا پیرایہ دوام
تیرا عمل ہے معنیِ آیاتِ بینات
توحیدِ حق کا دہریں آواز ہے بلند
اے تیرا نامِ عشق کا سرمایہ حیات
اُسریِ بَعْدِ ہے ترے قرب کی دلیل
یہ سب ہیں تیری ذات کے قدسی تصرفات
پہنچا نہ کوئی ترے مقامِ بلند تک
موسیٰ زہوش رفت بیکِ جلوۂ صفات
”تو عینِ ذاتِ می نگری در تسمیے“



دلِ شاہجہان پوری حکیم ضمیر حسن خاں
المتوفی سن ۱۳۷۹ھ
۱۹۵۹ء

صد شکر مستحق ہوں ریاضِ نعیم کا

وردِ زباں ہے نامِ رسولِ کریمؐ کا

راحتِ اثر ہیں خار بھی ثرب کی راہیں

ہر آبلہ ہے پھولِ ریاضِ نعیم کا

روزِ جزا کہوں گا حضورِ رسولؐ پاک

میں بھی اُمیدوار ہوں لطفِ عمیم کا

افضل ہو کیوں نہ شانِ ترحمِ جلال سے

اندازِ یہ حضورؐ کا تھا وہ کلیم کا

ہو کاش وقتِ نزعِ مرا خاتمہِ بخیر

پیشِ نظر ہے مرحلہ اُمید و بیم کا

خاکِ مزارِ دل ہو مشرفِ پسِ فنا

یثرب کو لے اُڑے کوئی جھونکا نسیم کا

خاکِ چشتی صابری امروہوی ، سید محمد خلیل
المتوفی ۱۳۷۹ھ
۱۹۵۹ء

نورِ مجسمِ نبیرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

رہبرِ اعظمِ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

جلوۂ قدرت، آئینہ رحمت، شافعِ امت، سایہ وحدت

شمعِ ہدایت، حاکمِ محکم صلی اللہ علیہ وسلم

بگڑے کام بنانے والے، ڈوبتی ناؤں ترانے والے

زخمِ جگر کے شافی، مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

تشنہ لبوں کو ساغرِ کوثر، بخشیں گے وہ یومِ محشر

میٹنے والے امت کے غم صلی اللہ علیہ وسلم

عام ہے رحمتِ خلقِ خدا پر، ہر دم آپ کی مالک کوثر

رحمت کے دریائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

چشمِ مبارک سے وہ دیکھا جو نہ کسی کے فہم میں آیا

یعنی جلوۂ ربِّ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

گل میں ان کا رنگ بو ہے چرچا ان کا چاروں سو ہے

جگمگ ان کے نور سے عالم صلی اللہ علیہ وسلم

قبر میں جلوہ دکھانے والے سوئے ہوؤں کو جگانے والے

کھانے والے اوروں کا غم صلی اللہ علیہ وسلم

منستے ہوؤں کو رلانے والے روتے ہوؤں کو ہنسائے والے

رکھ کر آنکھیں اپنی پر نعم صلی اللہ علیہ وسلم

مشک و گلاب پسینہ ان کا، خطہ خلد مدینہ ان کا

روضہ ان کا عرش سے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

بارش رحمت کام ہے ان کا ساغر وحدت جام ہے ان کا

ساقی کوثر اسم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

وعدہ جنت اس کے لئے ہے ان کی شفاعت اس کے لئے ہے

وردِ زباں ہو جس کے پیچ صلی اللہ علیہ وسلم

آل عبا کو شامل کر کر، ورد کیا کر خاکی اکثر

عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ الْأَكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نعم مراد آبادی، مولینا سید نعیم الدین قادریؒ

المتوفی ۱۳۶۷ھ
۱۹۴۸ء

غریبوں کی حاجت روائی کرنے والے	فقیروں کو دولت عطا کرنے والے
عفو کرنے والے عطا کرنے والے	کرم چاہتے ہیں خطا کرنے والے
اشاروں سے مڑے جلا رہنے والے	تبسم سے دل کی دوا کرنے والے
سناتے ہیں تفسیر تنزیل محکم	جناب نبیؐ کی ثنا کرنے والے
نہیں جانتے رنج و غم چیز کیا ہے	تری یاد صبح و مسا کرنے والے
ہدایت سے اُن کی ہوئے داد گستر	ستم کرنے والے جفا کرنے والے
اسیرانِ عصیاں کی شانِ کرم سے	شفاعاتِ روزِ جزا کرنے والے
وہ صدیق اکبرؑ وفات کرنے والے	نبیؐ پر دل و جاں فدا کرنے والے

نعم سیاح کار پر بھی کرم ہو

دو عالم کو دولت عطا کرنے والے



جگر مراد آبادی، علی سکت در

المتوفی بپہ ۱۳۷۹ھ
۱۹۶۰ء

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ
ہاں کوئی نظر رحمتِ سلطانِ مدینہ
تو صبحِ ازل آئینہٴ حُسنِ ازل بھی
اے صَلِّ علی صورتِ سلطانِ مدینہ
اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنتِ سلطانِ مدینہ
ظاہر میں غریب الغریبا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ
اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ
کونین کا غم، یادِ خدا، دردِ شفاعت
دولت ہے یہی دولتِ سلطانِ مدینہ
اس امتِ عاصی سے نہ منہ پھیر دیا
نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِ مدینہ
اے جاں بلب آمدہ، ہشیار، خبردار
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ
کچھ اور نہیں کام جگر مجھ کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

نوح ناروی: محمد نوح

المتوفی سنہ ۱۳۸۰ھ
۱۹۶۰ء

سامنے جس کی نگاہوں کے مدینا آیا
لطف کے ساتھ اسے مرنا اسے جینا آیا
تالیش حسن محمد تھی یہ معراج کی رات
ہر چمکتے ہوئے تارے کو پسینا آیا
زندگی وادیِ یثرب میں بسر کرنا تھی
حضرت خضرؑ کو جی بھر کے نہ جینا آیا
اپنی گردش سے اسی وجہ سے نازاں بنگلہ
کہ طوافِ در اقدس کا قرینا آیا
بیٹھے اس شان و حشم سے وہ سر زینِ براق
سمجھے جبریلؑ کہ خاتم میں نگیں نہ آیا
حوضِ کوثر کے قریں مالکِ کوثر کی قسم
وہ ہے کافر جو کہے مجھے کو نہ پینا آیا
نا خدا جب ہو محمدؐ سا تو ہم کیوں یہ کہیں
نوح طوفانِ حوادث میں سفینہ آیا



امجد حیدر آبادی، احمد حسین

المتوفی سنہ ۱۳۸۰ھ
۱۹۶۱ء

فرقت میں جاں برباد ہے آیا ہے اب آنکھوں میں دم
جا کر سنائے کون انہیں افسانہ بیمارِ غم
پیغام بر ملتا نہیں بے چارہ و بے کس ہیں ہم
إِنْ نَلَيْتِ يَا رِيحَ الصَّبَا يَوْمًا إِلَى أَرْضِ الْحَرَمِ
بَلِّغْ سَلَامِي رَوْضَةً فِيهِ النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمُ

کیا شکل کھینچی واہ وا، قرباں تیرے دستِ قضا
پڑھتے ہیں جس کو دیکھ کر حورو ملک صَلِّ عَلَى
کیا رنگ ہے کیا روپ ہے کیا حسن ہے نامِ خدا
مَنْ وَجَّهَهُ شَمْسُ الصُّحَى مَنْ خَدَّهُ بَدْرُ الدُّجَى
مَنْ ذَاتُهُ نُورُ الْهُدَى مَنْ كَفُّهُ بَحْرُ الْهِمَمِ

کیا پوچھتے ہو ہمدردو! مجھ سے محبت کا مزا
دل چاک ہے ٹکڑے جگر، تن زخمی تیغِ جفا
سننا دہان زخم سے رہ رہ کے آتی ہے صدا
أَكْبَادُنَا بِحُرُوحَةٍ مِنْ سَيْفِ هَجْرِ الْمُصْطَفَى
طُوبَى لِأَهْلِ بَلَدَةٍ فِيهِ النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمُ

پیرا ہن دل چاک ہے، ٹکڑے ہے جیب و آستین
چینے سے جی بیزار ہے ہونٹوں پہ ہے جانِ حزیں
اچھے مسیحا بے رخی بیمار سے اچھی نہیں

يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ أَدْرِكْ لَزِينَ الْعَابِدِينَ
مَحْبُوسِ أَيْدِ الظَّالِمِينَ فِي الْمَوْكِئِ الْمُرْدَجِمْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله رب العالمین

جو دنیا کا ہے کتہہ رحمت کسریٰ تیر
میرا شمار کون سے رحمت اللہ میرا تیر

ذرا دوسرا حقیر و لغت و لکڑا دیکھے
وگھبے کے میں کا اور کبھے کا میں تیر

تصور تیرا جنت ہے، رحمت تیرا جنت ہے
یہ رتبہ اور یہ درجہ شفیع المذنبین تیرا

رہے گا حکم تیرا کار فرما روز آخر تک
لقب اے شافعِ حشر ہے ختم المرسلین تیرا

توجہ کی نظر وقت شفاعت اس پہ بھی رکھنا
کہ ادنیٰ امتی ہے ہادی خلوت نشین تیرا



اصطفیٰ لکھنوی، حاجی اصطفیٰ خاں

المتوفی ۱۳۸۲ھ
۱۹۶۳ء

جرّے ہوئے ہیں جو دل میں مرے نگینے سے
یہ داغ بھر ہیں لایا ہوں جو مدینے سے

نہ کیوں ہو نور مجسم وہ جسم بے سایہ
نکال دی گئی ظلمت ہو جس کے سینے سے

مہکتی رہتی ہیں جس سے مدینہ کی گلیاں
علاقہ کیا کسی خوشبو کو اس پسینے سے

نہ رہ سکے گا مدینہ میں بے ادب گستاخ
وہی رہے گا یہاں جو رہے ترینے سے

سفر حجاز کا جب اصطفیٰ ہو آخر بار
تو جان ساتھ ہی نکلے مری مدینے سے



ادیب سہارنپوری، عبدالرؤف

المتوفی ۱۳۸۳ھ
۱۹۶۳ء

مطلع عالم پہ ہر سو موت ہے چھائی ہوئی
ہے زمیں لرزاں کہ اب محشر بپا ہونے کو ہے
امن عالم خوں فشاں ہے زانوؤں میں سر دیئے
مادیت کے کرشمے الامان والحدار
بڑھ رہی ہے بربریت سیل بربادی لئے
بڑھ گیا ہے بے نہایت زندگی میں انتشار
بے طرح دنیا کا امن و عافیت تاراج ہے
پانی پانی ہو رہا ہے دورِ وحشت شرم سے
ملتوں کو جو چلائے جادۂ تخریب پر
آہ اے گمراہ مغرب اے گرفتار اجل
الاماں مذہب سے بیزاری کا جذبہ الاماں
پھینک دیتا ہے اٹھا کر مرکز ہستی سے دور
میٹتا ہے بے تحاشا پھینتا ہے بے درنگ
ذہنیت کو کر کے بیجا خود شناسی کا اسیر
کیوں نہ میں کہہ دوں ادیب آخر جو میرے دل میں ہے

سُربہنہ پھر رہی ہے زلیست گہرائی ہوئی
آسماں بھی ہے سراپیمہ کہ کیا ہونے کو ہے
گو نجتے ہیں ہر طرف شیطان کے خونی قہقہے
قہقہہ زن ہے جہالت علم و فن کی لاش پر
آندھیوں کی روپہیں تہذیب حاضر کے دیئے
ہر گھڑی دنیا کو ہے بربادیوں کا انتظار
اب جہاں تک دیکھتے بے چینیوں کا راج ہے
کارناموں پر ترقی یافتہ انسان کے
لعنت ایسے علم پر پھٹکار اس تہذیب پر
مجھ سے سُن ناداں یہ ہے مذہب بیزاری کا پھل
جس سے چھا جاتی ہیں قلبِ ذہن پر تارکیاں
سلب کر لیتا ہے کشتِ دل سے غم آنکھوں سے نور
روح کی پاکیزگی صادق بیانی کی اُمتِ گ
چپکے چپکے گھونٹتا رہتا ہے آوازِ ضمیر
اُمتِ تہذیب حاضر بھی اسی منزل میں ہے

چرخ اٹھنا چاہتی ہے غم سے گہرا کر زمین
رحمة للعالمین یا رحمة للعالمین

حمید عظیم آبادی

المتوفی ۱۳۸۳ھ
۱۹۶۳ء

چارۂ دردِ لا دوا تم ہو
دلِ عاشق سے کب جدا تم ہو
ما میں غم ہے خاکِ طیبہ کی
دل کی دنیا نثار قدموں پر
کر گئی برق طور کو روشن
دردِ الفت شریکِ ہستی ہے
کیوں میں آہوں کا مفت لوں احسا
ہر نفس رشتہ وفا پیمیا
میرا سینہ بہار کا نقشہ
کیوں امیدوں کا کارواں بھٹکے
تم سے قائم بہار ہر دو جہاں
کعبۂ دل حیرم ناز بنا
میری منزل تمہارا نقش قدم
عرش پر بھی چراغ تم سے جلا

بے سہاروں کا آسرا تم ہو
آرزو تم ہو مدعا تم ہو
ہمد آہ نارسا تم ہو
جان پانال مدعا تم ہو
چشمِ مشتاق کی ضیا تم ہو
اپنے عاشق سے کب جدا تم ہو
درد سے میرے آشنا تم ہو
جانِ مضطر کا مدعا تم ہو
دل پر داغ کی ضیا تم ہو
نہرِ منزل ہو رہنما تم ہو
زینتِ گلشن بقا تم ہو
بندۂ عشق کے خدا تم ہو
حاصلِ جانِ مدعا تم ہو
شمع کا شانہ وفا تم ہو

ہو حمید حزیں پہ چشمِ کرم
غم بھرے دل کا مدعا تم ہو

ظریف جلیپوری، سید حامد رضا نقوی

المشوقیؒ ۱۳۸۳ھ
۱۹۶۴ء

ہیں دین کے سپہر پہ ہر مہیں نبیؐ ہادی نبیؐ، محافظِ شرعِ متین نبیؐ
کافر بھی جس کو مان گئے وہ امیں نبیؐ نزدِ خدا نبیؐ ہے خدا کے و تریں نبیؐ

رحمت بنایا حق نے انہیں عالمین پر

یہ مہربن کے آئے ہیں کل مرسلین پر

قادر خدا ہے مظہرِ قدرت نبیؐ کی ذات وہ ہے رحیمِ حاملِ رحمت نبیؐ کی ذات

عادل خدا تو روحِ عدالت نبیؐ کی ذات خالق ہے وہ تو افضلِ خلقت نبیؐ کی ذات

ذی شان و ذی وقار ہیں ذی اختیار ہیں

اللہ کی صفات کے آئینہ دار ہیں

معراج کو جو عرش پہ پہنچے بصدِ وقار تھے خدمتِ حضورؐ میں جبریلؑ نامدار

ہر سوشکوہ و رعب و جلالت تھا آشکار آتی تھی ایک سمت سے آواز بار بار

آ، اے حبیبِ آ، کہ بڑا انتظار تھا

کس درجہ ناگوار یہ دورِ فراق تھا

آتی تھی جس طرف سے یہ آواز دم بدم فوراً نبیؐ کے اُس طرف اٹھنے لگے قدم

نزدیک تر صدا سے ہوئے سرورِ اُمم باقی تھا پھر بھی فصلِ مگرد و کماں سے کم

اب اس طرف رسولؐ ادھر حق کی ذات ہے

پھر کیا ہوا خبر نہیں، پردے کی بات ہے

مولینا حامد حسن قادری (پچھرا یونی)

المتوفی س ۱۳۸۴ھ
۱۹۶۴ء

ہو اقصیٰ بمقالہ ہو اکمل بنوالہ

ہو اعظم بجلالہ ہو افتد بمثالہ

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجی بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

ہو حامد و محمد ہو ماجد و مجد

ہو امجد و احمد ہو مرشد و ارشد

بلغ العلیٰ بکمالہ

وہ شیر بھی وہ نذیر بھی وہی آپ اپنی نظیر بھی

وہ زمین پہ شاہ و امیر بھی وہ فلک پہ عرش مسیر بھی

بلغ العلیٰ بکمالہ

وہ قسیم بھی وہ جسیم بھی وہ نسیم بھی وہ وسیم بھی

وہ رؤف بھی وہ رحیم بھی وہ خلیل بھی وہ کلیم بھی

بلغ العلیٰ بکمالہ

وہ رفیع اپنے کمال میں وہ حسین اپنے جمال میں

وہ عزیز اپنی خصال میں وہ فتا خدا کے وصال میں

بلغ العلیٰ بکمالہ

وہی ارفع الدرجات بھی وہی اکمل البرکات بھی
 وہی جامع الحسنات بھی وہ جدا بھی، واصل ذات بھی
 بلغ العلیٰ بکمالہ

ہے انھیں کافیض جہان میں وہ نماز میں وہ اذان میں
 وہ یگانہ آن میں شان میں وہ گئے فلک پر اک آن میں
 بلغ العلیٰ بکمالہ

یہ جو قصر سبز رواق ہے یہ جو چرخ ہفت طباق ہے
 یہ انھیں کے قصر کا طاق ہے یہ انھیں کے زیر براق ہے
 بلغ العلیٰ بکمالہ

وہ ورائے ہفت فلک گئے کہ جہاں نبی نہ ملک گئے
 وہ مقام قرب تلک گئے جو نہاں تھے نور جھلک گئے
 بلغ العلیٰ بکمالہ

انھیں بے حجاب خدا ملا انھیں مرتبہ یہ بڑا ملا
 انھیں کیا دیا انھیں کیا ملا جو دیا دیا جو ملا ملا

بلغ العلیٰ بکمالہ
 کشف الدجی بجمالہ
 حُسْنُت جمیع خصالہ
 صلّوا علیہ وآلہ



فایق مخدوم پوری، سید عبدالاحد

المتوفی سنہ ۱۳۸۴ھ
۱۹۶۴ء

اڑائے گناہوں نے دامن کے پُرزے

شفاعت کی سوئی سے سینا پڑے گا

لگاؤ گے تم پارِ نیا محمدؐ

بھنور میں جو اپنا سفینا پڑے گا



حضرت معروف امیهویؒ، نیرہ حضرت بندگی شیخ نظام الدینؒ

المتوفی سنہ ۱۳۸۴ھ
۱۹۶۴ء

کہ ہست ہر دو جہاں زیرِ حکم تو محکوم
گدائے درگہ تو افتخارِ قصیرِ روم
چراغِ راہ ہدیٰ پیشوائے اہلِ علوم
ز انس و جان و ملک ہست ببح و شام ہجوم
کہ فہم و علم ملائک غمی کُتِ معلوم
جلیسِ صحبتِ اربابِ رنجِ اہلِ ہجوم
دوائے دردِ دل از بہرِ خاطرِ منہوم
نصیب نیست کہ راحت ز خوبیِ مقسوم
شدہ ز روز ولادت بنام من مرقوم
کہ ہست مرگ طلب از خدا دلِ مظلوم
ز بس کہ شکرِ غم بردم نمود، ہجوم
کہ مبتلائے بلا گشتہ ام ز طالعِ شوم
کہ ہست نقشِ میر آبِ ہستی موم

تراست رتبہ عالی ز حضرت قیوم
جبیں بہ خاکِ درت پادشاہِ ہفتِ قلم
حبیبِ خاصِ خدا، راز دارِ سرِ خفی
پے طوافِ مزارت بہ گردِ روضہ تو
کجا بہ رفعت و وسعت رسد قیاسِ بشر
شفیقِ حالِ غریباں، رفیقِ خستہ دلاں
گرہ کشائے جہاں دستگیرِ پیر و جوان
شنو ز شئمہ احوالِ آں کہ من دارم
بلا و آفت و افسردگی و یاس و درد و آلم
چناں بہ جورِ فلک خاطرِ سرم بہ تنگ آمد
کجا روم بہ کہ گویم چہ چارہ سازم
چہ شرحِ حالِ دلِ زارِ خوشتن سازم
خبر بگیر بہ تعجیل یا شہِ کونین

کشادہ دستِ دعا یا حبیبِ خاصِ خدا
ز فیضِ عام تو معروف را مکن محروم



ابو محمد طاہر سیف الدین

المتوفی سنہ ۱۳۸۵ھ
۱۹۶۵ء

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ رَبِّهِ

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمدؐ پر صلوات بھیجے

حَبِيبِهِ مَنْ حُبُّهُ حُبُّهُ

آپ وہ حبیب ہیں جن سے محبت کرنا خدا سے محبت کرنا ہے۔

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ رَبِّهِ

رب العزۃ محمد مصطفیٰؐ پر درود بھیجے

مُحَمَّدٍ عَزَّ بِهِ حِزْبُهُ

آپ وہ محمد ہیں جن کے سبب آپ کی امت نے عزت پائی

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ رَبِّهِ

خدا محمدؐ پر صلوات بھیجے

مَنْ هُوَ بَيْنَ خَلْقِهِ لُبُّهُ

آپ وہ ہیں جو خلق خداوندی میں خلاصہ مخلوقات ہیں

مُحَمَّدٍ مَنْ بَيْنَ رُسُلٍ خَلَّتْ

رسولان ماسلف کے درمیان محمد مصطفیٰؐ

شَمْسٌ هَدَىٰ وَكَلَّهْمُ شَهْبُهُ

ہدایت کے آفتاب ہیں اور تمام پیغمبر نجوم

مُحَمَّدٌ قَرِيبُهُ رَبِّهِ

محمد مصطفیٰؐ کو آپ کے رب نے یہاں تک قرب بخشا کہ آپ کا شرب دو کمان جتنا رہ گیا

حَتَّىٰ كَقَوْسَيْنِ غَدَىٰ قُرْبُهُ

تاکہ دو کمان جتنا رہ گیا

نُورٌ دُبُوبِيٌّ بِهِ شَرْقُهُ

آپ پروردگار کے نور ہیں کہ اُس سے جس طرح اس کا شرق منور ہے اسی طرح اس کا مغرب بھی۔

مُنُورٌ وَمِثْلُهُ غَرْبُهُ

منور ہے اور اس کا مغرب بھی۔

طُوبَىٰ لِمَنْ يَزُورُ مَغْنَىٰ حَوَىٰ

خوشخبری اُس کے لئے جو اس منزل کی زیارت کرے جہاں کی مٹی نے خود کے اندر آپ کے جسد مبارک کو حاصل کیا ہے

ضُلُوعُهُ فِي لَحْدِهِ تَرْبُهُ

خود کو اس کی قبر میں دفن کرنا اس کی تربت ہے

خَيْرُ رَسُولٍ مُصْطَفًى قَدْ صَفَى
 مِنْ قَذَرٍ لِشَرِّهِ شَرُّ بُهْ
 آپ بڑے ستودہ اور برگزیدہ پیغمبر ہیں آپ کی شریعت کا ساحل کثافت اور آلودگی سے پاک صاف ہے

مُتَّحِدُ رَبِّهِ سَلَمُهُ
 سَلَمُ لَّهُ وَحَرْبُهُ حَرْبُهُ
 آپ اپنے رب سے متحد ہیں اس طرح کہ جو آپ کا دوست ہے وہ خدا کا دوست ہے اور جو آپ کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے

مَنْ كَظَّهُ مِنْ دَهْرِهِ صَرْفُهُ
 فَلَيْسَتْ جِرَّهُ يَنْكُشِفُ كَرْبُهُ
 جس کو گردشِ زمانہ سے غم پہنچے تو اس کو چاہئے کہ آپ کی پناہ طلب کرے اُس کا غم دور ہو جائے گا

غَوْتُ لِمَنْ قَدْ مَسَّهُ ضَرُّهُ
 غَيْتُ لِمَنْ حَلَّ بِهِ جَدْبُهُ
 آپ فرارِ رسیدہ کے فریاد رس ہیں
 آپ قحط زدہ کے لئے ابرِ باراں ہیں

مُحَمَّدٌ مُوَحِّدٌ رَبُّهُ
 تَوْحِيدُهُ مِنْ دِينِهِ قُطْبُهُ
 محمد مصطفیٰ اپنے رب کی توحید کرنے والے ہیں
 خدا کی توحید آپ کے دین کا مرکز ہے۔

مُحَمَّدٌ حَسْبِي فِي شِدَّتِي
 طَوْبِي لِمَنْ مُحَمَّدٌ حَسْبُهُ
 مجھے شدت کی حالت میں محمد کافی ہیں
 اس کے لئے خوش خبری جس کے لئے محمد کفیل کا رہا

صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلَى مَنْ هُمُ

خدا تعالیٰ صلوات بھیجے آپ پر اور اُن پر جو

عِزَّتُهُ صِفْوَتُهُ صَحْبُهُ

آپ کی آل آپ کے خلاصہ اور آپ کے اصحاب ہیں

حمید صدیقی لکھنوی

المتوفی سنہ ۱۳۸۵ھ
۱۹۶۵ء

پھر اہل حرم سے ملاقات ہوتی
دم دید پھر جلوہ نوبہ نو سے
مدینہ کی پرنور دلکش فضا میں
ادھر جلوہ گر قبہ نور ہوتا
مدینہ کے احباب ہمراہ ہوتے
نظر مست صہبائے دیدار رہتی
خبر کچھ نہ رہتی زمین وزماں کی
پہنچ جائیں پائین اقدس کی جانب
تصویریں وہ مصحف پاک ہوتا
دعاؤں میں جامی کے اشعار پڑھتے
ادھر چشم پر غم سے آنسو ٹپکتے
ادب مانع عرض اظہار ہوتا
فرشتے جسے سن کے آمین کہتے
لب شوق سے گونہ اظہار ہوتا
بہت دن غم ہجر طیبہ میں گزرے

پھر اشکوں سے کچھ شرح جذبات ہوتی
مرے چشم و دل کی مدارات ہوتی
نظر محو دید مقامات ہوتی
دل افروز ادھر چاندنی رات ہوتی
شب ماہ میں سیر باغات ہوتی
زباں وقف حرف حکایات ہوتی
وہ محویت خاص دن رات ہوتی
یہی آرزو اکثر اوقات ہوتی
نگاہوں میں تنویر آیات ہوتی
نظامی کی لب پر مناجات ہوتی
ادھر رحمت حق کی برسات ہوتی
نظر ترجمان خیالات ہوتی
اک ایسی دعا بعض اوقات ہوتی
مگر دل کو محسوس ہر بات ہوتی
بس اب کچھ تلافی مافات ہوتی

امّشی بھذا البلد یا الہی

دعا یہ حمید اپنی دن رات ہوتی

عثمان ، نواب میر عثمان علی خاں ، والی حیدر آباد دکن

المتوفی ۱۲۸۶ھ
۱۹۶۷ء

توسین چوں نہ گویم ابروئے مصطفیٰ را
ما زاع گفته ایزد آن چشم حق نما را
از طاعت الہی دیدم جمال احمد
وا زحبت مصطفائی دریا فتم خدا را
باشند مست و بے خود از یادہ حقیقت
کفیتے چه گویم پیرانِ پارسا را
ہر کس کہ غوطہ زن شد در قلزم محبت
دارم یقین کہ یابد آن در بے بہا را
از جمع کرامت از فیض توجہ دوراست
شاہا اگر نوازی درویش بے نوا را
کہ آبرو تو خواہی اے دل بصدق نیت
در بحر حق فنا شویابی در بقا را
جاں را فدا نمائیم ما بر مزار حضرت
گر آستانہ بوسی گردد نصیب ما را
دریائے فیض ساقی مرده بدہ بہستان
گیرید ساغرے یا ایہا السکارا
اے خسرو حسیناں اے شاہ نازنیناں
روشن کن از تجلی کاشانہ گدا را
من سوزش محبت پہناں کنم چگونہ
آتش چو خانہ سوزد خواہد شد آشکارا

اے تاج کج کلاہاں سلطان دین پناہاں

بر حال زار عثمان چشم کرم خدا را

سراج لکھنوی، سراج الحسن

المتوفی ۱۳۸۴ھ
۱۹۶۸ء

آئینہ دارِ تجلی ہے نظر آج کی رات
لائی ہے صبح رسالت کی خبر آج کی رات
اپنے شہکار کی تکمیل پہ نازاں ہو کر
کھول دیں چاند ستاروں نے بھی آنکھیں اپنی
شکر ہے وہم کی پرچھائیاں تابو دہش
جھوم جھوم اٹھی فضا، سن لیا جب نعرۂ حق
ڈھالتا جاتا ہے ہر اشکِ مسرت سوج
شاہراہیں ہیں تصوّر کی برستا ہوا نور
کھل گئیں آنکھیں، حجاباتِ دو عالم اٹھے
عشق سرمایہٴ تفتدیر بنا روزِ ازل
اور تقسیم ہوا حسنِ نظر آج کی رات

مُدعا دل کا کہو، نامِ نبیؐ لے کے سراج

گلے ملتا ہے دُعاؤں سے اثر آج کی رات

رازِ بریلوی، شاہ محمد تقی عرف عزیز میاں نیازی

المتوفی سن ۱۳۸۷ھ
۱۹۶۸ء

سب سے مجدا ہے، سب میں ہے شامل نور محمد اللہ
روح مجدد جسم کا حامل نور محمد اللہ

اہل طلب کا جادۂ اول نام محمد ذکر الہی
اہل یقین کی آخری منزل نور محمد اللہ

کون نہ بن جائے پروانہ، کون نہ ہو جائے دیوانہ
شمع حقیقت، زینتِ محفل نور محمد اللہ

ہادیٰ اعظم رہبر امت، شافعِ محشر ذاتِ محمد
چارہ گر بیتابی ہر دل نور محمد اللہ

رازِ یہی اک راز ہے میرا اور یہی دمساز ہے میرا
ہر دم نظروں کے ہے مقابل نور محمد اللہ



شکیل بدایونی

المتوفی سنہ ۱۳۹۰ھ
۱۹۷۰ء

موت ہی نہ آجائے کاشن ایسے جینے سے
عاشقِ نبی ہو کر دُور ہوں مدینے سے

فرقتِ محمدؐ میں خوں فشاں ہیں یوں آنکھیں
جیسے مے چھلکتی ہو سرخ آب گینے سے

زندگی کے طوفاں میں جب کہ ناخدا تم ہو
کیوں نہ ہوں خدا والے مطمئن سفینے سے

کون سی دُعا ہے وہ جو اثر نہیں رکھتی
ہاں مگر یہ لازم ہے مانگئے ترینے سے

اے حسینِ بطحاسؑ، ہے یہی خوشی میری
عمر بھر لگا رکھوں تیرے غم کو سینے سے



ضیاء القادری بدایونی، مولیتا محمد یعقوب حسین
المتوفی سنہ ۱۳۹۱ھ
۱۹۷۰ء

فدائے ایزدِ غفار ہوں میں	گدائے سیدِ ابرار ہوں میں
جمالِ صورتِ حسنِ آفریں کا	عجب حسنِ ابدِ آثار ہوں میں
لبِ حبریلؑ پر ہے یہ ترانہ	بنیٰ کا غاشیہ بردار ہوں میں
”ابوالقاسم“ ہیں سلطانِ دو عالم	غریب و بیکس و نادار ہوں میں
ہوں صدیق و عمرؓ، عثمانؓ کا خادم	غلامِ حیدرؓ کرار ہوں میں
نہیں مجبور میں اے دنیا والو	غلامِ احمدؓ مختار ہوں میں
عرب کے چاند نے قسمتِ جگادی	رہیں طالعِ بیدار ہوں میں
نظر ہے دشت میں سوتے مدینہ	ہوں دیوانہ مگر ہوشیار ہوں میں
خطا پوش جہاں اے شافعِ حشر	خطا پیشہ ہوں عصیاں کار ہوں میں
میں اچھا ہوں نصیب اچھا ہے میرا	مریضِ سیدِ ابرار ہوں میں
ہوں محبوبِ خدا خود نا خدا جب	بھنور میں ناؤ ہو تو پار ہوں میں

ضیاء ہے طور سینا میرا سینہ

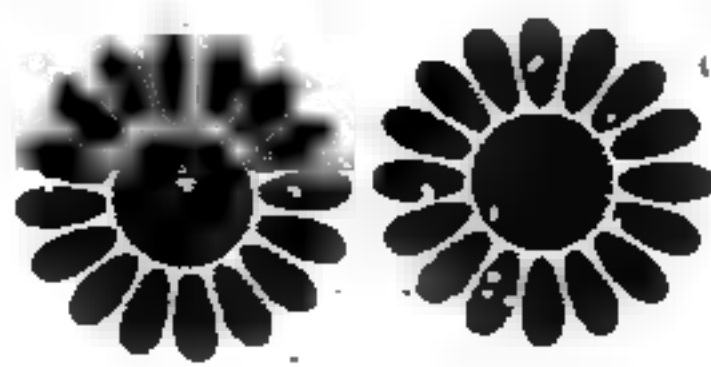
گدائے سرورِ ابرار ہوں میں

ضیاء جعفری، میر عنایت اللہ شاہ

المتوفی سنہ ۱۳۹۰ھ
۱۹۷۰ء

حضور جان بہاراں حضور موج طہور
حضور صبح تجلی، حضور عین ظہور
حضور ہر درخشاں، حضور ماہ تمام
فدائے نیم تبسم، متاع کون و مکان
تمام روح معانی تمام پیکر نور
حضور سلسلہ انبیاء میں نور ہی نور
حضور ابر کرم ہیں حضور جان سرور
نثار زلف پریشاں ہزار علم و شعور
حضور نور مجسم، حضور خلق عظیم
حضور اُمت عاصی پہ ہیں رؤف و رحیم

حضور مرکز ہستی، حضور جان حیات
حضور رحمت عالم، حضور ختم رسل
نثار عارض گلگوں حدیث لالہ و گل
کلیم گنگ ہیں، عیسیٰ کو بھی تعجب ہے
وہ آئینہ کہ نمایاں ہے جس میں جلوۂ ذات
بشر کے وہم سے بالاتر آپ کے درجات
حکایت لب شیریں وہ کاروان حیات
زبان آپ کی اور بات ہے خدا کی بات
ہیں آسمان نبوت پہ آپ بدر منیر
حضور آپ کے حلقے میں مہر و ماہ اسیر



روشن صدیقی جوالا پوری، شاہد عزیز

المتوفی سنہ ۱۳۹۰ھ
۱۹۷۱ء

صاحب تاج ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
صدر نشین بزم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
اس کی گلی کا ذرہ ذرہ مہر درختاں بن کر چمکا
فرش قدم افلاک کی عظمت صلی اللہ علیہ وسلم
درس مروت فرماں اس کا نور بشر پر احساں اس کا
امن و محبت اس کی شریعت صلی اللہ علیہ وسلم
بغض و حسد کا نام ہوا گم، چمکا رایت عفو و رحم
جاگ اٹھی انساں کی شرافت صلی اللہ علیہ وسلم
نور جبین انسان کا چمکا، فرق مٹا محتاج و غنی کا
ایک ہوئے مہر مایہ و محنت صلی اللہ علیہ وسلم
سلطان اور ہمدوش گدایاں مولا اور شیدائے غریباں
خضر آمم اور جادۂ خدمت صلی اللہ علیہ وسلم
دینِ مبیں فیضان ہے اس کا، ذوقِ لہیق احسان اس کا
اس کے در کی خاک میں حکمت صلی اللہ علیہ وسلم
زائد و عاصی، عارف و غامی سب ہیں درِ اقدس کے سلاخی
سب پہ گل افشاں دامنِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
قرب الہی سنت اس کی، حسنِ عمل ہے طاعت اس کی
حاصلِ ایماں اس کی محبت صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ تمنا عمادی، محی الدین

المتوفی ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۲ء

اے خوش نصیب لوگو! شرب کے جانے والو
جاتے ہو تم تو جاؤ لیکن یہ یاد رکھنا
لکھی تو تھی یہ دولت تقدیر میں تمہاری
آؤ ذرا کہ دے لوں تسکین اپنے دل کو
اس بد نصیب کی ہے اک غرض سنتے جاؤ
دیکھو یہ یاد رکھنا طیبہ میں جب پہنچتا
ہو زوضہ نبیؐ پر جب حاضری تمہاری
سرکار نیند کب تک اللہ جلد اٹھئے
محشر بپا ہے اٹھئے اے شمع بزم محشر
بگڑی ہے بات ایسی بنتی نہیں بتائے
اور اک غریب جس کو کہتے ہیں سب تمنا
طیبہ کی سمت رخ تھا اشک آنکھوں سے رواں تھے

عیش ابد کمال و رنج سفر اٹھا کر
جاتے ہو میرے دل میں اک آگ سی لگا کر
کیا پھل ملے گا مجھ کو اب غارتم سے کھا کر
خاک قدم تمہاری آنکھوں سے میں لگا کر
کہتا ہے چشم تر سے سیروں لہو بہا کر
مجھ کو نہ بھول جانا مقصود اپنا پا کر
کہتا بہت ادب کے جالی کے پاس جا کر
امت کا دم رکا ہے گویا لبوں پر آ کر
امت کے سر پہ رکھئے دست کرم اب آ کر
بیٹھے ہیں آپ ہی سے سب اسرا لگا کر
آنے کے وقت ہم نے دیکھا جو اس کو جا کر
بیچارہ کہہ رہا تھا یوں ہاتھ اٹھا اٹھا کر

تادر جہان خوبی امروز کامگاری

باشد کہ بیدلاں را کلمے زلب برآری

ظفر، سراج الدین

المتوفی ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۳ء

سبوتے جاں میں چھلکتا ہے کیمیا کی طرح
قدح گسار ہیں اُس کی اماں میں جس کا وجود
وہ جس کے لطف سے کھلتا ہے غنچہ ادراک
طلسم جاں میں وہ آئینہ دارِ محبوبی
وہ جس کا جذب تھا بیداری جہاں کاسب
وہ جس کا سلسلہ جود ابرِ گوہر بار
خزاں کے جملہ ویراں میں وہ شگفت بہار
بسیط جس کی جلالت حمل سے میزاں تک
سوادِ صبح ازل جس کے راستے کا غبار
وہ عرش و فرشِ زمان و مکاں کا نقشِ مراد
شرفِ بلا بشریت کو اُس کے قدموں میں
اُسی کے حُسنِ سماعت کی تھی کرامتِ خاص
وہ نورِ لم یزلی تھا تر قبا ئے وجود
بغیر عشقِ محمدؐ کسی سے کھل نہ سکے
ریاضِ مدحِ رسالت میں راہوارِ غزل
نہ پوچھ معجزہٗ مدحتِ شہِ کونینؐ

کوئی شراب نہیں عشقِ مصطفیٰ کی طرح
سفینہٗ دو سہرا میں ہے ناخدا کی طرح
وہ جس کا نام نسیم گرہ کشا کی طرح
حریمِ عرش میں وہ یارِ آشنا کی طرح
وہ جس کا عزم تھا دستور ارتقا کی طرح
وہ جس کا دستِ عطا مصدرِ عطا کی طرح
قنا کے دشت میں وہ روضہٗ بقا کی طرح
محیط جس کی سعادت خطِ سما کی طرح
طلسمِ لوحِ ابد جس کے نقشِ پا کی طرح
وہ ابتدا کے مقابل وہ انتہا کی طرح
یہ مشیتِ خاک بھی تاباں ہوئی سہا کی طرح
وہ اک کتاب کہ ہے نسخہٗ شفا کی طرح
یہ راز ہم پہ کھلا رشتہٗ قبا کی طرح
رموزِ ذات کہ ہیں گیسوئے روتا کی طرح
چلا ہے رقصِ کناں آہوئے صبا کی طرح
مرے قلم میں ہے جنبشِ پرہما کی طرح

جمالِ روتے محمدؐ کی تابشوں سے ظفر

دماغِ رند، ہوا عرشِ کبریا کی طرح

یوسف قفسر

المتوفی سنہ ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۲ء

حاملِ قرآن، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ عرب، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ظاہر و باطن نور کا مامن ظاہرِ انساں باطنِ قرآن

دہریں وہ اللہ کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

بت خانے برباد ہوئے اور کفر سے دل آزاد ہوئے

اس سے خدا کا دین ہے محکم صلی اللہ علیہ وسلم

عصمت و عفت کا رکھوالا، درسِ اخوت دینے والا

عظمت کے اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم

بے کس و ناکس کا وہ حامی رحمتِ ایزد کا وہ پیامی

بارگاہِ حق میں ہے مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

لاکھوں سلام لے ہادیِ برحق! امتِ پھر محتاج ہے تیری

جس کی زباں پر اب بھی ہے ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

حفیظ ہوشیار پوری، شیخ عبد الحفیظ سلیم
المتوفی ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۳ء

ظہورِ نورِ ازل کو نیا بہانہ ملا حرم کی تیرہ شبی کو چہرا غ خانہ ملا
تری نظر سے ملی روشنی نگاہوں کو دلوں کو سوزِ تب و تاب جاودانہ ملا
خدا کے بعد جلال و جمال کا مظہر اگر ملا بھی تو کوئی ترے سوا نہ ملا
وہ اوجِ ہمتِ عالی، وہ شانِ فقرِ غیور کہ سرکشوں سے باندازِ خسروانہ ملا
وہ دشمنوں سے مدارا، وہ دوستوں پہ کرم بقدرِ ظرفِ ترے در سے کسی کو کیا نہ ملا
زمین سے تا بفلک جس کو جراتِ پرواز وہ میرِ قافلہ وہ رہبرِ یگانہ ملا
بشر پہ جس کی نظر ہو، بشر کو تیرے سوا کوئی بھی محرمِ اسرارِ کبریا نہ ملا
خیالِ اہل جہاں تھا کہ انتہائے خودی حریمِ قدس کو تجھ سا گریزِ پانہ ملا
نیازِ اُس کا، جبینِ اُس کی اعتبارِ اُس کا وہ خوش نصیب جسے تیرا آستانہ ملا

درِ حضور سے کیا کچھ ملانہ مجھ کو حفیظ

نوائے شوقِ ملی، جذبِ عاشقانہ ملا

راجہ محمد امیر احمد خاں، والی محمود آباد

المتوفی ۱۳۹۳ھ
۱۹۷۳ء

سید شرب و بطحا بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
رہرو عالم بالا زرہ مسجد اقصی
باعصا موسیٰ عمران بہ در فیض تو دریاں
رہبر راہ شریعت بہ امانت بہ صداقت
نَفْسِ غالیہ پیرے مولدت معجزہ خیرے
بعد گیسوئے تویسین خم زلف تو طواسین
دل تو منزل داوڑ لب تو موجہ کوثر
اَنْتِ مَنّی بزبانِت پئے نَفْسِ پئے جانت
مالک چرخ وزمین اے بجہاں خاک نشینے
سر بہ پیچید زمانہ زرہ میرگانہ
چوں بدیدند ز دورت ہمہ گفتند ز نورت
سببِ اول خلقت مطلع نور نبوت
بہ گل و آب بعد آدم تو بدی سرور عالم
کاکل تو پئے عرفاں پئے ایماں پئے قرآن

مرسل خالق یکتا بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
تابش گیسوئے اُنسری بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
نَفْسِ محیی عیسیٰ بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
ماحی دیر و کلیسا بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
خشک شد چشمہ ساوی بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
طرہ فضل تو طہ بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
رُخ تو جنت ماوی بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
پدرِ فاطمہ زہرا بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
چہ نہان است و چہ پید بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
باز گو معنی مولیٰ بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
طَلَعِ الْبَدْرِ عَلَیْنَا بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
مفتخر آدم و حوا بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
قائل کُنْتُ نَبِیًّا بآبی اَنْتِ وَاُمِّی
”لَئِنَّ الْقَدْرَ“ تمنا بآبی اَنْتِ وَاُمِّی



گوہر، گوہر حسین خاں

المتوفی ۱۳۹۳ھ
۶۱۹۷۳

نقاب چہرہ پر نور سے اٹھالیں آپؐ
گناہگار پہ بھی اک نگاہ ڈالیں آپؐ

بھنور میں ہے مرے قلب و نگاہ کی کشتی
کہیں میں ڈوب نہ جاؤں مجھے سنبھالیں آپؐ

مری خرد نے مری زندگی کو پھونک دیا
مجھے جہنم احساس سے بچالیں آپؐ

وہ اک ردائے کرم ہے جو رحمت عالم
اُسی ردائے کرم میں مجھے چھپالیں آپؐ

اس آرزو پہ مری ساری زندگی قرباں
کہ ایک بار مدینہ مجھے بلالیں آپؐ

وہ آپؐ کا ہے کہیں اور جا نہیں سکتا
ہزار طرح سے گوہر کو آزمالیں آپؐ

شرقی بن شائق

المتوفی ۱۳۹۳ھ
۱۹۷۳ء

بڑے طویل اندھیرے ہیں غم کی راسخوں میں
چراغِ عشقِ محمدؐ جلانگا ہوں میں
مجھے ترے ہی کرم سے یہ پوچھنا ہوگا
کہاں سے آئی ہے کچھ روشنی گناہوں میں
گدائے کوئے محمدؐ کی شان کیا کہتے
کہاں یہ شان ہے دنیا کے بادشاہوں میں
کرم کی پھیک ملے گی ستم رسیدوں کو
یہ کیسا تفرقہ ہے تیرے خیر خواہوں میں
چراغِ طور بھی روشن تری کرن سے ہوا
ہے تیرا حسن زمانے کی جلوہ گاہوں میں
میں ایک سایہ ہوں جلتی ہوئی گھٹاؤں کا
چھپا ہوا ہوں مگر دھوپ کی پناہوں میں
بس اک نگاہِ تبسم نواز مل جائے
تمام عمر میں ڈھلتا رہا ہوں آہوں میں
زباں ہلی تھی ثنائے رسولؐ میں شرقی
سمٹ کے آگئے انوار میری باہوں میں

بہتراد لکھنوی (سردار حسین خاں)

المتوفی سن ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۴ء

مدینے دل و روح و جاں لے کے جاؤں
محبت کا سارا جہاں لے کے جاؤں
جو سرگرم رہتی ہے ان کی ثنا میں
وہ فکرِ سخن وہ زباں لے کے جاؤں
بھلا دوں جو کاذب ہے روداد میری
جو حق ہے وہی داستان لے کے جاؤں
”محمد محمد“ ہو، ہونٹوں پہ میرے
میں ایماں کی گل کاریاں لے کے جاؤں
نہ چھوٹے کبھی یہ دیارِ مدینہ
یہ خستہ سرآستان لے کے جاؤں
جو تڑپا رہا ہے مری زندگی کو
وہی دل کا دردِ نہاں لے کے جاؤں
نہیں لائقِ نذر بہتراد کچھ بھی،
میں کیا پیش شاہِ شہاں لے کے جاؤں



دورِ ہاشمی کانپوری (سید سعید الحسن)

المتوفی سنہ ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

اے کہ ترا وجود پاک دشمنِ فتنہ پُری
تیری جناب دم بخود بولہبی و خود سری
اے کہ تری ادا ادا فاتحِ قلبِ سونمات
اے کہ دکھا دکھا دیا تو نے جمالِ حق نما
اے کہ ترے تیار ہیں ناز کے عشوہ سازیاں
عرش سے فرش تک ترے حُسن کی جلوہ پاشیاں
اے کہ تری تجلیاں حاصلِ ظلمت جہاں
اے کہ ترا قدم قدم منزلِ امنِ عاقبت
تجھ سے نکھر نکھر گیا چہرہ صدقِ کائنات
تجھ سے ملا زمانے کو نظم و نظامِ حق شناس

اے کہ شکست کر دیا تو نے طلسمِ آذری
تیرے حضور سس رنگوں دیدہ سکندری
اے کہ تری نظر نظر حاصلِ حُسنِ دلبری
اے کہ مٹا مٹا دیا تو نے غرورِ کافری
اے کہ تری عبودیت معبدِ رازِ خود گری
فرش سے عرش تک تری جلوہ گہ پیمبری
تیرے کرم نے سرد کی آتشِ سحر سامری
اے کہ ترا نفس نفس دعوتِ اوج و برتری
تجھ سے لرز لرزا اٹھی روحِ فسونِ زرگری
تیرے بغیر تھی بہت زلفِ جہاں میں ابتری

گنبدِ سبز کے مکینِ خاتمِ دہر کے نگین
شاہِ محفلِ یقتیں گوہرِ تاجِ سروری

تیری قبائے کہنہ میں دولتِ جہاں کا راز
دیدہ خود نگر یہ تھیں شاقِ تری تجلیاں
دشمنِ جاں پہ بھی اٹھی تیری نگاہِ التفات
مستی و آگہی کا نازِ نشہ زندگی کا راز
اُن پہ سلامِ بل گئی جن کو ترے طفیل سے

تیرے قدم میں سجدہ ریزِ سطوتِ حُسنِ قیصری
گیسو تے بولہب میں تھی تیرے ہی دم سے ابتری
یہ تیری شانِ مرحمت یہ تیری بندہ پروری
تیرا سبُوچہ خودی، تیری مے قلندری
نانِ جویں کی معرفت، نعمتِ فقرِ حیدری

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

دورِ اسی اسمِ پاک سے دونوں جہاں کی برتری

شورش کاشمیری، آغا عبدالکریم

المتوفی ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

قلم سے پھول کھلیں، نطقِ درفشِ زباں ٹھہرے
وہ آستان کہ ارادت سے مہر و ماہ جھکیں
ہوائے کوچہٴ محبوب، شکریہ تیرا
یہ شکر دائرے بنتی رہی خیالوں میں
تمام عمر مدینہ میں سونے والے کو
کبھی نظیری و فیضی کی خوشہ چینی کی
کبھی عراقی و عطار سے نوا مانگی
نظر جمی کبھی حسان کے قصیدوں پر
نوائے مہر علی شہ کو دوش پہ رکھ کر
جنوں کا درس لیا، بوعلی قلندر سے
دیباچہ شعر میں سعدی کی ہمنوائی کی
ادب میں مرشدِ رومی سے اکتساب کیا
غرض کہ اس درِ مشکل کُشا تک آپہنچے
بہ بارگاہِ رسالت یہ ارمغانِ فقیر
سلام ان پہ کہ جن سے ہے نظم کوں و مکار
سلام ان پہ کہ جن کا نہیں مثیل کوئی
سلام ان پہ جو ہم بے کسوں کی منزل ہیں
غرض کہ ان پہ درود و سلام کی بارش

وہاں چلا ہوں جہاں گردشِ زباں ٹھہرے
وہ خاکِ پاک کہ ہر ذرہ کہکشاں ٹھہرے
ترے کرم سے بیاباں بھی گلستاں ٹھہرے
کوئی تو بات بہ عنوانِ ارمغان ٹھہرے
کہاں کہاں سے پکارا کہاں کہاں ٹھہرے
کبھی نظامی و خسرو کے ہمزباں ٹھہرے
کبھی ظہوری و قدسی کے رازداں ٹھہرے
کبھی قبیلہٴ عشاق کا نشان ٹھہرے
دیباچہ گنجِ شکر میں بھی میہماں ٹھہرے
غزلِ سرائیِ حافظ کے ترجمان ٹھہرے
نہ ماورای کہیں پہنچے نہ دریاں ٹھہرے
وہ اس گروہ میں سرخیلِ عاشقاں ٹھہرے
وہ ایک در کہ جہاں دورِ آسماں ٹھہرے
بڑا کرم ہو جو مقبول و کامراں ٹھہرے
سلام ان پہ کہ جو شاہِ دو جہاں ٹھہرے
سلام ان پہ کہ جو ہادیِ زماں ٹھہرے
سلام ان پہ کہ جو میرِ کارواں ٹھہرے
جو ہر زمیں کے لئے ابرِ درفشِ زباں ٹھہرے

جنونِ عشق اسی آستان پہ لے آیا
جنہیں شعور نہ تھا عقدہٴ حیات ہے کیا؟
وہ لوگ، تھا جنہیں بے دست پائی کا شکوی
ازل کے دن سے مشیت کی مصلحت تھی ہی

جبینِ شوق جہاں سنگِ آستان ٹھہرے
اس اک نگاہ کے صدقہ میں رازِ داں ٹھہرے
اسی کے در کی غلامی سے تیغِ راں ٹھہرے
کہ خاکِ طیبہ محمدؐ کا آستان ٹھہرے

اگر چلے ہو تو سوزِ دوام لے کے چلو
زباں پہ وردِ درود و سلام لے کے چلو

نثارِ دیدہ و دل، عشقِ مصطفیٰ کی قسم
زیں کا عجز انہیں کے قدم کا صدقہ ہے
سمندروں میں عمق ان کے فکر و دانش کا
جولب کھلے تو شکوے بھی کھل کھلا اٹھے
بدل گئے کبھی زبور تو آسماں کا نیا
کھلی ہیں اُن پہ غیاب و حضور کی راہیں

کہ یہ جنوں بھی بڑی چیز ہے خدا کی قسم
فلک کے چہرہ پر نور و پُرسنیا خدا کی قسم
ازل سے لے کر ابد تک کے رہنما کی قسم
جمالِ صاحبِ وائیل و الضحیٰ کی قسم
کلامِ پاک کی آیاتِ دل کُشا کی قسم
نظامِ عالم اتناں کے ارتقا کی قسم

بہ آں گروہ کہ از عشقِ مصطفیٰ مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند



سلیم (ابوالمکارم سلیم اللہ فہمی)

المتوفی سنہ ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

السلام اے مخزنِ جود و کرم	السلام! اے مہبطِ وحی اتم
السلام اے خادمۃ جاہ و حشم	السلام اے چاکرت کسری و جم
السلام اے منبعِ جود و سخا	السلام اے مبدأ بذل و عطا
السلام اے داروئے دردِ نہاں	السلام اے چارۃ بے چارگاں
السلام اے مطلعِ انوارِ حق	السلام اے محرمِ اسرارِ حق
السلام اے ہر دُعا را واسطہ	السلام اے شافعِ روزِ جزا
السلام اے اقی و علامہ ہم	عاجز از مدحت زبان و خامہ ہم
اے وجودت بہر حق انعامِ حق	رحمتِ عام، و صلّائے عامِ حق
گردِ راہت سرمۂ اہلِ نظر	کفشِ پابیت، خُشرواں راتاجِ ہر
ہر نظر بر لطفِ بے پایانِ تو	چوں مگس ہر منعمے بر خوانِ تو
یا رسول اللہ! دلم و تریبانِ تو	خالق و خلقش، ثنا گوینِ تو

از سلیم بے نوا عرضِ سلام

کن قبول، اے حضرت خیر الانام

عزیز (مولوی عزیز الحق)

المتوفی ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

رسول خدا رحمت للعالمین ہیں شہ دو سرا فخر دنیا و دیں ہیں
وہ دارالافتا ہو کہ دارالبفتا یہ دونوں جہاں ان کے زیرِ نگیں ہیں
انہی کی بدولت ہیں جملہ خلائیات زمیں پر ہیں جو یا کہ زیرِ زمیں ہیں
زمانہ ہے ان کے اشاروں کا تابع وہی ہیں ابوالوقت عہد آفریں ہیں
جہاں میں ہیں جتنے حکیم اور عاقل اسی خوانِ حکمت کے سب خوشہ چیں ہیں
وہ لطفِ کرامت وہ خلقِ مجسم فدا حسن ہو جن پہ ایسے حسین ہیں
ہیں عقل اور عشق ان کے آگے نگوں سر وہ ذہنوں پہ چھائے ہیں اور دانشیں ہیں
رؤف، رحیم، غنی، کریم سمجھی کچھ ہیں وہ بس خدا ہی نہیں ہیں

عزیزِ حقیر اور نعتِ پیمبر

جو محمودِ خلاقِ عرش بریں ہیں



جعفری، سید محمد

المتوفی ۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

سلام بھیجوں، درود اُس نبیؐ کو تذر کروں
کہ جس کو رحمتِ کُل عالمین کہہ تو سکوں

بلند مرتبت ایسا رسولؐ بھیجا گیا
کہ گر خدا نہ کہوں اُس کو ناخدا تو کہوں

یہ شعر حضرت اقبالؒ مجھ کو یاد آیا،
کہ آبروئے بشر جس سے ہو گئی افزوں

”خبر ملی ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے“
”کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں“

محمدؐ عربی ہیں کہ جن کے صدقہ میں
دلِ بشر کو خدا نے دیا ہے سوزِ دروں

انہیں کے نور سے ہر خلعتِ وجود ملا
انہیں کے نور سے روشن جہانِ بوقلموں

محمدؐ عربی وجہِ خلقتِ افلاک
ودیعتِ اُن کو ہوا رب سے رازِ کُن فیکوں

”محمدؐ عربی آبروئے ہر دوسرا“
انہیں کو قرب ملا ہے ملائکہ سے فزوں

بلندیاں شبِ معراج وہ ملیں کہ جہاں
اگر ہے عقلِ بشر کچھ تو ایک صیدِ زبوں

نہ نفسِ ناطقہ پہنچے، نہ لفظ ساتھ چلیں
بیاں کروں شبِ معراج کا تو کیسے کروں

اک عبدِ خاص ہے مہمانِ حضرتِ معبود

چمک رہا ہے سرِ عرش ہر درِ مکنوں

وہ فاصلہ جو تھا قوسین بلکہ اُس سے بھی کم

مقرب اتنا کوئی ہے ملک سے کیا پوچھوں

یہ جبرئیل نے سرداری پہ جا کے عرض کیا

تجلیوں سے جلیں پر اگر اس سے آگے چلوں

وہ ذاتِ پاک ہے لے کر نبی کو جو آیا

حرمِ کعبہ سے اقصیٰ تک اُس کی حمد کروں

ہیں انبیائے سلف راستے میں صف بستہ

دلوں میں اپنے لئے اشتیاقِ حد سے فزوں

وہ آدمؑ اور وہ ادریسؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ

وہ یوسفؑ اور وہ سلیمانؑ و یونسؑ ذوالنوں

کھڑے ہیں موسیٰؑ عمرانؑ و خضرؑ بھی ان میں

لئے ہوئے یدِ بیضا، عصا و مہرِ سکوں

و جبیرِ عقبیٰ و دنیا وہ عیسیٰ مریمؑ

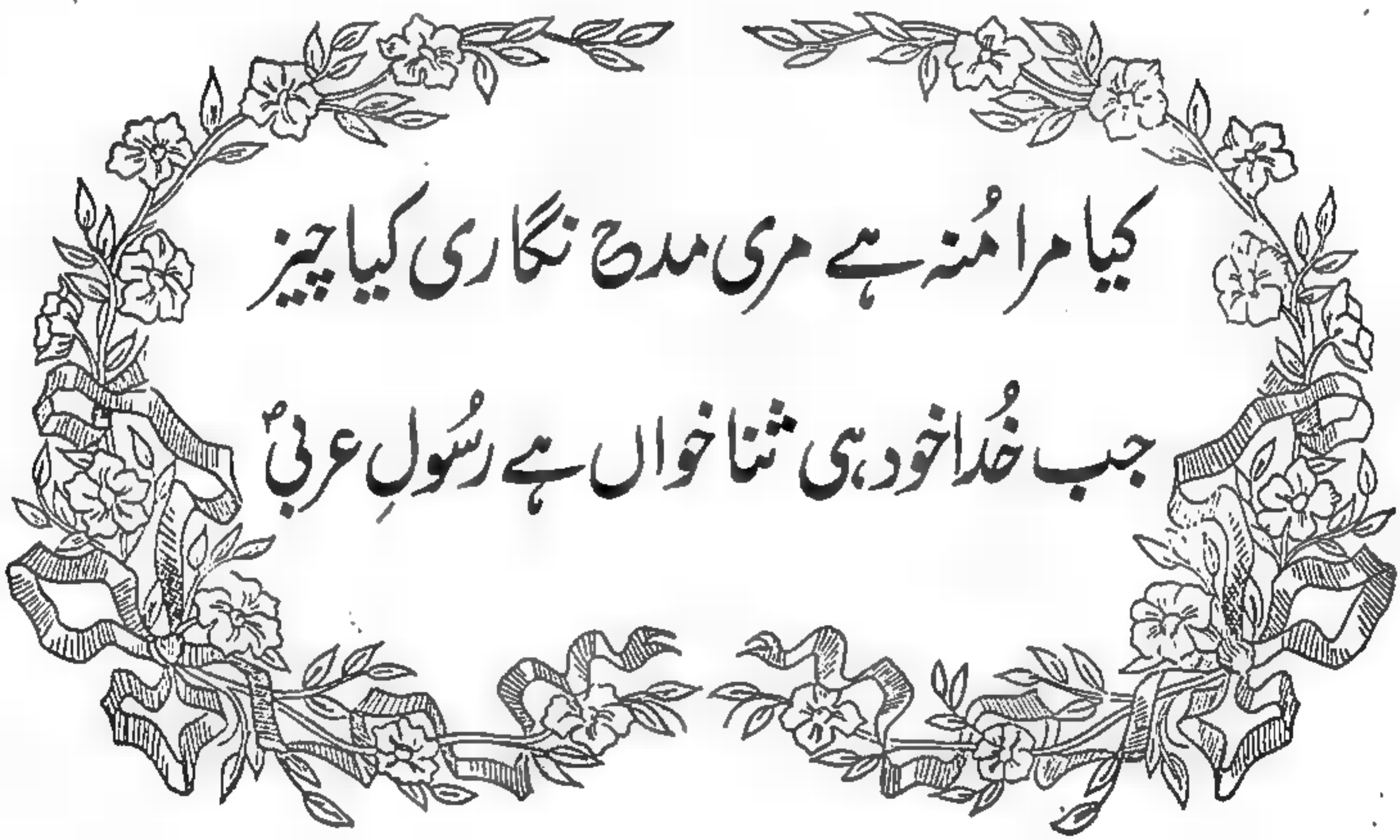
ہیں منتظر کہ یہ آئیں تو میں قدم لے لوں

بلایا کیوں شبِ معراج اور کہا کیا کچھ

خدا ہی جانتا ہے اس میں کیا ہے رازِ دروں

خدا کرے کہ ملے جعفری کو یہ توفیق

دُرود بھیجے جو حد و شمار سے ہو بروں



کیا مرامنہ ہے مری مدح نگاری کیا چیز

جب خدا خود ہی ثنا خواں ہے رسولِ عربیؐ

”اَشْهَدُ اَنْ لَا مُعَمَّدًا رَسُوْلَ اللهِ“

جوش ملیح آبادی (شبیر حسین خاں)

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزم کافری
رعشہ خوف بن گیا رقص بتانِ آذری
خشک عرب کی ریگ سے لہراٹھی نیاز کی
قلم حسن بازیں اف رے تری شناوری
اے کہ ترا غبار راہ تابش روئے ماہتاب
اے کہ ترانہ شانِ پا، نازش مہر خاوری
اے کہ ترے بیان میں نغمہ صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندہ بندہ پروری
اے کہ ترے دماغ پر جنبش پر تو صفا
اے کہ ترے خمیر میں کاوش نور گستری
چھین لیں تو نے مجلسِ شرک و خودی گریاں
ڈال دی تو نے پیکرلات و ہبل میں تھر تھری
تیرے قدم پہ جہہ سا روم و عجم کی تختیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خود سری
تیرے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و رہِ ستمگری
لحن سے تیرے منتظمِ پست و بلند کائنات
ساز سے تیرے منضبط گردشِ چرخ چنبیری

چین ستم سے بے خبر تیری جبین دل کشی

حرف وفا سے تابناک تیری بیاض دہری

تیری پیہری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے

بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہ قیصری

بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر، رشکِ حق بنا دیا

راہزوں کو دی ندا، بن گئے شمع رہبری

سلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغ حق رسی

پگھلا ہوا تھا کس قدر تیرا دل پیہری

چشمِ ترے بیان کا غارِ حرا کی خامشی

نغمہ ترے سکوت کا نعرہ فتحِ خیبری

زمزمہ تیرے ساز کا لحن بلالِ رضیٰ حق نوا

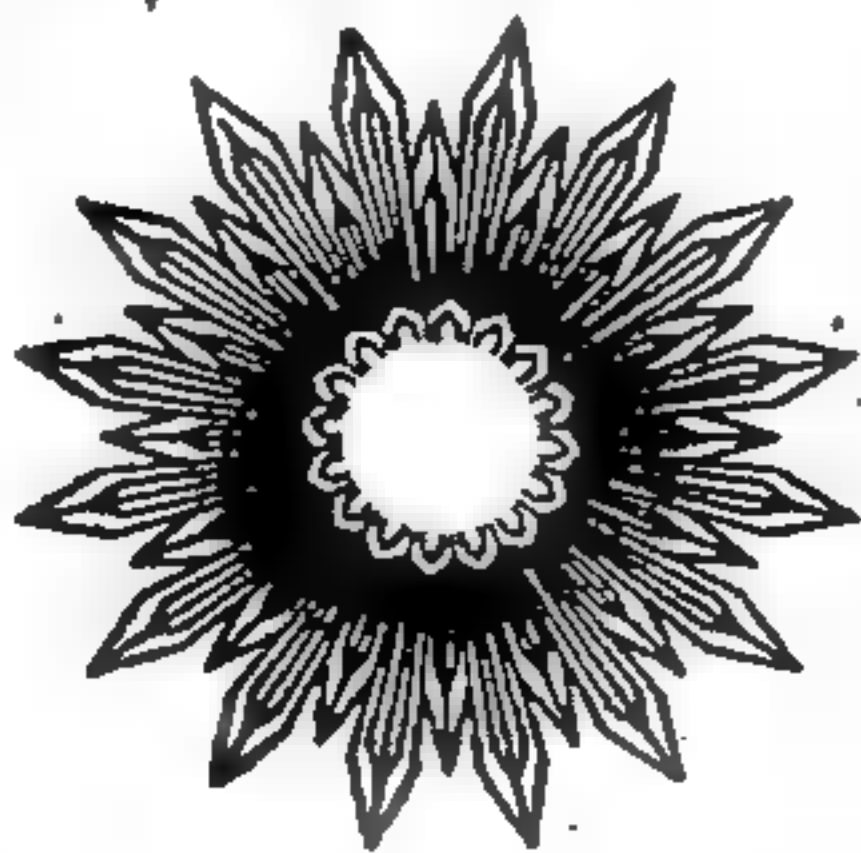
صاعقہ تیرے ابر کا لرزشِ روح بوذریٰ

تجھ پہ نثار جان و دل مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے

دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہِ کافری

تیرے فقیر اور دیں کوچہ کفر میں صدا

تیرے غلام اور کریں اہل جفا کی چاکری



دانش (احسان الحق ابن دانش علی)

حُسنِ فطرت کو، مجہول عاشقان درکار تھا
عاشقوں کو بہرِ سجدہ آستان درکار تھا
زندگی تھی چلچلاتی دھوپ میں زارِ زبوں
رہروں کو سایہ ابرِ رواں درکار تھا
بحرِ موتی ملے، تاروں کو تنویریں ملیں
اس سخاوت کو شبہ ہر دو جہاں درکار تھا
اس بساطِ خاک کی نشوونما کے واسطے
اک حکیمِ آب و گل اک چہرہ خواں درکار تھا
کفر کے زغے میں گہرائی ہوئی مخلوق کو
ذاتِ برحق کا یقین بے گماں درکار تھا
اے زہے تقدیر، یہ نکلا محمدؐ کا مقام
کوئی، انسان و خدا کے درمیان درکار تھا
خالقِ ارض و سما کی مصلحت جو ہو سو ہو
اس جہاں کو ناقدِ دانشوراں درکار تھا
خامیِ مخلوق سے خالق پہ اک آتی تھی بات
عاصیوں کو اک شفیعِ عاصیاں درکار تھا
قافلے کو منزلِ انسانیت کے واسطے
نسلِ انساں سے امیرِ کارواں درکار تھا

بے صدا و صوت تھی دولت سرائے آبِ گل

اس فضا میں صرف آئینِ اذال درکار تھا

چاہیے تھا آدمی کی رہبری کو آدمی

مُرسلوں کو سربراہِ مرسلان درکار تھا

زندگی پر کیسے کھل جاتے رموزِ زندگی

قولِ حق کو اُن کا اندازِ بیاں درکار تھا

منجھد تھی کب سے صحرائے عرب میں تیرگی

حق نے پیغمبر وہیں بھیجا جہاں درکار تھا

نورِ اُن کا عرش پر میلادِ ان کا خاک پر

آسمانوں سے زمیں کو ارمغان درکار تھا

یا محمدؐ تو نے رکھ لی مسلکِ آدم کی لاج

جس کو دانائے دو حرف کن فکاں درکار تھا

اُن سے ملتے ہی نظرِ کافرِ مسلمان ہو گئے

اس کے معنی ہیں حرم کو پاسیاں درکار تھا

دھوپ میں ڈھونڈتے تھے پتھر اس لئے سرکار نے

حشر کے دن رحمتوں کا سائبان درکار تھا

رحمۃٌ للعالمین سے جلے دل کے چراغ

انس و جاں کو خیر خواہِ انس و جاں درکار تھا

ہاں مرے سجدوں میں ہے دانشِ اُسی در کی تڑپ

میری پیشانی کو ان کا آستان درکار تھا!



حقیقۂ جالندھری

وہ جس نے نوع انسان کو غلامی سے رہائی دی
وہ جس نے پنچہ مرگِ دوامی سے رہائی دی

جب انسانِ دامِ مرگ اس کے غلاموں پر بچھاتے ہیں
حرم کے طائروں کو شانِ صیادی دکھاتے ہیں

میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں

اسی کا نام لیتا ہوں، اسی کو یاد کرتا ہوں

وہ جس سے ربط قائم ہے زمینوں آسمانوں میں

وہ جس کا ذکر ہوتا ہے مؤذن کی اذانوں میں

زمین و آسمان ہی جب رستم ایجاد کرتے ہیں

اُسی کے نام لیواؤں پر جب بیدار کرتے ہیں

میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں

اسی کا نام لیتا ہوں، اسی کو یاد کرتا ہوں

وہ جس نے ابرِ رحمت بن کے بے جانوں کو جاں بخشی

چمن کو رنگ بخشا اور بلبُل کو زباں بخشی

اسی کے باغ پر جب برقِ شعلہ ریز ہوتی ہے

اسی کے بے زبانوں پر چھری جب تیز ہوتی ہے

میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں

اسی کا نام لیتا ہوں، اسی کو یاد کرتا ہوں

ماہر القادری (منظور حسین)

رسولِ مجتہد کہیے، محمدؐ مصطفیٰ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیے
شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیے
جب اُن کا ذکر ہو دُنیا سراپا گوش ہو جائے
جب اُن کا نام آئے مرجا صلِّ علی کہیے
مرے سرکار کے نقشِ قدم شمعِ ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستا کہیے
محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے نورِ وحدت کا
اسی کو ابتدا کہیے، اسی کو انتہا کہیے
غبارِ راہِ طیبہ سرمۂ چشمِ بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس کو خاکِ شفا کہیے
مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے
مری آنکھوں کو ماہر! چشمۂ آبِ بقا کہیے



نسیم امروہوی . سید قائم رضا

وہ خیر البشر فخرِ اولادِ آدم بشیر و نذیر و ظہیرِ دو عالم
وہ لطفِ مکمل، وہ خلقِ مجسم بنی نوعِ انساں کا غمِ خوار و ہمد
غنی اور گدا کا سہارا محمدؐ
خدا کا محمدؐ، ہمارا محمدؐ

محمدؐ، وہ گم گشتہ قوموں کا ہادی جو عالم میں علم و عمل کا مَنادی
وہ پیغمبرِ عزم و خود اعتمادی شریعت ہے جس کی بہت سیدھی سادی
نہ دنیا پرستی نہ رہبانیت ہے
معیشتِ بدامان یہ روحانیت ہے



شرفِ صرفِ اسلام کو ہے یہ حاصل کہ جس کا بنی ہر صفت میں ہے کمال
نہ دنیا کا طالب، نہ دنیا سے غافل اولی الامر، یعنی رحیم اور عادل
وہ ”مُشْفِق“ جو غیروں کو اپنا بنالے
وہ ”قائد“ جسے چاہے جیسا بنارے

”پدر“ وہ کہ تصویرِ شفقت سراپا وہ ”استاد“ جو مصلحِ دین و دنیا
وہ ”ناصح“ کہ جس کا ہر اک قول سیٹھا وہ ”ساتھی“ کہ دشمن کو جس پر بھروسا
وہ ”مزدور“ مٹی اٹھالے جو سر پر
وہ ”سلطان“ کہ سکے ہے اہلِ نظر پر



”ولی“ وہ کہ بے وارثوں کا ہے والی وہ ”مولا“ سلاطین جس کے موالی
 وہ ”اعلیٰ“ کہ طرح مساوات ڈالی وہ ”طاہر“ کہ دل بھی کدورت خالی
 وہ ”امّی“ کہ مسجد میں قرآن بکف ہے
 وہ ”دریا“ کہ ساحل پہ طوفاں بکف ہے



”نبی“ وہ کہ مانا ہے سب انبیاء نے ”جبری“ وہ جسے کوہ، رائی کے دانے
 ”قوی“ وہ کہ جانچا ہے کوہ حرانے ”سنی“ وہ کہ سائل کا احسان مانے
 ”غنی“ وہ کہ شاہی میں فقر آشنا ہے
 ”تہی دست“ ایسا کہ دستِ خدا ہے



محبت کے یوں جس نے دریا بہائے دل اُن کا بھی پھینا، جو سر لینے آئے
 یہ بندہ نوازی کے جوہر دکھائے کہ خود کھائے جو۔ اور جو اہر لٹائے
 خوشی اپنی غیروں کے غم میں بھلا دی
 دیا درد جس نے، اسے بھی روادی



جو سویا تھا احساس، اُس کو جگایا جو فتنہ تھا بیدار، اُس کو سلایا
 کچھ ایسا اخوت کا چشمہ بہایا کہ دم میں تعصب کا شعلہ بجھایا
 محبت سکھادی، عداوت بھلا دی
 لگادی یہ آگ اور وہ آتش بجھادی



رئیس امروہوی (سید محمد مہدی عرف اچھن)

کس کا جمال ناز ہے جلوہ نما یہ سُو بہ سُو
 گوشہ بگوشہ، در بدر، قریہ بہ قریہ، کو بہ کو
 اشک فشاں ہے کس لئے دیدۂ منتظر مرا
 دجلہ بہ دجلہ، یم بہ یم، چشمہ بہ چشمہ، جو بہ جو
 مری نگاہ شوق میں حسنِ ازل ہے بے حجاب
 غنچہ بہ غنچہ، گل بہ گل، لالہ بہ لالہ، بو بہ بو
 جلوۂ عارضِ نبیؐ، رشکِ جمالِ یوسفی
 سینہ بہ سینہ، سر بہ سر، چہرہ بہ چہرہ، ہو بہ ہو
 زلف دراز مصطفیٰؐ، گیسوئے لیلِ حق نما
 طرہ بہ طرہ، خم بہ خم، حلقہ بہ حلقہ، مو بہ مو
 یہ میرا اضطرابِ شوق، رشکِ جنونِ فیس ہے
 جذبہ بہ جذبہ، دل بہ دل، شیوہ بہ شیوہ، خو بہ خو
 تیرا تصوّر جمالِ میرا شریکِ حال ہے
 نالہ بہ نالہ، غم بہ غم، نعرہ بہ نعرہ، ہو بہ ہو
 بزمِ جہاں میں آج بھی یاد ہے ہر طرف تری
 قصّہ بہ قصّہ، لب بہ لب، خطبہ بہ خطبہ، رو بہ رو
 کاش ہوان کا سامنا عینِ حریمِ ناز میں
 چہرہ بہ چہرہ، رخ بہ رخ، دیدہ بہ دیدہ، دو بہ دو
 عالمِ شوق میں رئیسِ کس کی مجھے تلاش ہے
 خطّہ بہ خطّہ، رہ بہ رہ، جادہ بہ جادہ، سو بہ سو



اقبالِ عظیم

کعبے سے اٹھیں جہوم کے رحمت کی گھٹائیں مقبول ہوئیں تشنہ نصیبوں کی دُعا میں

والنجم کے پرتو سے چراغاں ہے فلک پر والشمس کے جلووں سے منور ہیں فضا میں

لولاک کے نغموں سے فضا گونج رہی ہے واللیل کی خوشبو سے معطر ہیں ہوائیں

اک مہر جہاں تاب ابھرتا ہے حرم سے اب جھوٹے خدا اپنے چراغوں کو بجھائیں

آتی ہے شہنشاہِ شفاعت کی سواری شاداں ہیں خطا کار تو نازاں ہیں خطائیں

اُس در کے غلاموں کی ہے اُفتادِ فقیری راس آتی ہیں اُن کو نہ عبا میں نہ قبائیں

ہم حلقہ بگوشانِ درِ مصطفویٰ ہیں ہم اور کسی در پہ جبیں کیسے جھکائیں

میں عازمِ طیبہ ہوں مجھے کوئی نہ روکے کہہ دو کہ حوادثِ مرے رستے میں نہ آئیں

میں کیا کروں مجبور ہوں بے تابیِ دل سے میں گرم سفر ہوں وہ بلائیں نہ بلائیں

وہ بھی نہ سنیں گے تو بھلا کون سنے گا افسانہٴ غم اور کسے جا کے سنائیں

بس خاکِ کفِ پائے محمدؐ کی طلب ہے

اقبال کا مقصود دوائیں نہ دُعا میں

شور (پروفیسر منظور حسین)

جب لات و ہبل کی پیشانی آدم کے لہو سے دھلتی تھی
 جب دیرو کلیسا کی ظلمت کعبے کی سحر میں تلتی تھی
 پتھر کی سلوں سے جب اپنے معبود تراشے جاتے تھے
 دیوارِ حرم سے جب طوفاں بُت خانوں کے ٹکراتے تھے
 جب نسل و نجابت کا قشقہ ماتھوں پہ لگایا جاتا تھا
 جب لعل و گہر کی چادر میں ہر کوڑھ چھپایا جاتا تھا
 جس دور میں شمع بُت خانہ محرابِ حرم میں جلتی تھی
 دوزخ کو چھپا کر سینے میں جنت کی ہوا جب چلتی تھی
 اس وقت وہ آیاتوں کو پیغامِ سر دینے والا
 آفاق کی ڈوبی کشتی کو ساحل کی طرف کھینے والا
 سورج کی ضیا، مہتاب کی ضو، تاؤں کی چمک، کلیوں کی ہلک
 تعبیریں، تاویلِ زباں، مقصودِ وجودِ جن و ملک
 تفسیر کتاب کون و مکان فخرِ دوسرا سردارِ اُمم
 سینے میں گدازِ کربِ الم، قدموں میں وقارِ قیصر و حُجَم
 وہ جس کا نفس تہذیبِ نفس، وہ جس کی نظر تطہیرِ نظر
 وہ جس کی جبیں کا ہر سجدہ معبودِ دعا، سجدہ اثر
 صحرائے عرب سے جواٹھ کر دنیا کے افق پر چھایا ہے
 جس کا پرچم اسپین سے لے کر چین تک لہرایا ہے

باطل کے گھنے اندھیروں سے جو بادل ہنستا گزرا ہے

تاجوں پہ گرجتا آیا ہے، کاسوں پہ برستا گزرا ہے

اے وہ کہ غلاموں کو جس نے بخشی ہے زمیں کی آفاقی

آفاق کو روندے گا کب تک تلواروں سے غرورِ دارائی

جمہور اٹھائے گی کب تک تابوتِ ظلِ سبحانی

جمہور کی زندہ لاشوں پہ ناچے گی کہاں تک سلطانی

بیچیں گے ضمیروں کو کب تک ابنائے حرم بازاروں میں

تکبیر رہے گی گم کب تک زنجیروں کی جھنکاروں میں

قوموں کے لہو سے قوموں کے بریز پیالے آج بھی ہیں

بازارِ اُمم میں اپنے خدا کو بیچنے والے آج بھی ہیں

پردے میں تمدن کے کب تک انسان کو انسان کھاتے گا

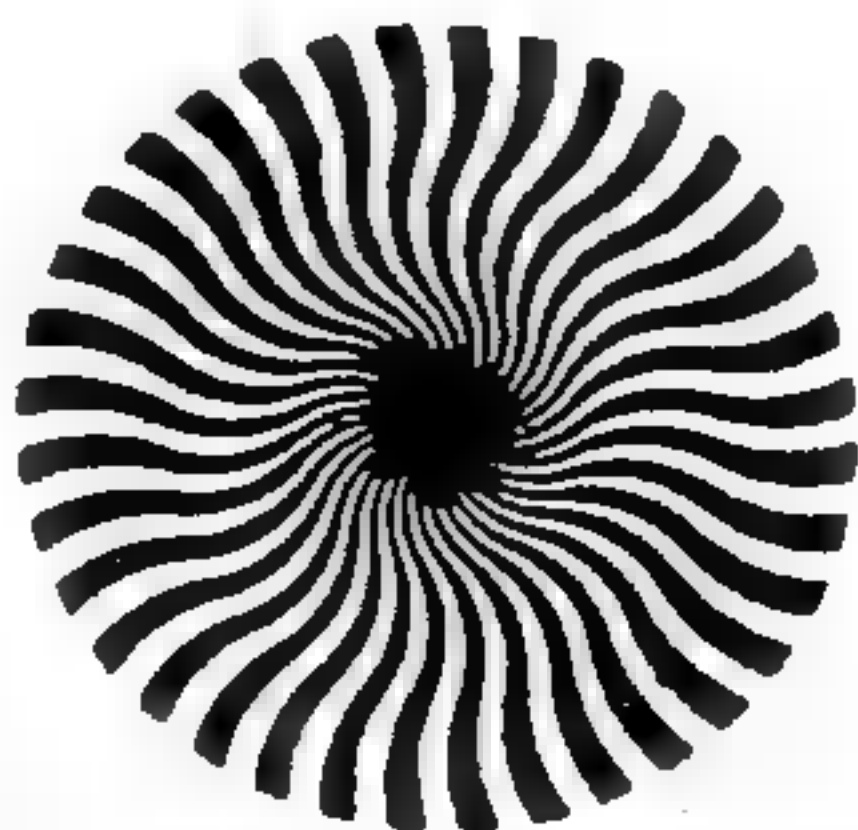
یہ ابر کہاں تک برسے گا، یہ سیل کہاں تک جائے گا

تاریک اُفق کے ماتھے سے کب رات کی ظلمت چھوٹے گی

صبحوں کا اجالا کب ہوگا، سورج کی کرن کب پھوٹے گی

اے پشت و پناہ کون و مکان اس سمت بھی اک حمت کی نظر

سن میری فغاں! لے میرا سلام! اے ارض و سما کے پیہر



سید آلِ رضا لکھنوی

تہذیبِ عبادت ہے سراپائے محمدؐ تسلیم کی خوشبو چن آرائے محمدؐ
تنظیمِ خدا ساز تمنائے محمدؐ منشا جو خدا کا وہی منشا ئے محمدؐ

جس دل میں ہے اللہ وہیں رہتے ہیں یہ بھی

اللہ جو کہتا ہے، وہی کہتے ہیں یہ بھی

اللہ کی طاعت ہے، محمدؐ کی طاعت قرآن کی دعوت ہے، محمدؐ کی طاعت

مرکز کی حفاظت ہے، محمدؐ کی طاعت حد بند شریعت ہے، محمدؐ کی طاعت

ہو جتنا شعور، اتنا ہی اس حد کو سمجھ کر

اسلام کو سمجھو، تو محمدؐ کو سمجھ کر

اللہ ہے کیا؟ جس نے بتایا وہ محمدؐ پیغام سا پیغام جولایا، وہ محمدؐ

آیات میں پیوست جو آیا، وہ محمدؐ جس نے بشریت کو سجایا وہ محمدؐ

معیار بنا بارگہ عز و جل میں

آہنگِ محمدؐ، صفتِ قول و عمل میں

وہ علمِ مجسم، وہ مشیت، وہ محمدؐ وہ عقلِ مسلم، وہ رسالت، وہ محمدؐ
وہ عدلِ منظم، وہ طبیعت، وہ محمدؐ وہ خلقِ معظم، وہ شرافت، وہ محمدؐ

نازِ احدیت یہ نیابت ہے ہماری

فخرِ بشریت، یہ سیادت ہماری

وہ وحی کے عالم میں کمالِ بشریت اللہ کا پر تو خدو خالِ بشریت

انوار کا آئینہ، جمالِ بشریت کیفیتِ مخصوص میں حالِ بشریت

قرآنِ زباں، طرہ گفتار محمدؐ

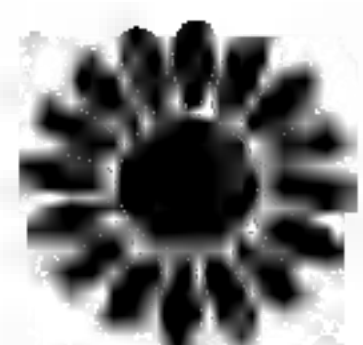
قرآنِ عمل، منزلِ کردار محمدؐ

محبوبِ خدا لطف و محبت کا علمدار اخلاقِ ہمہ گیر کی وسعت کا علمدار

انسان سے انسان کی ملت کا علمدار اللہ کے رشتے سے اخوت کا علمدار

وہ پرچمِ احساں جو زمانے پہ کھلا ہو

رحمت کا وہ بادل جو برسنے پہ ٹلا ہو



سید ہاشم رضا

چلے ہیں سوئے عدم لے کے آرزوئے رسولؐ

یہ حوصلہ ہے کہ دم لیں گے رو بروئے رسولؐ

ہماری شام لحد کی یہی ہے صبح امید

قدم بہ عرصۂ محشر، نظر بہ روئے رسولؐ

مدینہ آگیا اے ساتھ تو خموش رہو

انہیں فضاؤں میں گونجی ہے گفتگوئے رسولؐ

یہی ہے منزلِ دل سانسِ لوحِ محبت کی

انہیں ہواؤں میں بستی رہی ہے پوئے رسولؐ

سفرِ قمر کا میسر ہوا تو دیکھیں گے ،

چمک دمک ہے وہاں بھی بطرزِ کوئے رسولؐ

ہیں تحتِ وناج و زرو مال ان کی ٹھوکر میں

رہی ہے جن کے تصور میں آبروئے رسولؐ

نہ سوشلزم سمجھتے ہیں ہم نہ کیپٹل ازم

ہمارے فہم و فراست کا رخ ہے سوئے رسولؐ

ہزار بیت تھے جہاں میں ہزار سالوں سے

مگر ٹھہر نہ سکا کوئی دو بدوئے رسولؐ

کن آنکھوں میں جلا تھا چراغِ مصطفویؐ

کن آفتوں کا مداوا بنی ہے نئے رسولؐ

جمالِ نورِ فناں اور کلامِ سازِ الست

زہے جبینِ محمدؐ، زہے گلوئے رسولؐ

ہماری بات ہی کیا ہے بساطِ ہی کیا ہے

کلامِ رب کو ہوئی جب کہ جستجوئے رسولؐ

بڑھیں گے عابد و زاہد تو سوتے نہ رلین

ہم ایسے رند ملیں گے کنارِ جوئے رسولؐ

ہماری عقل کہاں رتبہ رسولؐ کہاں

کمالِ عشق سے ممکن ہے جستجوئے رسولؐ

حضورؐ ہم نہ ہوئے آپ کے زمانے میں

گلہ کریں گے مقدر کا رو بروئے رسولؐ



شاعر لکھنوی (حسن پاشا)

کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا یہ گداز عشق رسولؐ ہے جو نہاں ہوں میں تو آگ ہے جو نظریں آئے تو پھول ہے
وہ ادا ہے کتنی لطیف تر جو بتائے لطف رسولؐ ہے وہ نگاہ کتنی حسین ہے جو نگاہ اُن کو قبول ہے
جو نفس نفس کا ہے مدعا نہ کہوں حضور میں کیوں بھلا کہ مرے نبیؐ کو پسند ہے مری داستاں میں چچ طولؐ ہے
زہے کیف سجدہ معتبر کہ میں کھو گیا ہوں جھکا کے سر مجھے ہوش کیا کہ یہ عرش ہے کہ زمین کوئے رسولؐ ہے
جسے اُس نظر سے ہیں نسبتیں وہی دل ہے عشق میں کام کا جو نہ تابِ عکس بھی لا سکا تو وہ آئینہ ہی فضولؐ ہے
تری جستجو میں جو آئے تو مجھے موت بھی ہے عزیز تر تری آرزو میں ملے اگر مجھے زندگی بھی قبولؐ ہے
درِ مصطفیٰ کی تلاش تھی میں پہنچ گیا ہوں خیال میں نہ تھکن کا چہرے پہ اثر نہ سفر کی پاؤں دھولؐ ہے
کوئی اہل دل ہی بتائے گا کہ شعور کیا اصول کیا تری جستجو ہی شعور ہے، تری آرزو ہی اصول ہے
ذرا سوچ و اعظ خوش بیاں میں کہاں ہوں عشق میں تو کہاں تری راہ عالمِ خلد ہے، مری راہ کوئے رسولؐ ہے
کبھی خوش بیاں کبھی بے نوا، ہے عجیب طرح کا دل مرا غمِ مصطفیٰ سے ہے شادماں، غمِ زندگی سے ملولؐ ہے

یہی شاعر اپنی ہے آرزو، وہ دیار ہو میرے روبرو

کہ جہاں عطا کی ہیں بارشیں کہ جہاں کرم کا نزولؐ ہے

فضلی (سید فضل احمد کریم)

ہے اگر کائنات ایک رباب
سب میں کچھ کچھ کمی سی لگتی ہے
وہ کہ ان کا نہیں کوئی بھی مثیل
ان کی ذات و صفات اک دیا
بے نواؤں کو عظمتیں بخشیں
تو ران کا ہے کر دیا جس نے
قوم جو علم سے تھی بے بہرہ
بے ادب بادیہ نشینوں کو
موت کو یوں بتا دیا محبوب
دولت و ملک و نسل کی تفریق
یوں مٹا دی کہ بوذر و سلمان
آپ ہی کی بتائی وہ نکلی
ان کا پیغام جس نے اپنایا
روح کو ان کے عشق سے آرام
ان کی خوشبو نفس نفس میں ہے

ذات پاک حضور ہے مضراب
جو بھی آتے ہیں ذہن میں القاب
وہ کہ ان کا نہیں کوئی بھی جواب
اور الفاظ میرے مثل حباب
ان کی عظمت کی کوئی حد نہ حساب
ذرے ذرے کو مہر عالم تاب
کھول دی زندگی کی اس کتاب
آتے موت و حیات کے آداب
لوگ مرنے کو ہو گئے بے تاب
تھی جو انسانیت کے حق میں عذاب
ہو گئے ہمسر عمر خطاب
جب بھی سوچھی کسی کو راہ صواب
آگیا اس کی زندگی پر شباب
دل ہے گوان کے عشق میں بیتاب
سائیں لینا بھی ایسے کارِ تواب

ذکرِ پاک اُن کا اور تو فضلی
بے ادب سیکھ عشق کے آداب

احمد ندیم قاسمی (احمد شاہ)

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے، یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا
تہ بہ تہ ترسیر گیاں ذہن پہ جب ٹوٹتی ہیں
نور ہو جاتا ہے کچھ اور ہویدا تیرا
کچھ نہیں سو جھتا جب پیاس کی شدت مجھے
چھلک اٹھتا ہے مری روح میں مینا تیرا
پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا
دست گیری مری تنہائی کی، تو نے ہی تو کی
میں تو مرجاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا
لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں، جہاں بھر پہ ہے سایا تیرا
تو بشر بھی ہے، مگر فخر بشر بھی تو ہے
مجھ کو تو یاد ہے بس اتنا سراپا تیرا
میں تجھے عالمِ اشیاء میں بھی پالیتا ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالمِ بالا تیرا
مری آنکھوں سے جو ڈھونڈیں، تجھے ہر سو دکھیں
صرف خلوت میں جو کرتے ہیں نظار تیرا

وہ اندھیروں سے بھی درّانہ گزر جاتے ہیں
 جن کے ماتھے پہ چمکتا ہے ستار تیرا
 ندیاں بن کے پہاڑوں میں تو سب گھومتے ہیں
 رینگزاروں میں بھی بہتا رہا دریا تیرا
 شرق اور غرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
 نگہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا
 اب بھی ظلمات فروشوں کو گلہ ہے تجھ سے
 رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا
 تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا۔ ہزاروں کا سہی
 اب جو تاحشر کا فردا ہے۔ وہ تنہا تیرا
 ایک بار اور بھی یثرب سے فلسطین میں آ
 راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا



حَقِّی (شان الحق)

مجھے تو صرف اتنا ہی یقین ہے
اگر تم مقصدِ عالم نہیں ہو
مرا تو بس یہی ایمان دیں ہے
تو پھر کچھ مقصدِ عالم نہیں ہے
نہیں میں واقفِ سرِّ الہی
جو دل الوار سے ان کے ہے روشن
یہ سمجھے معنیِ لولاک میں نے
مگر آزارِ ہستی کا مداوا
وہ شہر بے حصار ان کا، مدینہ
نہ پوچھو ہے سواد اس کا کہاں تک
نہ کہتے ان کا سایہ ہی نہیں تھا
مگر جس پر بھی سایہ پڑ گیا ہے
نہ سمجھو ہم کو محرومِ نظارہ
یہ دیکھو صبح ہے کتنی متور
جھکی جاتی ہے خود سجدے میں گردن
کہ دل میں ما سوائے اسمِ احمد
نہ جانے کفر ہے یا کارِ دیں ہے
نہیں ہے، کچھ نہیں ہے، کچھ نہیں ہے



آنور صابری (مولینا محمد انور)

مچلنے لگے میری پلکوں پہ آنسو مجھے جب شہنشاہِ دیں یاد آئے
ستاروں کو قصے دل مبتلا کے نگاہوں کی خاموشیوں نے سنائے

کروں میں جہاں جا کے ذکرِ محمدؐ، مزہ جب ہے اے جذبہ والہانہ
مرے سازِ احساس پر رُوحِ جامیؒ، کوئی اپنی تازہ غزل لگنائے

وہ معراج کی شب پئے خیر مقدم تھا افلاک پر شادمانی کا عالم
بہشتِ بریں میں صفِ انبیاءؑ نے درودوں، سلاموں کے تحفے سجائے

وفا کا یہی مقصدِ زندگی ہے، یہی اولین شرطِ عشقِ نبیؐ ہے
کبھی شدتِ اضطرابِ الم سے، نئی چشمِ حسرت میں آنے نہ پائے

نہ گھبراؤ اے عاشقانِ رسالت، دم گرمی آفتابِ قیامت
قبائے شفاعت کے ہوں گے میسر مروت پر ہر حشر پر کیف سائے

جدھر اٹھ گئے پائے سرکارِ والا، کلیجے سے ظلمت کے ابھرا اُجالا
جوارِ نقوشِ قدم تک جو پہنچے وہ ذرے مثالِ سحرِ جگمگائے

مدینہ کی جانب تمنا ہے آنور! چلوں اس ادا سے باندازِ مستی
صحابہؓ کے دورِ محبت کا خاکہ مرا رہبرِ آرزو بنتا جائے



تیسرے (صوفی غلام مصطفیٰ)

رخشنده تیرے حُسن سے رُخسارِ یقین ہے
تابندہ تیرے عشق سے ایماں کی جبین ہے

ہر گام تیرا ہم قدم، گردشِ دوراں
ہر جادہ ترا رہ گزرِ خلدِ بریں ہے

جس میں ہو ترا ذکر، وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام، وہی باتِ حسین ہے

چمکی تھی کبھی جو ترے نقشِ کفِ پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے

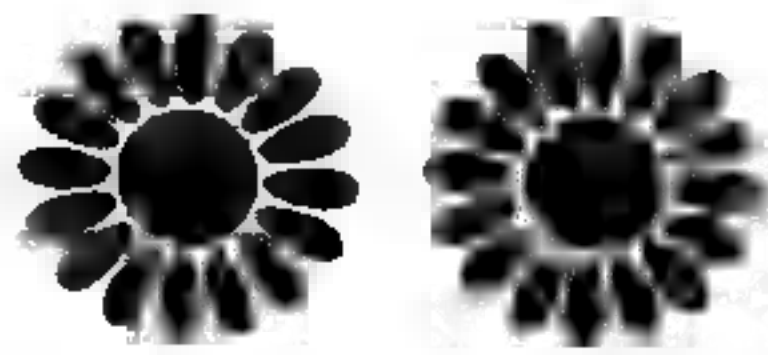
جھکتا ہے تکبرِ تری دہلیز پہ آکر
ہر شاہِ تری راہ میں اک خاکِ نشین ہے

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تو خاتمِ دوراں کا درخشنده نگین ہے

آیا ہے ترا اسمِ مبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزاوار نہیں ہے

فتا نظامی کانپوری

ہر ابتدا سے پہلے ہر اک انتہا کے بعد
اعلیٰ ہے سب سے ذات محمدؐ خدا کے بعد
شاید اسی کا نام ہے توہینِ جستجو
منزل کی ہو تلاش ترے نقشِ پا کے بعد
دل مطمئن ہے یوں تری بزمِ پناہ میں
بیمار مُسکراتا ہو جیسے شفا کے بعد
تشبیہ کے لئے ہیں یہ خورشید و ماہِ تاب
حاجت بھی ورنہ کیا تھی رخِ مُصطفیٰ کے بعد
دنیا تری بھی فکر سے غافل نہیں ہوں میں
لیکن خیالِ دینِ رسولؐ خدا کے بعد
کہنا رسولؐ پاک سے طیبہ کے زائرو
میرا سلام اپنی ہر اک التجا کے بعد
مصرع یہ خوب حضرت جوہر کا ہے فتا
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد



مولانا محمد علی جوہر

ساغر نظامی، میرٹھی (صمد یار خاں)

حُسن سراپا، عشق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
روتے مُتوڑ، گیسوئے پر خم صلی اللہ علیہ وسلم
صاحبِ قرآن، فخرِ سؤلاں، خسرِ دین، رحمتِ یزداں
بادہ عرفاں، ساقیِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اُنس کا مرکز، خیر کا مآمن، شوق کا مرجع، درد کا مسکن
حُسن کا منبع، عشق کا سنگم صلی اللہ علیہ وسلم
زخمہ وحدت، نغمہ کثرت، سازِ محبت رازِ خلقت
عنوانِ افسانہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم
فرش سے ہے تاعرش اُجالا، ذرہ ذرہ نور کا ہالہ
شمعِ دو عالم، جہرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اے کہ طبیبِ عالم امکاں، چارہ گیرِ بیماریِ انساں
تو نے رکھا زخموں پہ مرہم صلی اللہ علیہ وسلم
سازِ ازل سے سوزِ ابد تک ایک ترنم ایک تلاطم
بربطِ جاری، نغمہ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم
سر میں سجودِ شوق کا طوفاں، آنکھوں میں سوا بریاں
کوئے مدینہ اور یہ موسم صلی اللہ علیہ وسلم



رعنا اکبر آبادی

گل معنی کھلا جب رحمۃ اللعالمیں آئے
مشیئت تھی کہ آخر میں بہارِ اولیں آئے

زمین کے فرش پر عرشِ الہی کے مکین آئے
بساطِ فقر لے کر مالکِ دنیا و دیں آئے

بڑھایا اور بھی سوزِ محبت شانِ ہجرت نے
جہاں روشن ہوئی یہ شمعِ پروانے وہیں آئے

تصدقِ الٰہی کی تنہائی پہ ہنگامہ دو عالم کا
حرا کے غارِ قسمت صحرِ عزت گزیر آئے

تڑپ کر رہ گیا ایک ایک ذرہ بزمِ ہستی کا
تجلی تھی کچھ ایسی نظر سمجھی یہیں آئے

زمین پرلے کے اورج عرش سے تحفے محبت کے
خدا واقف ہے کتنی مرتبہ رُوحِ الٰہیں آئے

ستارے رہ گئے سارے تڑپ کر بامِ قدرت پر
زمین کے چاند بن کر جب یہ بالائے زمین آئے

رسول اللہ کا عرفاں ہے، عرفاںِ خدا رعنا
اگر ایماں نہ ہو ان پر خدا کا کیا یقین آئے

نشور واحدی

ذکر اُس کا ہے اور باچشمِ پریم نازاں ہے جس پر تاریخِ آدم
ایمانِ مطلق ارشادِ محکم نورِ مجسم، جانِ دو عالم

روحِ ہدایت احمد بہ نامے

یثربِ مقامے بطحا خرامے

ہوتا نہیں گریضِ الستی دنیا اُجڑ کر شاید نہ بستی
ظِلِّ نبی سے مستی و ہستی جس نے مٹائی باطل پرستی

مہتابِ دستے خورشیدِ گامے

صبحِ شپہ صبحے شامِ شپہ شامے

اُجھڑا ہے جب سے ہستی کا تارا طوفاںِ بکف ہے عالم ہی سارا
بے سود کشتی، جھوٹا کتارا ختمِ رُسل کا سب کو سہارا

ذاتِ رفیقش خاصے بہ عامے

کہنہِ کلیمے، تازہ پیامے

عثمانیت ہے غمِ کوششِ رہنا صبر و رضا میں پُر جوشِ رہنا
جس نے سکھایا دی ہوشِ رہنا خنجر کے نیچے خاموشِ رہنا

خوں در گلو و قرآنِ بہ کلامے

محو کلام و خود لا کلامے

پھر شمعِ ایمانِ ضویا رہی ہے تاریخِ ماضی دہرا رہی ہے
بزمِ سیاست تھرا رہی ہے کعبہ کی جانب خلق آ رہی ہے

منزلِ بہ منزلِ گامے بہ گامے

عالمِ مسافر کعبہ مقامے

تائیش دہلوی، سید مسعود الحسن

راحتِ دل، سکونِ جاں یعنی	وہی - غمخوارِ عاصیاں یعنی
جو قدم سے حدوث میں آیا	وہی تخلیق ہر جہاں یعنی
شہرہ ہے جس کی مصطفائی کا	وہی ممدوحِ قدسیاں یعنی
شرفِ اجبتائی جس کو ملا	وہی سرخیلِ نوریوں یعنی
ذات سے اپنی حجتِ اکبر	ماورائے ہر این و آن یعنی
بے نظیری میں خود نظیر لیتا	بے مثالی کا خود نشان یعنی
مہبطِ وحی و مرکزِ الہام	کاشفِ سرکنِ فکاں یعنی
مصدرِ خیر و منبعِ الطاف	قاسمِ کوثر و جنان یعنی
خلق میں سرِ بر رُف و رحیم	آدمیت کا پاسباں یعنی
مرد امن ہے جس کا، ابرِ کرم	وہی دلداریِ خستگان یعنی
عشرتِ نطق جس کا نامِ عزیز	ذکر جس کا نشاطِ جاں یعنی

لائقِ مدح ہے وہی تائیش

وہی - مرتاجِ مُرسلاں یعنی

محشر بدایونی (فاروق احمد)

ہم کو کیا خوف باطل کے میدان میں
سیفِ حق ہاتھ میں روحِ فترآن میں
اُسوہِ مصطفیٰؐ کا چراغ آج بھی
جل رہا ہے ہواؤں کے طوفان میں
نشرِ بطحا سے دور ایسی ہے زندگی
جیسے تنہا مسافر بیابان میں
ہم نبیؐ کی محبت سے باہر کہاں
یہ محبت تو شامل ہے ایمان میں
ہے یہ عمرِ تصور بھی اُن کا کرم
ہر نفس ایک اضافہ ہے احسان میں
پھر وہ صدق و یقین دے الہی ہمیں
تھا جو صدیقؑ و فاروقؑ و عثمانؑ میں
جذبہٴ بوذریؑ، سطوتِ حیدریؑ
پھر سے پیدا ہو ایک اک مسلمان میں
بارشیں اور رحمت کی یہ بارشیں
اب شمارِ گنہ بھی نہیں دھیان میں
دیکھ محشر وہ چشمِ خطا پوش اٹھی
دفعۃً کیسی جنبش ہے میزان میں

منور بدایونی (ثقلین احمد)

نعتِ محبوبِ داورِ سند ہو گئی

فردِ عصیاں مری مُسترد ہو گئی

مجھ سا عاصی بھی آغوشِ رحمت میں ہے

یہ بھی بندہ نوازی کی حد ہو گئی

عمر بھر میں نے دنیا میں نعتیں لکھیں

میری بخشش یہیں مستند ہو گئی

عرشِ تک تو خیالوں نے سمجھا انہیں

ختم آگے تختِ سل کی حد ہو گئی

جو تجلی منور مرے دل میں تھی

وہ پسِ مرگ شمعِ لحد ہو گئی



فگار (دلاور حسین بدایونی)

جمالِ ماہِ وانجمِ عارضِ احمد کی تابانی
طلوعِ صبحِ خنداںِ مصطفیٰ کی خندہ پیشانی
محمد کی غلامی کر کہ تو بھی سیکھ جائے گا
جہاں بینی، جہاں گیری، جہاں داری، جہاں بانی
نظر جب مصحفِ رخ پر پڑی جبریل نے دیکھا
لکھی ہیں عارضِ پر نور پر آیاتِ قرآنی
مرے آقا نے اس حد تک بھرا ہے میرے دماں کو
جہاں تک ساتھ دے سکتی تھی میری تنگ دامانی
سفر میں آخرت کے اور زادِ راہ کیا لیجے
بہت ہے دیدہ گریاں میں ایک اشکِ لیشمانی
زبانِ شوق پر نامِ محمد آگیا آخر
بس اے بیتابی دل بس یہیں تک تھی پریشانی
رسولِ پاک کو عام آدمی سمجھے تو کیا سمجھے
قرآن سارے انسانی، شامل سارے سبحانی
قیامت میں فگار بے نوا کی دستگیری کو
بہت ہے ایک نظمِ مختصر کی نعتِ عنوانی



نعیم صدیقی (فضل الرحمن)

ہوا ہے دل کا تقاضا کہ ایک نعت کہوں
میں اپنے زخم کے گلشن سے تازہ پھول چمنوں
پھران پہ شبیم اشک سحر گہی چھڑکوں
پھران سے شعروں کی لڑیاں پرو کے نذر کروں

میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

میں تیرہ صدیوں کی دوری پہ ہوں کھڑا حیراں
یہ ایک ٹوٹا ہوا دل یہ دیدہ گریاں
یہ منفعل سے ارادے یہ مضحمل ایماں
یہ اپنی نسبتِ عالی یہ قسمتِ واژوں

میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

یہ تیرے عشق کے دعوے یہ جذبہ بیمار
یہ اپنی گرمی گفتار، پستی کردار
رواں زباؤں پہ اشعار، کھو گئی تلوار
حسین لفظوں کے اتبار، اڑ گیا مضمون

میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

پہن کے تاج بھی غیروں کے ہم غلام رہے
فلک پہ اُڑ کے بھی شاہیں اسیر دام رہے
بنے تھے ساقی مگر پھر شکستہ جام رہے
نہ کار ساز خرد ہے نہ حشر خیز جنوں

میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں

یہاں کہاں سے مجھے رفعتِ خیال ملے
کہاں سے شعر کو اخلاص کا جمال ملے
کہاں سے قال کو گم گشتہ رنگِ حال ملے
حضور! ایک ہی مصرع یہ ہو سکا موزوں

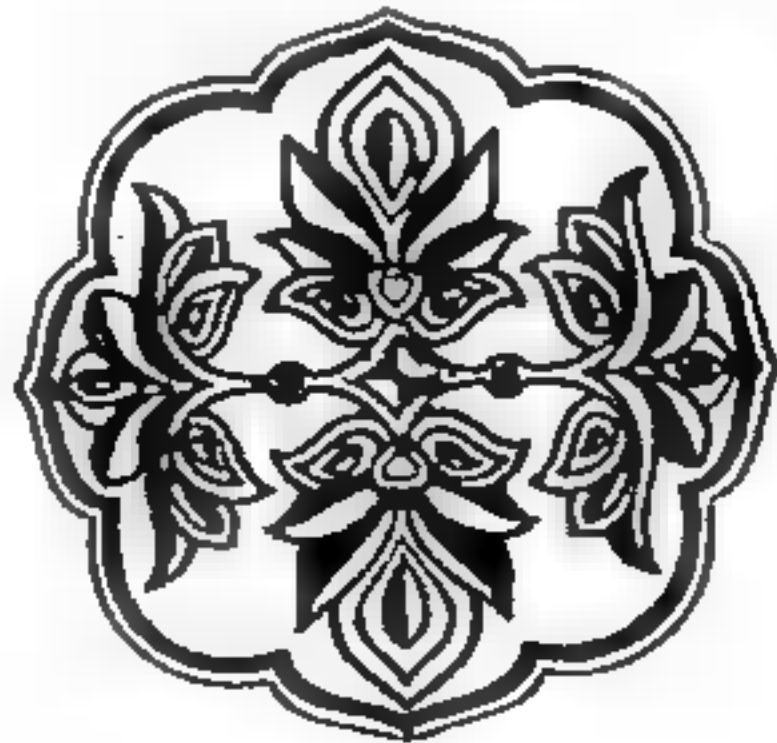
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں



صبا متھراوی (رفیع احمد)

زباں جبریل کی دے دے تو پورا ہو سخن میرا
کہ بہر نعت یارب کھل رہا ہے اب دہن میرا
یہ کس ہنکے ہوئے رنگین گل کا تذکرہ نکلا
کہ عطر و مشک و عنبر سے بھرا گنج دہن میرا
چراغِ قسمتِ عالم ہے روشن جس کے جلوں سے
وہی نقش کفِ پا ہے چراغِ انجمن میرا
فلک بولا۔ ازل سے یہ شفیع حشر میرا ہے
زمین کہنے لگی۔ ہے یہ شہنشاہِ زمن میرا
کہا شب نے۔ کہ اس ماہِ حقیقت کی این میں ہوں
سحر بولی۔ ہے یہ رحمت کے پھولوں کا چمن میرا
قمر بولا۔ میرے سینہ میں داغِ عشق ہے اس کا
کہا سورج نے۔ ہے یہ پیکرِ جلوہ فگن میرا
ہوا بولی۔ کہ اس کے گیسوؤں کی مچھ میں خوشبو ہے
فضا بولی۔ کہ نکھرا ہے اسی سے پیرہن میرا
کہا بادل نے۔ میں اس بارشِ رحمت کا چھینٹا ہوں
کہا دریا نے۔ اس سے دل ہوا ہے موجزن میرا
کہا پھولوں نے۔ رنگت ہم میں ہے اس کے تبسم کی
کہا گلشن نے۔ ہے ماحول اس سے خندہ زن میرا

کہا پستی نے یہ دے گا عروج آسماں مجھ کو
 بلندی نے کہا۔ یہ ہے وقارِ انجمن میرا
 کہا غربت نے۔ یہ تسکین کی دولت مجھے دے گا
 کہا دولت نے۔ یہ ہے پردہ دارِ حُسنِ ظن میرا
 کہا انسانیت نے۔ یہ میرے چہرہ کی رونق ہے
 کہا تہذیب نے۔ یہ ہے عروجِ علم و فن میرا
 تمدن نے کہا۔ یہ زندگی ہے زندگی میری
 معیشت بول اٹھی۔ یہ ہے نقشِ جان و تن میرا
 عبادت نے کہا۔ اس سے بڑھی ہے آبرو میری
 سیاست نے کہا۔ یہ ہے نظامِ انجمن میرا
 مشیت نے صدادی۔ رحمۃً للعالمین ہے یہ
 کہا حق نے۔ یہی تو ہے حبیبِ خوش سخن میرا
 یہی محبوبِ فطرت ہے یہی مقصودِ قسمت ہے
 صبا ہے آج محفل میں جو موضوعِ سخن میرا



شفیق کوٹی (شفیق اللہ خاں)

ارم مدینے میں باغ جناں مدینے میں
ہر ایک چیز ہے جنتِ نشاں مدینے میں
زمین پہ کیوں نہ جھکے آسماں مدینے میں
ہیں محو خواب شرِ دو جہاں مدینے میں
ہر اک قدم پہ مسلسل ہے رحمتوں کا نزول
علائقِ غم ہستی کہاں مدینے میں
یہیں طلوع ہو اور یہیں چڑھا پروان
جمالِ ذات ہے جلوہ چکاں مدینے میں
قدم قدم پہ جہالت اثر دھندلکے تھے
تجلیوں کی ہے بارش جہاں مدینے میں
جہانِ کفر و ضلالت میں مچ گیا کہرام
ہوئی بلند جو پہلی ازاں مدینے میں
سر نیاز کے سجدوں کو کیا کروں یارب
جبینِ شوق یہاں آستاں مدینے میں
فضائے سدرہ و طوبیٰ مری نظر میں نہیں
مجھے تو چاہتے اک آشیاں مدینے میں
غمِ حیات غمِ آخرت غمِ کونین
میں بھول جاؤں گا سب گماں مدینے میں

کوثر نیازی (مولینا محمد کوثر خان)

خورشید رسالت کی شعاؤں کا اثر ہے

احرام کی مانند مراد امن تر ہے

نظارۂ فردوس کی یارب نہیں فرصت

اس وقت مدینے کی فضا پیش نظر ہے

اس شہر کے ذرے ہیں مہ و تھر سے بڑھ کر

جس شہر میں اللہ کے محبوب کا گھر ہے

یہ راہ کے کنکر ہیں کہ بکھرے ہوئے تارے

یہ کاہ کشاں ہے کہ تری گرد سفر ہے

اس صاحب معراج کے در کا ہوں بھکاری

قرآن میں جس کے لئے ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ“ ہے

اک مہر لقا، ماہِ عرا کا ہے یہ اعجاز

ہر اشک مری آنکھ کا تابندہ گہر ہے

میں گنبدِ خضرا کی طرف دیکھ رہا ہوں!

کوثر مرے نزدیک یہ معراج نظر ہے



ذہین (بابا ذہین شاہ تاجی)

تعبیر شبِ غیبِ شبستانِ محمدؐ

”والفجر“ طلوعِ رخِ تابانِ محمدؐ

ہے کوئی جو دیکھے رخِ تابانِ محمدؐ

ہر دمِ نگہِ حق ہے نگہبانِ محمدؐ

یہ مشکِ فشاں، پیکرِ جاں خلدِ بدماں

اللہ رے گلہائے گلستانِ محمدؐ

ہر آنِ نئی شان میں اللہ نمایاں

ہر شان ہے اللہ کی شایانِ محمدؐ

یہ وسعتِ کونینِ مری طرحِ ذہینِ آج

حاضر ہے تہِ گوشہٴ دامنِ محمدؐ



مولانا مفتی محمد شفیع

پھر پیش نظر گنبدِ خضرا ہے حرم ہے
 پھر نامِ خدا روضۂ جنت میں قدم ہے
 پھر سر ہے مرا اور ترا نقشِ قدم ہے
 دل شوق سے لبرزی ہے اور آنکھ بھی نم ہے
 پھر منتِ دربان کا اعزاز ملا ہے
 اب ڈر ہے کسی کا نہ کسی چیز کا غم ہے
 پھر بارگہ سیدِ کونین میں پہنچا
 یہ اُن کا کرم اُن کا کرم اُن کا کرم ہے
 یہ ذرّہ ناچیز ہے خورشیدِ بدایاں
 دیکھ اُن کے غلاموں کا بھی کیا جاہ و حشم ہے
 ہر موئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر
 کم ہے بخدا ان کی عنایات سے کم ہے
 رگِ رگ میں محبت ہو رسولِ عربیؐ کی
 جنت کے خزائن کی یہی بیعِ سلم ہے
 وہ رحمتِ عالم ہے شرِ اسود و احمر
 وہ سیدِ کونین ہے آقائے اُمم ہے
 وہ عالمِ توحید کا مظہر ہے کہ جس میں
 مشرق ہے نہ مغرب ہے عرب ہے نہ عجم ہے

دلِ نعتِ رسولِ عربیؐ کہنے کو بے چین

عالم ہے تحسینِ کازباں ہے نہ قلم ہے

عبرت صدیقی بریلوی (تبارک علی)

قضا زمانے کی تھی مگر ظہور خیر البشر سے پہلے
 جہاں میں تھا مستقل اندھیرا نمود نورِ سر سے پہلے
 ہوئی ہے تخلیق نورِ سرور ازل میں شمس و قمر سے پہلے
 کہ ان چراغوں کو ضو ملی ہے انھیں کی روشن نظر سے پہلے
 کمالِ علم و عمل کا پیکر، کرم مجسم، تمام رحمت
 جہاں میں ان خوبیوں کا انساں نہ آیا خیر البشر سے پہلے
 حرا سے اک چاند لے کے ابھرا بقائے دیں کے نئے تقاضے
 بایں عزائم نہ کوئی گزرا عمل کی اس رہ گزر سے پہلے
 جہاں کو درسِ حیات دے کر وقارِ انسانیت بڑھایا
 بشر کو اپنے مقام کی کچھ خبر نہ تھی اس خبر سے پہلے
 خدا نے خود عرش پر بلا کر عطا کیا ہے یہ خاص منصب
 کسے یہ حاصل ہوئی ہے عظمت جہاں میں خیر البشر سے پہلے
 وہ ہر فسائے کی ابتدا ہیں انھیں کا ہے نور نورِ اوّل
 رُخِ مُتَوَرِّجِاب میں تھا تخیلِ بوالبشر سے پہلے
 خود اپنے دامن میں بڑھ کے لے گی گناہگاروں کو شانِ حمت
 ندامتوں کے ڈھلیں تو آنسو بہ پیشِ حق چشم تر سے پہلے
 نہ جانے کیا شے لئے ہوئے ہے زمینِ طیبہ کا ذرہ ذرہ
 کہ دل نے عبرت کئے ہیں سجدے قدم قدم پر نظر سے پہلے

صہبیا اختر (بریلوی)

صبح دم جب بزم گل میں چھپاتے ہیں طہور
پوچھتے جب جھملاتا ہے فضاۓ شب میں نور
روشنی جب پردہ ظلمت سے کرتی ہے ظہور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

اک ہوائے سرخوشی میں جھومتے ہیں جب نہال
جب اذان بن کر چمک اٹھتی ہے آواز بلالؓ
دل پہ جب اسم محمدؐ سے برستا ہے سرور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

دل کی ہر دھڑکن سے آتی ہے صدائے یار رسولؐ
جب مرے سینے میں کھلتے ہیں ولایت حق کے پھول
جب مری سانسوں کی خوشبو پھیلتی ہے دُور دُور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

عرش سے تافرش جب آتی ہے آوازِ درود
ہر طرف ہوتا ہے جب پاکیزہ کرنوں کا ورود
جب نظر آتا ہے ہر ذرہ مثالِ کوہِ طور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

ضوِ بداماں صوت میں جب گونجتی ہے برملا
المزمل ، المذثر ، المُنشَر کی صدا

اور جب قرآن کی آیات سے اٹھتا ہے نور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

کچھ نہیں ہے میرے اک تصور کے سوا

یہ تصور بھی نہیں کچھ اک تخیل کے سوا

پھر بھی جب میرا تصور دیکھتا ہے کچھ ضرور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

جب ملک بھی نعت خواں ہوتے ہیں میرے ساتھ ساتھ

جب مرے شانوں پہ ہوتا ہے کسی سورج کا ہاتھ

جب مرادِ ظلمت دنیا سے ہوتا ہے نفور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

بجلیاں جب ٹوٹی ہیں خون کے اوراق پر

آندھیاں جب سنسناتی ہیں مرے آفاق پر

اُن کے صدقے، مطمئن رہتا ہے قلبِ ناصبور

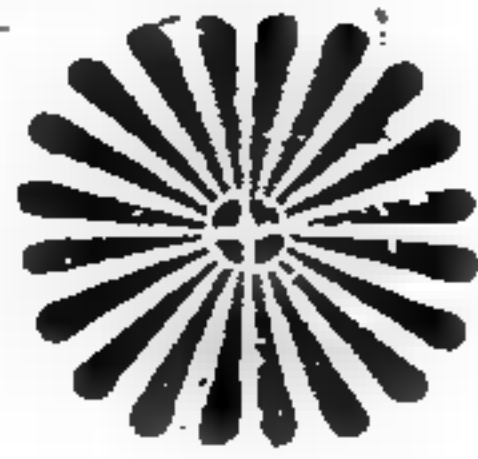
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

اُن کے قدموں کی تجلی میرے صبح و شام پر

دائماً رحمت ہیں صہبیا، اور اُن کے نام پر

بخش دیتا ہے خدا جب مجھ سے عاصی کے قصو

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ



فقیر، ڈاکٹر سید انعام احسن

بندۂ حق، مظہر شانِ خدا
محزن و سرچشمۂ صدق و صفا
گوہر یک دانہ درج عطا
فخر ایمان، نازش دین ہدی
معنی شمس الضحیٰ، بدر الدجی
عاشق داور، حبیب کبریا
یہ کمال بندگی، یہ ارتقا
سایہ بھی جس کا نہ پیدا ہو سکا
کیا مبارک نام ہے، صَلَّی عَلَیْ
آپ کا ہر قول، فرمانِ خدا
آپ کا پیغام، پیغامِ بقا
المدد، اے شافعِ روزِ جزا

سرورِ کونین، ختم الانبیاء
محسنِ انسانیت، خیر البشر
نیرِ برجِ سخا، گیتی و سرور
کعبہ دل، قبلہ روح و رواں
مطلع صبحِ ازل، نورِ ابد
آشنائے منزلِ ناز و نیاز
یہ مقام و شرب، اللہ الصمد
دستِ قدرت کا وہ یکتا شاہکار
جنتِ لطفِ زباں، فردوسِ گوش
آپ کا ہر فعل، تفسیرِ کتاب
آپ کے احکام دستورِ حیات
دیدنی ہے آج میری بے بسی

بندۂ عاجز، فقیرِ کج بیاں
کیا کرے گا مدحِ ممدوحِ خدا



حفیظ تائب، عبد الحفیظ

بادِ رحمت سنک سنک جائے
 تطلقِ حضرت کی بات جب چھڑوں
 بدرِ طیبہ کا جب خیال آئے
 جب سمائے نظریں وہ پیکر
 شبِ رخِ شاہِ روشنی بخشے
 فیضِ چشمِ حضورؐ کیا کہنا
 نامِ پاک اُن کا ہولہوں سے ادا
 ارضِ دل سے اُٹھے جو موجِ درِ در
 اُن کا ابرِ کرم نہ گر بر سے
 رہ نما گر نہ ہو وہ سیرتِ پاک
 چشمِ احمدؑ اگر نہ ہو نگر اں
 اُن کے آگے ہر ایک شاہ و گدا
 کن خیالوں میں کس کے خوابوں میں
 کون وہ شخص ہے کہ جس کے لئے
 وادی جاں مہک مہک جائے
 غنچہٴ فن چٹک چٹک جائے
 شبِ ہجراں چمک چمک جائے
 ذہن میرا دمک دمک جائے
 دستِ شفقت تھپک تھپک جائے
 ساغرِ دل چھلک چھلک جائے
 شہدِ گویا ٹپک ٹپک جائے
 گونجِ اُنس کی فلک فلک جائے
 آتشِ غم بھڑک بھڑک جائے
 ہر مسافر بھٹک بھٹک جائے
 نسلِ آدمؑ بہک بہک جائے
 شاخِ آسا لچک لچک جائے
 آنکھِ میری جھپک جھپک جائے
 دلِ فطرت دھڑک دھڑک جائے

افقِ زندگی پہ اے تائب
 نورِ کس کا جھلک جھلک جائے



نیرواسطی (حکیم سید علی احمد)

تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں
مرے چین کی فضا میں سلام کہتی ہیں
عطا ہوئیں جو عجم کے حسیں مناظر کو
وہ دلکشی، وہ ادائیں سلام کہتی ہیں
وہ عہدِ گل، وہ لبِ جو وہ بزمِ مروت
وہ قمریوں کی صدائیں سلام کہتی ہیں
زبانِ لالہ و گل ہے جو نغمہ سنج درود
تو بلبلوں کی نوائیں سلام کہتی ہیں
تمہاری یاد میں برسیں جو بن کے ابر بہار
وہ آنسوؤں کی گھٹائیں سلام کہتی ہیں
درِ قبول پہ جو باریاب ہو نہ سکیں
وہ غم نصیب دعائیں سلام کہتی ہیں
تمہارے ہجر میں اٹھیں جو خانقاہوں کے
وہ اہل دل کی صدائیں سلام کہتی ہیں
تمہارے نام کی عزت پہ ہو گئیں جو نثار
وہ غازیوں کی وفائیں سلام کہتی ہیں
مرے وطن سے جو آئی تھیں لے کے بوائے وفا
وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں سلام کہتی ہیں

تسکین قریشی

یہ راز عشق ہے سینہ بہ سینہ مدینہ، کعبہ ہے، کعبہ مدینہ
 مری دنیا، مری عقبی مدینہ مجھے کیا فکر مرنا ہو کہ جینہ
 غم ساحل، نہ اب فکر سفینہ نظر میں کعبہ ہے دل میں مدینہ
 محبت حاصل ایماں ہے لیکن محبت میں ادب کا ہو قرینہ
 غم، حیرنی^۱۔ اللہ اکبر بتا ہے مطلع انوار سینہ
 حریم مصطفیٰ^۲ کا گوشہ گوشہ جمال معرفت کا ہے خزینہ
 خرد سمجھے گی رمز عبودہ کیا یہ بحر بے کراں ہے بے سفینہ
 در اقدس پہ دیکھو سر جھکا کر یہی عرش معلیٰ کا ہے زمینہ
 خوشا دوری زہے قرب حضوری مدینہ میں ہے دل دل میں مدینہ

بہت رکھا ہے محو خواب غفلت

بہت ہے مجھ کو تسکین دل سے کینہ



اقبالِ صفی پوری

خدا نہیں ہیں مگر منظرِ خدا ہیں رسولؐ
بلندیِ بشریت کی انتہا ہیں رسولؐ
دو عالم آپ کے پر تو سے جگمگا اٹھے
صفات و ذاتِ الہی کا آئینہ ہیں رسولؐ
ہزار شورشِ طوفاں بڑھے ہمیں کیا غم
کہ جب خدا ہے نگہیاں، ناخدا ہیں رسولؐ
تمام رحمت و بخشش، تمام لطف و کرم
متاعِ قلبِ گدایانِ بے نوا ہیں رسولؐ
اس ایک نسبتِ محکم پہ دو جہاں صدقے
دلوں کی آس، نگاہوں کا آسرا ہیں رسولؐ
شکستہ ہمت و گمراہ قافلوں کے لئے
چراغِ راہِ ہدایت ہیں، رہنما ہیں رسولؐ
جو حُسنِ خُلق میں ہیں موجِ کوثر و تسنیم
تو گفتگو میں مزاجِ گل و صبا ہیں رسولؐ
ہزار بارِ گنہ سر پہ ہے تو کیا اقبال
یہ آسرا کوئی کم ہے کہ آسرا ہیں رسولؐ

ثاقب زریوی (محمد صدیق)

وجودِ پاک تھا جس کا پیسبری کے لئے
وہ اک چراغ تھا دنیا کی روشنی کے لئے
بصیرتوں کا مرقع رہا وہ اُمّی لقب
کھلی کتاب ہے وہ اب بھی آدمی کے لئے
جبیں کے ساتھ مراد دل بھی سجدہ ریز ہوا
کہ ایک یہ بھی ہے اسلوب بندگی کے لئے
بشر کو اُس نے عطا کی نگاہِ توبہ شناس
بھٹک رہا تھا زمانہ خود آگہی کے لئے
وہ سب حضور کی دانش نے آشکار کئے
جہاں میں جتنے مقاصد تھے زندگی کے لئے
خمیدہ سر ہمیں ہونا پڑا خدا کے حضور
ہزار عذر کئے دل نے بندگی کے لئے
یہ نام جب بھی لیا دل میں چاند اتر آیا
کہ اُن کا اسم گرامی ہے چاندنی کے لئے
ضیائے روئے محمد کی اک جھلک ثاقب
مجھے نصیب ہو دل کی شگفتگی کے لئے



رحمن کیانی (عبدالرحمن عرف محمد میاں)

لوگو سنو! جناب رسالت مآبؐ میں شانِ رسولؐ صاحبِ سیف و کتاب میں
ماحی لُقب، نبیؐ ملاحم کے باب میں کرتا ہوں فکرِ مدح تو جوشِ خطاب میں

مصرعِ زباں پہ آتا ہے زورِ کلام سے
تلوار کی طرح سے نکل کر نیام سے

نعتِ رسولؐ کا یہ طریتہ عجب نہیں سمجھیں عوام داخلِ حدِ ادب نہیں
لیکن یہ طرزِ خاص مرا بے سبب نہیں شیوہ سپاہیوں کا نوائے طرب نہیں

راج ہزار ڈھنگ ہوں ذکرِ حبیبؐ کے
شاہیں سے مانگتے نہ چلنِ عنذلیب کے

مانا حبیبِ خالق اکبر رسولؐ کو خیر الواری و شافعِ محشر رسولؐ کو
عین النعیمؐ، ساقی کوثر رسولؐ کو شمع و چراغِ مسجد و منبر رسولؐ کو

لیکن جو ذاتِ مدح بشر سے بلند ہے

ہم سے یہ پوچھئے کہ ہمیں کیوں پسند ہے

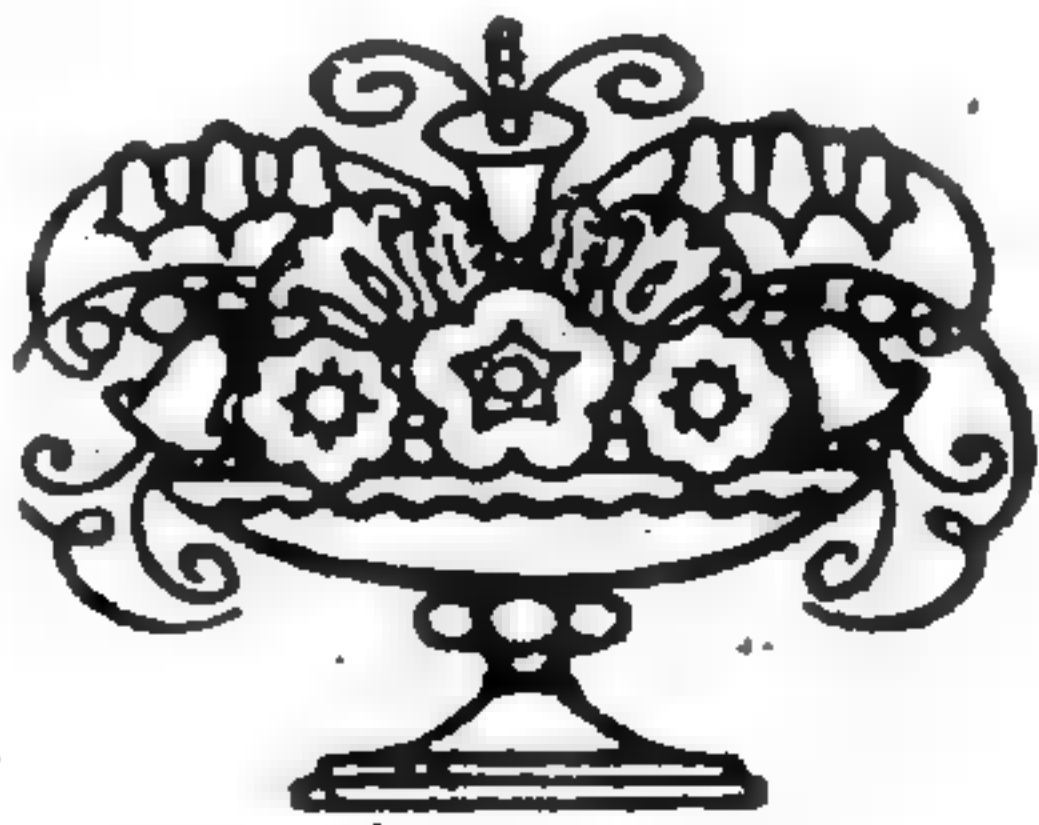
جب بھی سپاہیوں سے پیہر کو پوچھئے خندق کا ذکر کیجئے خیر کو پوچھئے
بدر و احد کے قائدِ شکر کو پوچھئے یا غزوہ تبوک کے سرور کو پوچھئے

ہم کو حنین و مکہ و موتہ بھی یاد ہیں

ہم امتی بانیِ رسمِ جہاد ہیں



رسم جہاد حق کی اقامت کے واسطے کمزور و ناتواں کی حمایت کے واسطے
 انصاف امن اور عدالت کے واسطے خیر الممات مرگ شہادت کے واسطے
 لڑتے ہیں جس کے شوق میں ہم جھوم جھوم کر
 پیتے ہیں جام مرگ کو بھی چوم چوم کر
 لاکھوں درود ایسے سمیپ کے نام پر جو حرف لا تخف سے بنانا ہوا نڈر
 اک جاوداں حیات کی بھی دے گیا خبر یعنی خدا کی راہ میں کٹ جائے سراگر
 ہم کو یقین ہے کبھی مرتے نہیں ہیں ہم
 اور اس لئے کسی سے بھی ڈرتے نہیں ہیں ہم
 توپ و تفنگ و دشنہ و خنجر صلیب دار ڈرتے نہیں کسی سے محمدؐ کے جاں نثار
 ماں ہے ہماری اُمّ عمارہؓ سی ذی وقار ہم ہیں ابو دجانہؓ و طلحہؓ کی یادگار
 ہاں، مفتی و فقیہ نہیں، مان لیتے ہیں
 ناموسِ مصطفیٰؐ پہ مگر جان دیتے ہیں



شاید (خواجہ حمید الدین)

دونوں عالم جان و دل سے ہیں فدائے مصطفیٰؐ

کتنی سادہ، کتنی دلکش ہے ادائے مصطفیٰؐ

آپ کا ہوں آپ کا ہوں آپ کا ہوں یا نبیؐ

ہو نہیں سکتا کسی کا آشنائے مصطفیٰؐ

زلف مشکیں باعثِ ردِ بلائے دو جہاں

سرمہ چشم بصیرت خاکِ پائے مصطفیٰؐ

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی عطاءئے کردگار

لب پہ ہے نعتِ نبیؐ دل میں ولائے مصطفیٰؐ

بے نیازِ قصر و ایوان، دشمنِ جاہ و حشم

فخرِ شاہاں، رشکِ سلطاں ہے گدائے مصطفیٰؐ

شاید اُس کی زندگی ہے باعثِ صدرِ شک و تاز

رات دن کرتا ہے دل سے جوشنائے مصطفیٰؐ

خاطر غزنوی (ابراہیم بیگ)

جو نام صفِ پاکِ رسولان میں جلی ہے
اس نام سے دنیا کی ہر اک بات چلی ہے

تخلیقِ دو عالم کا سبب ہے یہی نورِ شید
اس نورِ رسالت کی تجلی ازلی ہے

ہے محو طوافِ درِ محبوبِ الہی،
اک حسرتِ پاکیزہ کہ پھولوں میں پئی ہے

سایہ بھی اسے چھو لے تو ہو جائے فرزاں
وہ شکل کہ انوار کے سانچے میں ڈھلی ہے

وہ خاک مری آنکھ کا سرمہ وہ فضا نور
جو بات بھی یثرب کی ہے مصری کی ڈلی ہے

بخشش بھی اسی رہ میں ہے منزل بھی اسی پر
اک قلمِ انعام مدینے کی گلی ہے

خوشبوئے گلستانِ شہنشاہِ دو عالم
خاطر مجھے بطحا کی طرف لے کے چلی ہے

پروفیسر محمد طاہر فاروقی

آپ کے کوچے میں ہو میرا گزریا مصطفیٰ
 میری پیشانی ہو اور وہ سنگِ دریا مصطفیٰ^۴
 اس جوارِ قدس میں اللہ کیجے باریاب
 یا رسول اللہ^۳ یا خیر البشر^۴ یا مصطفیٰ^۵
 ارمغانِ شایانِ دربارِ رسالت کچھ نہیں
 ہاں بس اک شرمِ گنہ، اک چشمِ تر یا مصطفیٰ^۶
 رشحہ ابر کرم کا ایک چھینٹا ہی ملے
 میری ظلمت کی بھی ہو جائے سحر یا مصطفیٰ^۷
 آپ کا دیدار ہو ایسے کہاں میرے نصیب
 ہاں اگر ہو جائے رحمت کی نظر یا مصطفیٰ^۸
 بارۃ الفت کا اک ساغر عطا کر دیجئے
 ہوں بہت اب تشنہ لب تشنہ جگر یا مصطفیٰ^۹
 آپ کے جود و کرم سے ہیں دو عالم فیض یاب
 اس طرف بھی ایک رحمت کی نظر یا مصطفیٰ^{۱۰}
 آپ کو شیخینِ کلہے واسطہ کیجے کرم
 ہوں خطا کار و خطا جو سربِ یا مصطفیٰ^{۱۱}
 از رہ لطف و کرم آپ اپنا دیوانہ کہیں
 بس یہ ہو طاہر کی نیت کا ثمر یا مصطفیٰ^{۱۲}

محسن احسان

جس کو سورج نے بھی دیکھا تو بہت شرمایا
افق مشرقِ آدم پہ وہ خورشید آیا
اُس نے اُس وقت زمانے پہ کرم فرمایا
جب جہاں دھوپ میں چیخ اٹھا تھا سایا، سایا
فرش پر بیٹھ کے بھی عرش کو جو چھو آیا
اس نے کونین کی رگ رگ میں لہو دوڑایا
اس نے دنیا کو وہ میزبانِ عدالت بخشی
جس سے انصاف کا مفہوم سمجھ میں آیا
ہر دکھی دل پہ رکھا اس نے محبت بھرا ہاتھ
اش نے ہر فرد کی قسمت کی پلٹ دی کایا
صفحہ دہر پہ وہ حرفِ محبت لکھا
جو مری عمر دو روزہ کا بتا کر دیا
اس نے انساں کی خدائی کے بتوں کو توڑا
سنگ و دشنام بھی کھا کر نہ اُسے طیش آیا
میری جھولی میں ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں
فخر سے پھر بھی حضورِ شہِ مِشرَب آیا
مشکلیں میرے وطن پر جو ہیں آساں ہوں گی
میرے آقائے ذرا سا جو کرم فرمایا
اس گنہگار پہ بھی ایک نظر سرور دیں
محسن آج اپنی خطاؤں پہ بہت شرمایا

حافظ لدھیانوی

تجھ سے مُتَوَر ہو گئے فکر و نظر کے بام و در
ہر لحظہ ہر اک آن ہے شام و سحر میں جلوہ گر

تیرا جمال دلنشین
اے رحمۃ اللعالمیں

سب ہیں کرم کے منتظر اے شافعِ روز جزا
اے منظرِ لطف و عطا، اشکِ ندامت کے سوا

دامن میں کچھ رکھتے نہیں
اے رحمۃ اللعالمیں

گلہائے رنگارنگ میں جلوا ترا تری مہک
تابندہ تیرے نور سے شمس و قمر ہیں آج تک

ہے زیرِ پا چرخِ بریں
اے رحمۃ اللعالمیں

اے مطلعِ انوارِ حق، اے قافلہ سالارِ حق
تیرے در و درِ پاک سے ظاہر ہوئے اُسرارِ حق

روشن ہوئی شمعِ یقین
اے رحمۃ اللعالمیں

اے زینتِ کون و مکان اے رونقِ بزمِ جہاں
اے باعثِ آرامِ جاں، ہر لمحہ تجھ سے ضوِ فشاں

ہر سانس تجھ سے انگبین
اے رحمۃ اللعالمیں

تو منظرِ نورِ خدا قلب و نظر کی روشنی
تیری عطا قلبِ تپاں تجھ سے ہے سوزِ زندگی

اے دل کی دھڑکن کے بکس
اے رحمۃ اللعالمیں

ساقی جاوید

اے نقیبِ قرآنی، اے رسولِ یزدانی
 چہرہ مبارک کا جس نے نور دیکھا ہے
 تم زمیں پہ کیا آئے بادِ نو بہار آئی
 نام میں بھی نکہتِ یاد میں بھی خوشبو ہے
 تم حرا کے پہلو میں، تم منا کی وادی میں
 تم نے ریگزاروں میں زندگی بکھیری ہے
 تم جہاں سے اٹھے تھے وہ بنائے ہستی ہے
 تم کو یاد کرتی ہے دیدہ بلال اب تک
 لب پہ نام آتا ہے، روح مُسکراتی ہے
 اے صبا مدینہ کو جا رہی ہے جا لے جا
 کو چہ محمدؐ تک روحِ تشنگاں لے جا
 تم ہوزلیست کے رہبر، تم حیات کے بانی
 اس نے خلد دیکھی ہے اس نے طور دیکھا ہے
 جامِ لالہ قام آیا، بوئے مُشک بار آئی
 کیا جمالِ عارض ہے کیا بہارِ گیسو ہے
 تم ہو جذبہٴ دل میں قوتِ ارادی میں
 اک چراغِ ہم کو بھی غم کی رات اندھیری ہے
 تم جہاں ہو خوابیدہ زندگی برستی ہے
 راستہ دکھاتا ہے عشقِ بے مثال اب تک
 زندگی بہاروں میں ڈوب ڈوب جاتی ہے
 کو چہ محمدؐ تک روحِ تشنگاں لے جا

زخمِ یاد کرتے ہیں غمِ سلام کہتا ہے

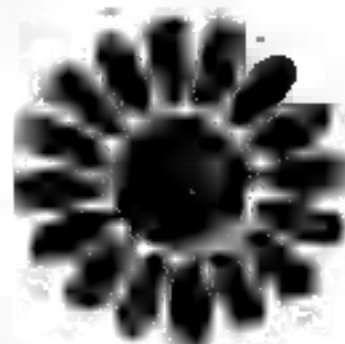
اے نبیؐ میں آپہنچا، تشنہٴ کام کہتا ہے

یکتا امروہوی (سید واحد حسین)

خدائی میں کیا تھا محمدؐ سے پہلے
خدا ہی خدا تھا محمدؐ سے پہلے
نہ انساں کوئی عرش تک جاسکے گا
نہ کوئی گیا تھا محمدؐ سے پہلے
کہاں طور اور طور پر نور پاشی
اندھیرا پڑا تھا محمدؐ سے پہلے
یہ کون و مکاں ایک ہو کا مکاں تھا
مکاں کون سا تھا محمدؐ سے پہلے
نہ ذوق صباحت نہ کیف ملاحات
بھلا کیا مزا تھا محمدؐ سے پہلے
فضا آشنایا کب تھے نعمات وحدت
غلابے سدا تھا محمدؐ سے پہلے
جو کچھ ہو گیا ہے جو ہے اور جو ہوگا
خدا کہہ چکا تھا محمدؐ سے پہلے
خدا کے بھی گھر کی خبر ہے بتاؤ
کہ کعبہ میں کیا تھا محمدؐ سے پہلے
بجز ایک اللہ کے اور یکتا
کہاں دُورا تھا محمدؐ سے پہلے

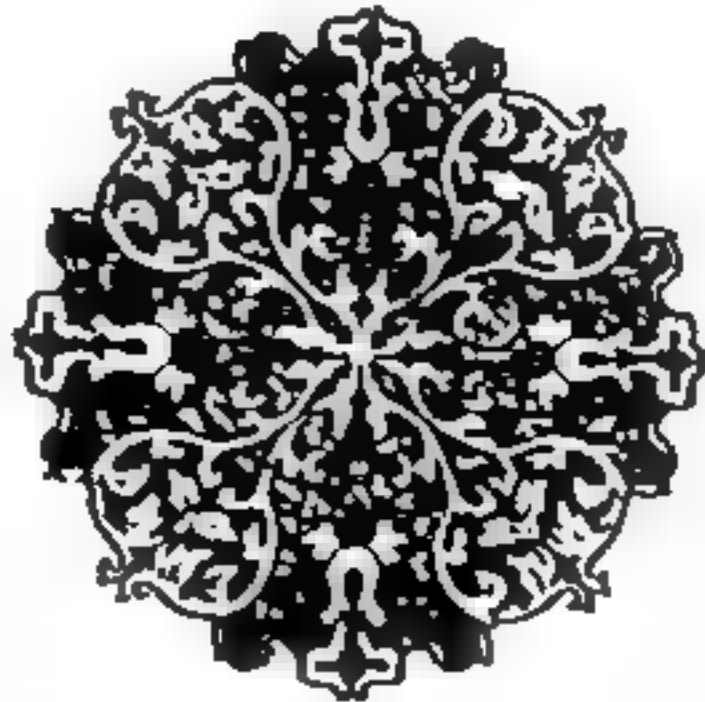
راغب مراد آبادی (سید اصغر حسین)

عشق ہے سرورِ کونین کا دولت میری
لَعْدُ الحمد کہ بیدار ہے قسمت میری
ہو گیا ہوں میں اسیرِ خم گیسوئے رسولؐ
اب نہیں دولتِ کونین بھی قیمت میری
ذرے ذرے سے مدینہ کے محبت مجھے
آشکاراہل وفا پر ہے عقیدت میری
حشر میں سر پہ رہے سایہ دامنِ رسولؐ
میں نثارِ شہ ذی جاہ یہ قسمت میری
میں تو جنت کا سزاوار نہیں ہوں سرکارؐ
حشر میں آپ ہی فرمائیں شفاعت میری
مجھ پہ بھی ایک نظر سید مکی مدنی
شکوہ گردش دوراں نہیں عادت میری
آستانِ شہِ لولاک ہو فردوسِ نظر
ہے یہی میری تمتا یہی نیت میری
نعت گوئی کی حدیں مجھ کو ہیں راغب معلوم
کہ نگاہوں میں ہیں احکامِ شریعت میری



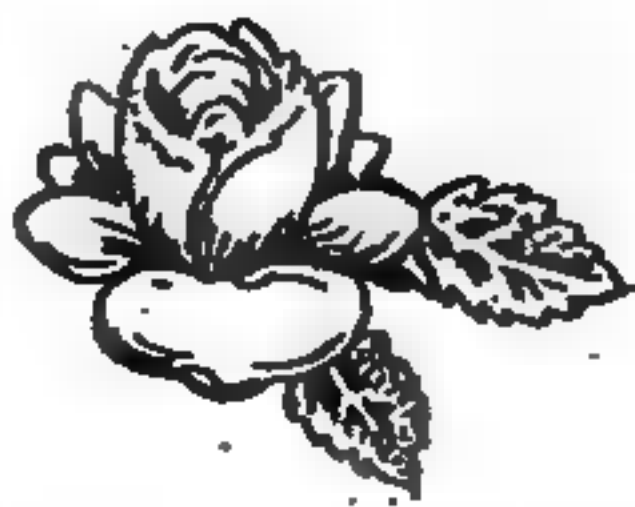
اعظم چشتی (محمد اعظم)

سمجھا نہیں ہنوز مرا عشق بے ثبات
تُو کائناتِ حُسن ہے یا حُسنِ کائنات
جو ذکرِ زندگی کے فسانے کی جان ہے
وہ تیرا ذکرِ پاک ہے اے زینتِ حیات
اک خالقِ جہاں ہے تو اک مالکِ جہاں
اک جانِ کائنات ہے اک وجہِ کائنات
بزمِ حدوث سے ہے مقدم ترا وجود
خالق کے بعد کیوں نہ مکرم ہو تیری ذات
اب تک سچی ہوئی ہے ستاروں کی انجمن
اس انتظار میں کہ پھر آئیں وہ ایک لٹ
ارشادِ مَآرِ مَیّت سے ظاہر ہوا یہ راز
ہے کبریا کا ہاتھ رسولِ خدا کا ہات
اعظم میں ذکرِ شاہِ زمن کیسے چھوڑ دوں
میرے لئے تو ہے یہی سرمایہ حیات



اعجازِ رحمانی (سید اعجاز علی)

پوچھو نہ فرشتوں سے نہ انسان سے پوچھو
عظمتِ شہِ ابرار کی فتران سے پوچھو
ہو دوست کہ دشمن، کوئی تخصیص نہیں ہے
کیا خلقِ نبیؐ ہے، کسی انسان سے پوچھو
کتنا شہِ ابرار کی سیرت پہ عمل ہو،
یہ بات ذرا اپنے ہی ایمان سے پوچھو
سرکارِ دو عالم کی اطاعت کا طریت
صدیق و عمرؓ، حیدر و عثمانؓ سے پوچھو
اے حلقہ بگوشانِ شہِ یرب و بطحا
کیا لطفِ غلامی ہے، یہ سلمانؓ سے پوچھو
مدحت کا ہے انداز کہ معراجِ تخیل
عرفانِ پیمبرِ دلِ حسانؓ سے پوچھو
کس شان کا ہو احمدؑ مرسل کا قصیدہ
اعجازِ یہ اللہ کے دیوان سے پوچھو



عابد نظامی (عابد حسین)

میرے دل میں ہے یہ ارمان رسولِ عربیؐ
 اللہ اللہ یہ رتبہ، یہ بلندی، یہ عروج
 اک تری ذاتِ مقدّس کی بڈلت ہی تو ہے
 اُس کو دنیا بھی ملی، دین بھی اُس نے پایا
 یہ تری چشمِ تَلَطُّف کا ہے ادنیٰ اعجاز
 ذاتِ باری کا نہ عرفان ہو جب تک حاصل
 سلکِ انفاسِ محبت سے رفو ہو جائے
 اب تو ہوں دُور غم و حُزن کے گہرے سائے
 لطف کی ان پر نظر ہو کہ پریشان ہیں آج
 جان ہو آپ پہ تشریفان رسولِ عربیؐ
 ہوئے اللہ کے مہمان رسولِ عربیؐ
 دہر میں عظمتِ انسان رسولِ عربیؐ
 جس نے تھامنا ترا دامن رسولِ عربیؐ
 بے نوا ہو گئے سلطان رسولِ عربیؐ
 نہیں ممکن تری پہچان رسولِ عربیؐ
 اب مرا چاک گریبان رسولِ عربیؐ
 اب تو ہوں مُشکلیں آسان رسولِ عربیؐ
 ساری دُنیا کے مسلمان رسولِ عربیؐ

تیرا عابد یہ تری آل کا ادنیٰ خادم

تیرے صدقے ترے تشریفان رسولِ عربیؐ



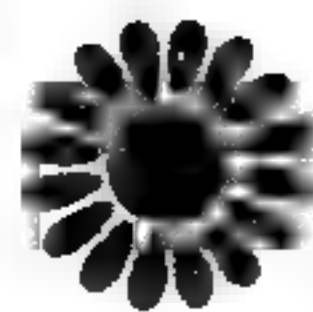
جلیلِ قدوائی

مجھ کو بس آپ سے ہے کام رسولِ عربیؐ
لب پہ ہے آپ کا ہی نام رسولِ عربیؐ
آپ نے کی جو توجہ، بنیں دنیا میں ابھی
میرے بگڑے ہوئے سب کام رسولِ عربیؐ
حشر میں آپ کی گر مجھ کو شفاعت نہ ملی
جانے کیا ہو مرا انجام رسولِ عربیؐ
مجھ کو اپنی روش خاص پہ لا کر، مجھ سے
پھین لیجئے روش عام رسولِ عربیؐ
عہدِ حاضر نے تراشے ہیں تے بت، شاہا!
پھر شکستہ ہوں یہ، اصنام، رسولِ عربیؐ
کاشن ایسا ہو کہ اک بار دکھا دیں مجھ کو
خواب میں روئے دل آرام رسولِ عربیؐ
کچھ نہیں اور خبر اس کے سوا مجھ کو جلیل
میرا مذہب، میرا اسلام رسولِ عربیؐ



فرحت شاہ بھائی پوری

خاتم المرسلین، حاصل کائنات منظر شانِ رب، آپ کی ذات پاک
 اے شہِ نامدار، السلام السلام
 حُسنِ صدق و صفا، مرجعِ خاص و عام نام، تسکینِ جاں، ذاتِ رحمت تمام
 چشمہ فیضِ بار، السلام السلام
 زینتِ بحر و بر، رونقِ دو جہاں غیرتِ مہر و مہ، جلوہٗ دِلستاں
 اے سہرا پہاڑ، السلام السلام
 چہرہٗ پاک تھا، نور کا آئینہ جلوہٗ دل نشین، طور کا آئینہ
 نورِ حق درکنار، السلام السلام
 کلمہٗ لا الہ، رُوحِ دنیا و دین جس سے روشن ہوئے آسمان و زمین
 آخری تاجدار، السلام السلام
 پاسدارِ جہاں، شافعِ المذنبین^۴ مونسِ بیکساں، راحتِ عاشقین
 خلق کے غمگسار، السلام السلام
 آئے سرتاپا، ہو کے تفسیر کن نطق کا یَظْطِق، زیبِ تعمیر کن
 وجہِ صبر و قنوت، السلام السلام
 مبدعِ عاشقی، خودِ فردا ہو گیا اک ستارہٗ حسین، جگمگانے لگا
 پیکرِ جلوہٗ بار، السلام السلام



قمر میرٹھی (ڈاکٹر قمر الدین احمد)

ہر اعتبار سے فطرت کا مُنتہا تم ہو
محمدؐ عربی تم ہو، مصطفیٰ تم ہو
رموزِ وحدت و کثرت سے آشنا تم ہو
رسائیِ خسرِ بندہ سے ورا تم ہو
جہاں تجلّٰی حق سے جلیں پرِ حبرِ یلّٰی
فلک پہ شمس و قمر دونوں جن کے نقشِ قدم
کڑی چلی ہے جہاں سے جنابِ آدم کی
نہ کوئی تم سا جسیں ہے، نہ کوئی تم سا جمیل
نظر کا پردہ ہے، نیرنگیِ طلسمِ جمال
عرب سے تابہ عجم، غلغلہ اٹھا حق کا
جمالِ نعمتِ وحدت لبِ عنادل پر
جہاں میں پھیلے ہیں انوارِ دینِ حق جس سے
تمہارا نقشِ قدم جب سے ہاتھ آیا ہے
فلک نشیں ہیں جو عیسیٰؑ ہوا کریں مجھے کیا
جہاں ہیں ختمِ حدیں حُسنِ آدمیت کی
غمِ فتورِ جہاں ہو، کہ خوفِ روزِ جزا

قمر پہ چشمِ عنایات دین و دنیا میں
کہ اس کا دونوں جہاں میں اک آئرا تم ہو

خلیل (ڈاکٹر محمد ابراہیم شیخ)

صبا یہ کیا آج لائی مرثدہ کہ غنچہ غنچہ چٹک رہا ہے

کہیں پہ لہرا رہا ہے لالا کہیں پہ سبزہ لہک رہا ہے

صدائے سُبْحَانَ رَبَّنَا ہے کہیں پہ صِلِّ عَلٰی کے نعرے

طیور تسبیح خواں کہیں ہیں کہیں پہ ببل چہک رہا ہے

شہِ دو عالم ہوئے ہیں پیدا، ہے آج میلادِ مصطفیٰ کی

تمام عالم شعاعِ نورِ محمدی سے چمک رہا ہے

کہیں ہے ظہ کہیں پہ یاسیں کہیں مُرْتَل کہیں مُدَّتَر

تمام قرآن میں مثل خورشید نام احمد چمک رہا ہے

یہ بخشوائیں گے اپنی امت، شفیعِ روزِ جزا یہی ہیں

امیدِ لا تَقْنَطُوْہُ ہے: پھر کیوں یہ قلبِ عاصی دھڑک رہا ہے

کمالِ احسان مجھ پہ ہو گا اگر بلاو مدینے آفتا

تمھاری فرقت میں رات دن اب خلیل خستہ بلک رہا ہے

خالد (عبدالعزیز)

مطلع آدم و انجم، متاع لوح و قلم
محمدؐ اُتی محبوب کبریا صلعم
محمدؐ انجن کن فکاں کا صدر نشین
محمدؐ افسر آفتاب و سرور عالم
وہ "عبدہ و رسولہ" وہ "اسمہ احمد"
کتاب و حکم و نبوت کا خاتم و خاتم
حمود و حامد و احمد محمد و محمود
مکرم و میر کرام، مکرم و اکرم
- لایموت سراج سبیل امام رسل
امیر و تافلہ سخت کوشش اہل ہمم
بہار گلشن ایجاد و حسن ہفت رواق
گل سرسبد دودہ بنی آدم
اسی کو صاحب خلق عظیم کہتے ہیں
وہی ہے نوع بشر کا معلم اعظم
شمار کرنے چلیں اس کی خوبیوں کا اگر
تو ساتھ چھوڑ دیں تھک تھک کے نیل پنکھ پدم
ہے جس کی ذاتِ مطہر خمیر مایہ کون
ہیں جس پہ آئینہ اسرار مخفی و مبہم

رموزِ کن فیکوں جس پہ موبور روشن
وہی جو ختمِ رُسل ہے وہی جو خسرِ اُم

وہ عقلِ اوّل و اعلیٰ، حقیقتِ اسماء
وہ نفسِ کائنہ و رُوحِ خالد و اعظم

عطائے حق کا جو قاسم ہے وہ ابو القاسم
ملیکِ مقسط و معطی و مقتدر کی قسم

خلاصہ دو جہاں جس کی ذات والا شان
گیا جو عرش پہ بے زربان و بے سُلّم

ہے جس کی شان فَاوْحٰی اِلَیْہِ مَا اَوْْحٰی
وہ آسماںِ نعیم، انجمِ خدام، سپہرِ خشم

جو مکی و مدنی ہر وطن کا ہے وطنی
حکیم و حاملِ احکام و حاکم و احکم

اٹھائے ہاتھ دُعا کو اسی کی خاطر جب
رکھی خلیلِ براہیم نے بنائے حرم

خدائے قادر و قدّوس کے تصور سے
کرے دلِ متزلزل کو ثابت و محکم

اُنا بشر کا جو اعلان و اعتراف کرے
نہیں جو وحیِ خدا میں مجازِ بیشی و کم

محمدؐ عربی آبروئے ہر دوسرا
حبیبِ پاکِ خدا، جانِ عالم و آدم

صفاتِ بوقلموں لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی
بتائے خواجہ سے معذور ہیں زبان و قلم

فطرت (عبدالعزیز)

جان و دل و امّ و اَب و فرزند قربان شہ شہان عالم
بلکہ مفت دور ہو تو دیکھ تذرانہ میں ارمغان عالم

وہ نور حقیقت آفریں ہے عنوانِ فسانہ ہائے تخلیق
مرہونِ جمالِ مصطفیٰ ہے رنگینیِ داستانِ عالم

حیرت ہیں یوں تو مہرِ برب اور فرطِ خلوص سے مودب
توصیفِ رسول کو ہیں لیکن بیتاب سخنورانِ عالم

یہ عقدہ کھلا ہے آج سب پر عاصی ہوں کہ عابدِ حق آگاہ
ایمان ہے نجات کی ضمانت کفران میں ہے زیانِ عالم

شاہانِ بلند مرتبت ہیں دربارِ نبی میں دست بستہ
دہلیزِ نبی پہ سر نہادہ سرمست قلندرانِ عالم

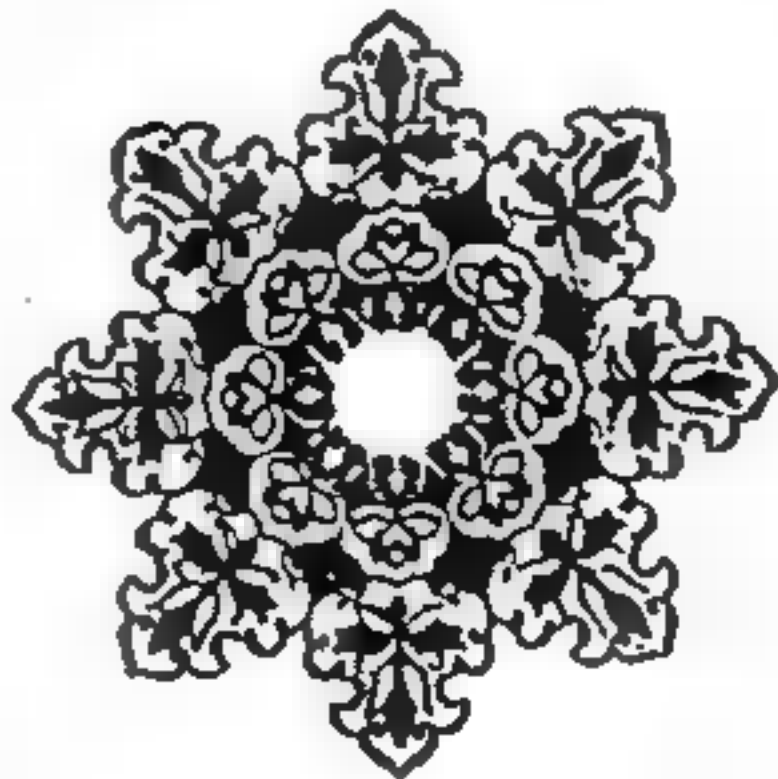
فطرتِ شبِ غم کی وسعتوں میں تسکینِ عالم ہے وہی نام
تویرے جس کی ہیں ازل سے روشن رخ و قلب و جانِ عالم

حشری (سید عابد علی نقوی)

مظہر شان و عظمت داور
خالق کی تخلیق مکمل
مالک دنیا، حاصل عجب
خیر مکمل، خلق مجسم
ہر منزل پہ مشعل منزل
کوئی نہیں جز احمد مرسل
حسن و جمال حق کے مظہر
مصحف رخ قرآن کی آیت
چہرہ زیبا نور کی صورت
جس کی نمنا عین عبادت
جس کا تخیل ذہن کی منزل
جس کا تصور، روح کا محور

کون سوائے ذاتِ پیہر
افضل اعلیٰ کامل بہتر
قاسم جنت، ساقی کوثر
رحمت عالم، شافع محشر
برحق ہادی کامل رہبر
انت جہیپی کی منزل پر
از سرتاپا نوری پیکر
عارض ہیں والشمس کے مظہر
گیسویں وائلیل کے تیور
جس کی طلب ایمان سراسر
جس کا تصور، روح کا محور

ہو جو غلام اس در کا حشری
اس کی قسمت اس کا مقدر



امید ڈبائیوی (ارشاد احمد قاضی)

جو راز خدا کا ہے وہی راز محمدؐ
اللہ کی آواز ہے آواز محمدؐ
ہر ایک نبی نے تو سہے ناز خدا کے
خالق نے اٹھائے ہیں مگر ناز محمدؐ
اصنام نے دی شان رسالت کی گواہی
اے صلّ علیٰ دیکھئے اعجاز محمدؐ
کفار دباتے رہے جس حق کی صدا کو
گو نچی ہے دو عالم میں وہ آواز محمدؐ
اک دل کا تو کیا ذکر ہے اے شوق فراواں
سو دل ہوں تو قربان بہ یک ناز محمدؐ
دشمن کے لئے بھی لب لعین پہ ٹعائیں
دیتا ہے محبت کی صدا ساز محمدؐ
ایمان کی منزل سے رہ صدق و صفا سے
آتی ہے مجھے آج بھی آواز محمدؐ
امید کو دنیا نے ستایا ہے دہائی
اُس پر بھی کرم اے نگہ ناز محمدؐ



سلیم احمد

طبیعت تھی میری بہت مضحل کسی کام میں بھی نہ لگتا تھا دل
 بہت مضطرب تھا بہت بے حواس کہ مجھ کو زمانہ نہ آیا تھا راس
 مرے دل میں احساس غم رم گیا غبار آئینہ پر بہت جم گیا
 مجھے ہو گیا تھا اک آزار سا میں تھا اپنے اندر سے بیمار سا
 یونہی کٹ رہی تھی مری زندگی کہ اک دن نویدِ شفا مل گئی
 مجھے زندگی کا سلام آ گیا زباں پر محمد کا نام آ گیا
 محمد قرارِ دلِ بیکساں کہ نام محمد ہے آرام جاں
 ریاضِ خدا کا گلِ سرسبد محمد ازل ہے محمد ابد
 محمدؐ کہ حامد بھی محمود بھی محمدؐ کہ شاہد بھی شہود بھی
 محمدؐ سراج و محمدؐ منیر محمدؐ بشیر و محمدؐ نذیر

محمدؐ حکیم و محمدؐ کلام

محمدؐ پہ لاکھوں درود و سلام

جمال سویدا (حکیم محمد نبی خاں)

غنیہ دل کے لئے وجہ نمو
تیرے کوچے کی ہوائے مشکبو
تیری خاکِ پامری آنکھوں کا نور
تیری آنکھوں کی حیا میرا وضو
تو میسجائے دلِ آزر دگاں
میں شکستہ دل، شکستہ آرزو
تو شعورِ فکرِ مومن کا اساس
تو ہر اک مسلم کے دل کی آبرو
تیرے دم سے زندہ ورقِ صاں ہوئی
گلشنِ جاں میں بہارِ رنگ و بو
واقفِ اسرارِ حق، تیرا وجود
ہر صفتِ موصوف تجھ سا خوبرو
اس قدر شفاف ہو جائے جمال
دل سے نکلے اک صدائے تو ہی تو



ضمیر جعفری (سید محمد ضمیر جعفری)

محمد مصطفیٰ صَلَّی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
ازل کی صبح عرفانی ابد کی شمع ایمانی
حضور آئے تو چمکیں فکر انسانی کی تنویریں
حضور آئے تو ٹوٹیں جبر و محکوم کی زنجیریں
جے ذہنوں کا زنگ اتر، کچھے چہروں پہ نور آیا
حضور آئے تو انسانوں کو جننے کا شعور آیا
بشر کی پیشوائی کے لئے شمس و قمر آئے
حضور آئے تو امکانات ہستی بھی نظر آئے
تمدن آیا تہذیب آئی امن آیا قرار آیا
حضور آئے تو عالم پہ بہار آئی نکھار آیا
یتیموں اور فقیروں کو پناہیں مل گئیں آخر
حضور آئے تو ذروں کو نگاہیں مل گئیں آخر
اخوت اور مساوات و محبت کا نظام آیا
حضور آئے تو یہ توقیر ہستی کا مقام آیا
سلام اے رحمۃ للعالمین سرکارِ دو عالم
سلام اے مرسل حق مالک و مختارِ دو عالم



مُظَفَّرِ وَاَرْتِی

سلام تم پر درود تم پر

تمہاری آہٹ سے ذہن جاگے

نگاہ جائے نہ تم سے آگے

ہیں ختم ساری حُود تم پر

سلام تم پر درود تم پر

تمہارا جلوہ، خمیرِ آدم تم آسمان و زمیں کے سنگم

تمہاری آمد کمال ایزد تمہارے اندر تمام عالم

تمہاری ممنون ہر گھڑی ہے

ابد کو گھیرے ہوئے کھڑی ہے

عمارتِ ہست و بود، تم پر

سلام تم پر درود تم پر

خدا کے اظہار کی زباں تم ہمارے اور اُس کے درمیاں تم

خدا کو پیاری ادا تمہاری جہاں جہاں وہ وہاں وہاں تم

ہر ایک تخلیق کی بنا ہو

تم اُس حقیقت کا آئینہ ہو

کھلا درِ ہر شہود تم پر
سلام تم پر درود تم پر

رسول سارے امام سارے تمہارے در کے غلام سارے
تمہاری مستی ہے سب کی بستی تمہارے سائل نظام سارے
ہیں جس کے قبضے میں سب خزانے
کیا اسی خالقِ علانی نے

ہر ایک شے کا درود تم پر
سلام تم پر درود تم پر

چلی تھیں دل سے بول لے کر دعائیں کوٹی ہیں پھول لے کر
میں حشر تک کا رئیس ٹھہرا خدا سے عشق رسول لے کر
خطاؤں کو رحمتیں نوازیں
نثار تم پر مری نمازیں

فدا، قیام و سجود تم پر
سلام تم پر درود تم پر

قاضی نذر الاسلام

بنگلہ

امت امی گنہگار

تب و بھولے تا ہی رے امار

احمد امار نبی

جینی خود حبیب خدار

جاں ہار امت ہوتے چاہے شکل نبی

تاں ہاری دامن دھری

پل صراط ہو بو - ہو بو پار

کاندی بے روز حشر شبی

جب نفسی نفسی ربے

یا امتی بولے ایک

کاندی بین امار مختار

کاندی بین ساتھ ماں فاطمہ رض

دھری عرش اللہ دار

حسین بر خون بر بدلائے

معافی چائی پائی شبا کار

دوزخ ہوئے چھے حرام

جے دن پڑھے چھی کلمہ

جے ہوئے چھی امی

قرآن بر نشان بردار

اردو

ہم گنہگار امت ہیں

پر خوف نہیں

احمد ہمارے نبی ہیں

خود اللہ کے حبیب

سارے انبیاء جن کے امتی ہونے کے طلبگار

ان ہی کا دامن میں بھی پکڑتا ہوں

پل صراط عبور کر جاؤں گا، ضرور، ضرور

روز محشر بڑا جانگداز ہوگا

نفسی نفسی کی صدائیں ہوں گی

پر، یا امتی، کہنے والا ایک ہی ہوگا

ہمارے مختار روتے ہوں گے

ان کے ساتھ اماں فاطمہ بھی اشکبار ہوں گی

پایہ عرش پکڑ کر

خون حسینؑ کے بدلے میں

سب گنہگاروں کی مغفرت کے لئے

دوزخ حرام ہوگی

جس دن سے کلمہ پڑھا

جب ہی سے ہوا ہوں

قرآن کا نشان بردار

خورشید آرا بیگم صدیق علی خاں

وہ صبحِ مدینہ وہ شامِ مدینہ۔ معطر معطر ہوئے مدینہ
 سنہری سنہری جہالوں میں رحمت۔ مقدس مقدس فضائے مدینہ
 وہ روضہ کی جالی وہ احساسِ عظمت۔ وہ بیتابی دلِ طبیعت پر تفت
 لڑتے ہوئے لب وہ اشکِ ندامت۔ سکون بخش آہ و بیکائے مدینہ
 دروہامِ اقدس پہ نظروں کے سجدے۔ زباں پر وہ صلِ علی کے ترانے
 درودِ مدینہ۔ سلامِ مدینہ لب و قلبِ مدحت سرائے مدینہ
 شبِ قدر کی برکتیں رات لائی۔ سعادتِ حضوری کی سجدوں نے پائی
 عجب بخودی ہے۔ عجب کیفِ لذت۔ یہ وارفتگی ہے عطائے مدینہ
 وہ دالانِ جواہلِ صفہ کا مسکن۔ جو مزدور و محنت کشوں کا تھا ماں
 تھے دل جن کے عشقِ پیمبر سے روشن۔ نثارِ شہِ خوش لقائے مدینہ
 وہ تسبیح و تہلیل و تہجد داور۔ ملائک کو بھی رشک آتا ہے جن پر
 محبت کی تنویر سے دل منور۔ فروزاں فروزاں۔ ضیائے مدینہ
 شبِ روزیادوں کو دیتے ہیں دستک۔ دلِ گوشِ جن سب ہیں مسحور اب تک
 اذانِ مدینہ۔ صلوٰۃِ مدینہ۔ سجودِ مدینہ۔ دعائے مدینہ
 خوشادل کو حاصل ہوئی ہے وہ دولت۔ کہ کونین کی عظمتیں اس کی قیمت
 مری زندگانی کی جو ہے حرارت۔ ولائے محمد۔ ولائے مدینہ
 یہی دل کی دھڑکن۔ یہی آرزوئیں۔ نمازوں میں شام و سحر یہ دعائیں
 کہ پھر آپ کے در پہ سر کو جھکائیں۔ ہو خورشید کی جاں فدائے مدینہ

اداء جعفری بدایونی (عزیز جہاں)

یہ حسن نوازش، یہ اوج سعادت
یہ سراورد و بلبل سرکار عالم
یہی آستان، آستان تمتا
ادھر چشم پر آب آئینہ سالماں
تری یاد دل کو متاع گرامی
جمال سراپا حیاتِ دل و جاں
بہ حرمت بشیر و بہ قامت بہاراں
دریدہ قبا و شہنشاہ دوراں
چراغاں چراغاں نقوش کف پا
یہی حرفِ اول یہی حرفِ آخر
دلوں کو ہے کافی شہِ دین و دنیا
شہِ دین و دنیا نگاہِ ترحم

یہ دل اور مجالِ سلام عقیدت
یہ جاں اور جمالِ حرمِ محبت
یہی رنگِ زر ہے خیابانِ جنت
ادھر نازِ فرملہ طغیانِ رحمت
ترا نام لب پر کمالِ عبادت
شمیمِ تکلمِ بیاضِ طریقت
بہ شریفِ انساں نویدِ امانت
نسیمِ تلطف، صباحِ حقیقت
یہی ماہِ تاباں یہی مہرِ طلعت
بہ تعبیرِ تراں زبانِ صداقت
تری اک نگاہِ کرم کی معیت
نگاہِ ترحم! سپہرِ نبوت

یہ تازِ نوازش، یہ شانِ عنایت
عطا ہو پھر اذنِ سلام عقیدت



منظر (منظر النساء سعیدہ عروج)

کس نے کھولی ہے زباں کون ہوا دل کے قریں
کیسی آواز ہے؟ کیوں بھگی رہی ہے یہ جبین؟

کس نے چھڑی ہے پیلے، لحن عرب میں یا رب
جھنجھنا کر جواٹھی روح مری بہر ادب

کوئی یوں بول رہا ہے رگِ جاں کے اندر
جیسے الفاظ ہوں پوشیدہ زباں کے اندر

دست بستہ ہیں، جھکائے ہوئے سر محفل میں
چیخ بن جائے گرے سوئی اگر محفل میں

ایک سٹائے میں ڈوبے ہوئے یہ بام یہ در
لوگو بتلاؤ تو؟ اس سمت میں ہے کس کا گزر؟

بچ اٹھیں دور سے یہ آپ نفیریں کیسی؟
آپ ہی آپ بھی جاتی ہیں نظریں کیسی؟

کس کی آمد ہے کہ خوشبو کی لپٹ آتی ہے
جسم میں روح کے گلزار کو چٹکاتی ہے

سنسناہٹ سی ہے دل جھوم رہا ہو جیسے
نام جو لب پہ ہے دل چوم رہا ہو جیسے

میرے مولا، میرے آقا، میرے سرورِ صدقے
جان و دل صدقے ترے پاؤں پہ یہ سر صدقے

کائنات آج مکمل ہوئی آمد سے تری ۴

ذاتِ انسان مدلل ہوئی آمد سے تری ۴

”نیت“ انساں کی ترے ہاتھ سے کانٹے پہ ٹلی
فیصلہ کن ہوا حق، عدل کی میزان کھلی

تو نے بتلایا کہ انسان کی ذاتِ واحد
اپنے کردار کی تلوار پہ خود ہے کاسد

فردِ واحد کی بقا ، اس کی بقائے کردار
ملت افراد سے ہے اور ہے ملت تلوار

قوم جو فعل و عمل میں کھلی تفسیر بھی ہے
وہ زمانہ کے لئے شیشہ و شمشیر بھی ہے

”آمن“ کہتی نہیں، ”بدامنی“ مٹا دیتی ہے
اپنے کردار کی تاثیر دکھا دیتی ہے

نوکِ شمشیر پہ بھی حق ہی کہے اور اڑ جائے
کس میں دم ہے کہ پھر ایسے سے کوئی لڑ جائے

یہ صفت جس میں ہو وہ بندہ مومن کہلائے
حکمِ آقا کے لئے زندہ رہے یا مرجائے

تیری آمد کا یہ مفہوم تھا مکی مدنی
آدمی مظہرِ کردار کا ہوتا ہے دھنی

نسیم (وحیدہ)

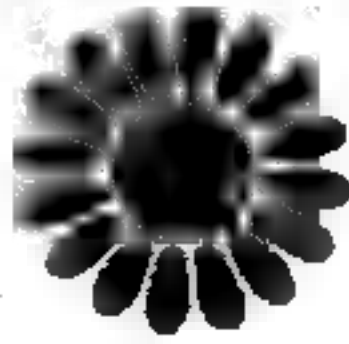
لفظ قرآن کے، تری تحسین	تو ہی ظاہر ہے اور تو ہی لبیب
تو مژمٹل ہے تو مُدثر ہے	تو ہی طیب ہے تو ہی طاہر ہے
تیرے سجدے ہیں فرش کی دولت	تیرے نعلین عرش کی زینت
تو خدائے بزرگ کی تنویر	تو ہے و تران پاک کی تفسیر
دلِ انسانیت میں تیری ضو	خلد تیرے خیال کا پر تو
تو ہی تکمیل ہے نبوت کی	تو ہی معراج آدمیت کی
تو مدادوائے کُلفتِ ایوبؑ	تو تمنائے دیدہ یعقوبؑ
صبح ہستی کی ہے دلیل تو ہی	آرزوئے دلِ خلّیل تو ہی
نام تیرا دعائے موسیٰؑ میں	ذکر تیرا صدائے عیسیٰؑ میں
ہر منبر تو انبیا کا امام	تجھ پہ بھیجے ہیں تیرے رب نے سلام
نغمہ سرمدی پیام ترا	سِدرۃ المنتہیٰ مقام ترا

صاحبِ تاج صاحبِ معراج

ہم نگاہِ کرم کے ہیں محتاج

نوری (سیدہ مسرت جہاں بیگم شفیق)

میں کروں ثناء احمدؑ، ہوا غیب سے اشارا
نہ قلم میں تاب و طاقت، نہ زبان کو ہے یارا
مرے ذہن و نطق حیراں، کہہوں تو کیا کہوں میں
کروں کیسے مدح اس کی جو خدا کو خود ہے پیارا
یہی فخر میری عزت، تری ذات سے ہے نسبت
مری زندگی کا حاصل ترے عشق کا شرارا
وہ نبیؐ تمام رحمت، جو ہے غمگسار اُمت
کہتے ہم یہ اتنے احساں نہ اٹھے گا سر ہمارا
نہیں کوئی اس جہاں میں جو شریکِ رنج و غم ہو
ہے خدا کے بعد اے دل، اسی ذات کا سہارا
ہو قبول نعت میری، مجھے اذنِ حاضری ہو
درِ قدس کے ہوں جلوے، یہ نظر ہو اور نظارا
کروں جان و دل نچا اور جو نصیب ہو حضوری
کرے روح و جد میری، جو طلب کا ہو اشارا
ہے دعا کہ روزِ محشر کہیں مجھ سے میرے آقا
یہ ہر اس کیوں ہے نوری، تو نہیں ہے بے سہارا

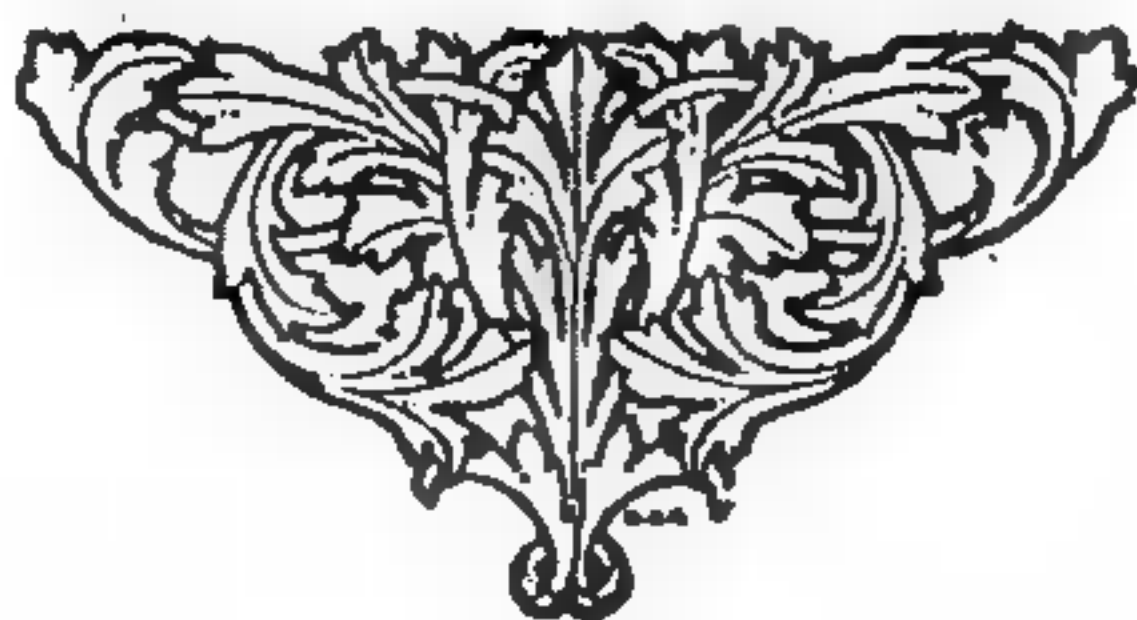


دُر شہوار نرگس

اے دل اگر نہ تھے تجھ کو محبت رسولؐ کی شیوہ بنالے اپنا اطاعت رسولؐ کی
 وہ سرکٹے نہ جس میں ہو سودا رسولؐ کا وہ دل مٹے نہ جس میں ہو عزت رسولؐ کی
 ظلمت جہاں سے کفر کی کافور ہو گئی روشن ہوئی جو شمع رسالت رسولؐ کی
 اسلام کے فروغ کا اے مدعی سبب خنجر نہیں، ہے خلق و مروت رسولؐ کی
 گہرائیں کیوں گناہ کے بارگراں سے وہ کافی ہے عاصیوں کو شفاعت رسولؐ کی
 بس اور کوئی خواہش و حسرت نہیں رہی اللہ جو دے تو دے مجھے الفت رسولؐ کی
 پیدا ہمیں بھی کرتا خدا ان کے عہد میں اے کاش ہم بھی کرتے زیارت رسولؐ کی
 ہے آرزو کہ قبر مری بھی وہیں بنے ہے جس زمین پاک میں تربت رسولؐ کی

عاصی ہوں رُوسیاہ ہوں جو کچھ بھی ہوں مگر

بندی خدا کی اور ہوں امت رسولؐ کی



روحی علی اصغر

کچھ ابتدا ہی نہیں انتہا بھی نازاں ہے
بنا کے نقش رسالت خدا بھی نازاں ہے

وہ آیا سب کے لئے رحمت خدا بن کر
تمام عالم ہستی کا رہنما بن کر
مٹانے کفر کو توحید کا پیام آیا
جہان نو کے لئے اک نیا نظام آیا

رسول حق سے نئے دور کا ہوا آغاز
نوائے وقت بنی انقلاب کی آواز
چمکی ہے دھوم کہ حق کا امین آیا ہے
وہ اپنے ساتھ خدا کی کتاب لایا ہے

عطا ہوا تھا محمدؐ کو علم و تبرا آنی
عمل سے ہو گئی معراج فکر انسانی
جو مشیتِ خاک تھا وہ بن گیا امینِ حیات
بلند ہو گئی افلاک سے زمینِ حیات

خودی کا آئینہ جب نقش کائنات بنا
کمال ذات سے وہ مظہرِ صفات بنا
یہ نازش بنی آدم ہیں نازِ آدم بھی
یہ انبیاء کے ہیں رہبر بھی اور خاتم بھی

شمیم جالندھری

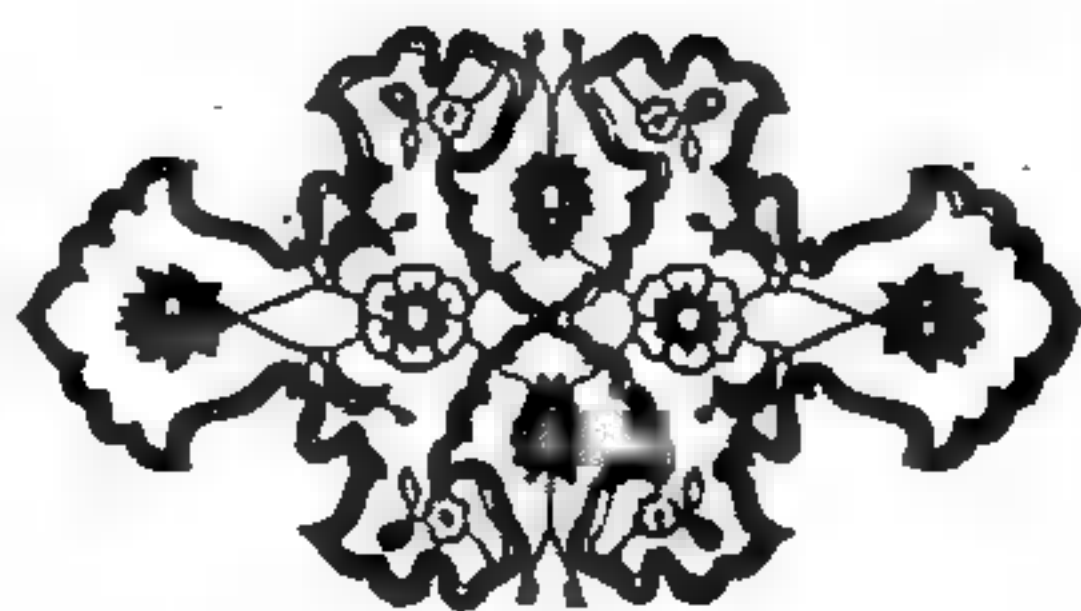
آج وہ دن ہے کہ برسا آسماں سے ابر نور
آج کے دن جوش پر تھی رحمتِ رب غفور
آج یثرب میں کیا شاہ دو عالم نے ظہور
ہو گیا روشن خدا کے نور سے نزدیک دور
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ سے گونج اٹھی غفلت ہرا
بُجھ گیا ایران کا جلتا ہوا آتش کدہ
شعبہ دے گم ہو گئے شیطان بھی گھبرا گیا
جھک گئی باطل کی گردن کفر بھی شرمنا گیا
ہل گئے ایوان شاہی زلزلہ سا آگیا
سطوتِ بعثت تھی ایسی اک جہاں تھرا گیا
نعرۃ اللہ اکبر کی صدا آنے لگی
برقِ وحدت کفر کے خرمن کو جھلسانے لگی

تَبَسُّم (فاطمہ فاروقی)

آپ ہیں نورِ مجسم آپ فخرِ دو جہاں
یوں بشر کہنے کو ہیں لیکن خدا کے رازداں
فرش سے لے تا فلک بکھرا ہے جلوہ آپ کا
ذرے ذرے سے ملا کرتا ہے عظمت کا نشان
در پہ اُن کے شانِ محبوبی نظر آتی ہے جب
دیکھتی ہوں آستانے پر، مجوم قدسیاں
آپ لے کر آگئے دنیا میں فرمانِ خدا
حکم کے تابع رہیں گے حشر تک پیرو جواں
آپ کے روئے منور میں دو عالم مل گئے
آپ ہی کی ذات میں ہے خالقِ عالم نہاں
کتنے احساں کر چکے اور کس قدر کرنے کو ہیں
آپ ہی تو ہوں گے روزِ حشر، ہم پہ مہرباں
رونقِ عالم ! نگاہِ لطفِ مجھ پہ کیجئے
زندگی سے دور ہو جائے، مری دور خزاں
گلشنِ عالم میں کیوں مجھ کو سکون ملتا نہیں
آپ ہی بتلائیے اے راز دارِ بے کساں
دیکھنا ہے گر تبسمِ شمسِ طیبہ دیکھ لے
ہے مدینہ میں وہ محبوبِ خدا عنبرِ فشاں

تہنیت (تہنیت النساء بیگم ڈاکٹر زور)

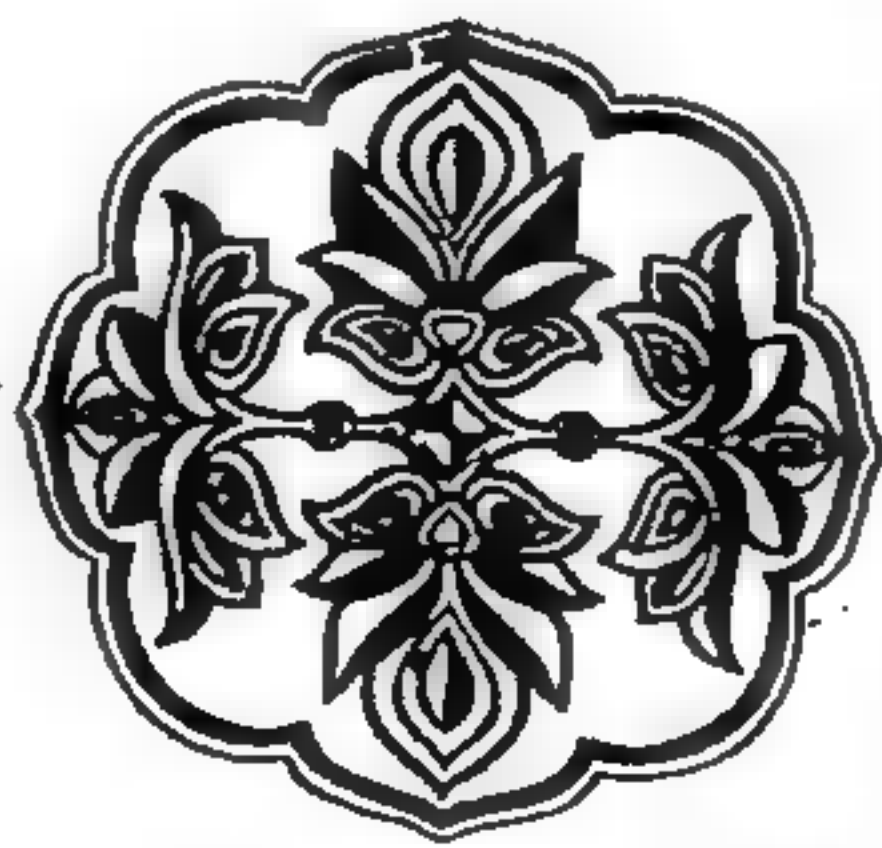
جب سے الطاف و کرم ہر جا نظر آنے لگے
سب میں محبوبِ خدا یکتا نظر آنے لگے
رازِ ہستی بے نقاب اس طرح دنیا پر کیا
وہ سراپا رحمتِ دنیا نظر آنے لگے
نوعِ انساں کو دکھائی راہِ عرفاں اس طرح
رازِ ہائے عالم بالا نظر آنے لگے
جیسے جیسے سوئے طیب ہم سفر بڑھتے گئے
اپنی ہستی سے بھی بے پروا نظر آنے لگے
کیا بتائیں روضۂ اقدس کی کیف انگلیزیاں
حُسن کے جلوے ہمیں کیا کیا نظر آنے لگے
وقتِ رخصت ہم پر جو گزری ابھی تک یاد ہے
چھوڑتے ہی اُن کا در تنہا نظر آنے لگے
خوبیِ قسمت سے اپنی وہ حرم میں جا بجا
تہنیت ہم پر کرم فرما نظر آنے لگے



اختر حیدر آبادی (سیدہ سردار بیگم)

سلام اے سرورِ کونین، اے مقصودِ یزدانی
 سلام اے وہ کہ تیری ٹھوکروں میں تاجِ شام
 سلام اے وہ کہ تو ہے جانِ انصاف و راداری
 سلام اے وہ کہ تجھ سے جاگ اُٹھی روحِ انسانی
 جسے تیرے جمالِ حسنِ رحمت نے سجایا تھا
 وہ دنیا ان دنوں ہے کشتہ در دو پریشانی
 خصوصاً تیری امتِ کاعجبِ حالِ پریشانی ہے
 نہ یارائے شکیبائی، نہ تابِ دردِ پہانی
 تری چشمِ توجہ کی طلب ہے آدمیت کو
 زمانہ چاہتا ہے پھر ترے الطافِ رحمانی

کرم اے پیکرِ لطف و نوازشِ نوعِ انسان
 کہ حد سے بڑھ گئی ہے گمبہ کی آجِ ارزانی





علاقائی

ہر گوشے میں ہر طبقے میں تیرے فداائی ملتے ہیں

گو نج رہا ہے سر و عالم کون جُ مکاں میں نام تیرا



دردِ ملک کی سہری جالیاں

(پنجابی)

سید ملّھے شاہ قادری شطاری قصوریؒ

المتوفی سن ۱۱۷۱ھ
۶۱۷۵

سیوہن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

اَنَا أَحَدُ دَاكِيَتِ سَنَائِيُو
اَنَا أَحْمَدُ هَوِي پھر فرمائیو
اَنَا عَرَبُ بے عین بتائیو
پھر نام رسول دُہرائیو نی!

سیوہن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

فَشَمَّ وَجْهَ اللَّهِ نور تیرا
ہر ہر کے بیچ ظہور تیرا
ہے الْإِنْسَانُ مذکور تیرا
ایتھے اپنا سر لوکائیونی!

سیوہن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی

تو آئیوتے میں تہ آئی
گنج محفی دی تیں مری بجائی
آکھ اَلَسْتُ گراجی چاہی
اوتھے قَالُوا بَلٰی سنائیونی!

سیوہن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سائیونی

پرگٹ ہو کر نور سدا یو
احمدؑ توں موجود کرائیو
نابودوں کر بود دکھائیو
فَنَفَحْتُ فِيهِ سَنَائِيونی

سیوہن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سائیونی

نَحْنُ اقْرَبُ لَكَ دِيوئی
هُوَ مَعَكُمْ سَبَقُ دِيوئی
وَ فِيْ اَنْفُسِكُمْ عِلْمُ كِيوئی
پھر کہیا گھناٹ پائیونی

سیوہن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سائیونی

بھر کے وحدت جام پلائیو
منصورے نوں مست کرائیو
اس توں انا الحق آپ کہائیو
پھر سولی پکڑ چڑھائیونی

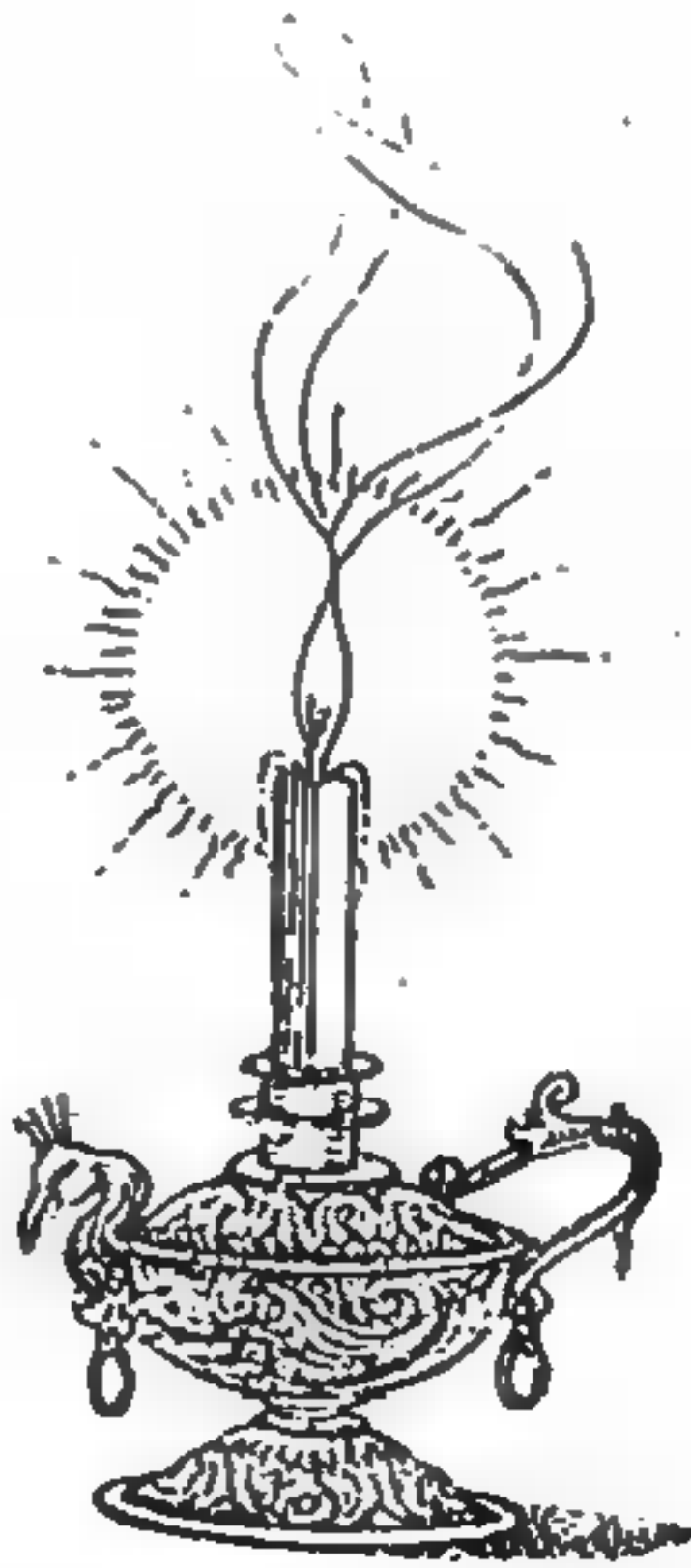
سیوہن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سائیونی

گھنگھٹ کھول جمال دکھایا
شیخ جُنید کمال سدا یا
کَیْسَ فِی جَنَّتِیْ حَالِ بَنایا
اشرف انسان بنائیونی

سیوہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی!

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا يَادِ كَرائیو
لَا إِلَهَ دَا پردہ لا، میو
إِلَّا اللهُ کہو جھاتی پائیو
پھر بھلا نام دہرائیونی

سیوہُن میں ساجن پائیونی
ہر ہر دے وچ سمائیونی



(پنجابی)

سید وارث شاہؒ

المتوفی سن ۱۲۱۲ھ
۱۷۹۸ء

دوجی نعت رسول مقبول والی جہڑی موجب ہے کل اڈنبراں دا
کائنات دا سو بچھتے فخر عالم سلطان ہے دھرت تے انبراں دا
جناں بندیاں دا مرشد پیر کامل سردار ہے کل پیغمبراں دا
ہادی مسجدیں تے آتش خانیاں دا ٹھاگرد واریاں گرجیاں مندریں دا
نور نار سندی خبر دین والا چمکیڈراں کالیاں اندراں دا
کنجی خلق عظیم دی گھت نیجے توڑن والا کفر دے جنڈراں دا
پھڑکے لادی تیز تلوار ہتھیں بھن چھڈیاں بُت مچھندراں دا
وڈے زور والے ہوئے آن حاضر جہڑے مار دے بل سکندراں دا
جنہاں کفر کیتا اوہدے نال او نہاں مزا چکھیا رچھتے بندراں دا
جنہاں صدق دے نال ایمان آندا لیا مرتبہ اچیاں نمبراں دا
اوہلے بیٹھ کے کلی پوش ماہی لیا بھیت جو کھنڈراں کھنڈراں دا
دتا ونڈ چوپاتیاں جام ساقی نشہ پھبیا گل وتلندراں دا
جتنے کفر سندی بدلو آہی او تھے ڈھیر توحید دیاں عنبراں دا
ہلایا آن حکیم محبوب وارث گیاروگ ناسور بھگندراں دا

(پنجابی)

مولوی غلام رسول عالمپوری

المتوفی سنہ ۱۳۰۹ھ
۱۸۹۲ء

جو ہر عرض وجود خلاق اصل اصول کمالی
نبی صفی داسید سرور تے کوثر داساقی
وجہ اشارے انگل جدی شق و تسمرا فلاکی
ثاقب نجم قمر تے شمسوں انور گوہر خاکی
مظہر فیض اتم یگانہ مطلع صبح ظہوری
فتح مبیں کمال فرضی شان نبی دی عالی
سینہ پاک منور نشر ح نور اکھیں باز اغوں
شاہ صفیاں پیرو لیاں خاص امام نبیاں
لے جبرئیل ملائک نوری دروازے پر آیا
ایہ امامت بعد نبیاں گزر لئے افلاکوں
فوج فرشتیاں نال سدھائی شوقاں اگ چلائی
کھلتے گئے در افلاکوں ملک مقرب دھائے
لشکریاں وچہ موٹی عیسیٰ کر کر فخر سدھائے
جبرائیل رہیا وچہ سدھ رہ قوت پڑں سدھائی
امت خیر اُمم دا والی نام محمد عالی
جین حق خاص شفاعت کبریٰ ختم رسل اتفاقی
خیر الناس عرب دا افصح خواص لب تریقی
جیں تے پاک قدم دی برکت فخر کرے وجہ ناکلی
اوہ شاہ بیت قصائد عالم جیں وجہ خوبی نوری
تے محمود مقام معلیٰ خاص عطا نرالی
انور اکھیں مہر نبوت روشن نور چراغوں
فاتح باب بہشت معلیٰ اتقی وجہ تقیاں
چاہڑ براق رکابے چلیا، اقصیٰ وجہ پہنچایا
زمیوں سُنُب فلک تے و جابر اوقوں چلاکوں
جبرائیل نقیب پکارے پاک سواری آئی
سُن سُن کے پیغمبر خبراں تعظیماں نوں آئے
کھول درے وجہ جنت حُوراں شوق زیارت پائے
تن تنہا چلن دی سرور جاں دستوری پائی

کرسی عرش قدم دھر گزرے ملے قرار آمل

تیز قدم دھر قربت چلے بے بالالوں زیروں

صورت حرفوں پاک ندائیں کلمہ پاک ناموں

جو ڈٹھا سو ڈٹھا آخر جو پایا سو پایا

گم گیاں نوں راہ دکھائے روگ کٹے بیماراں

منزل مقصد چھوڑو گیندیاں چہ شب نادانی

اصل بھلا گم کیا خودی تمہیں اندر سرگردانی

اُچیت چیت طبیب حقانی کھولے راز نہانی

واگاں دل مقصود چلایاں موڑ کوراہوں اونوں

سب جہاں اکودی برکت نور و نور دکھیا

پیش قدم وچہ عالم ہو یا جس نے اوہ رخ تکیا

پاؤں ہاریاں سب کچھ پایا منکر گئے ایذا تیں

بہت صلوٰۃ سلام نبی تے آل سنے اصحاباں

ہو چکیاں چھ طرفاں آخر جاگہ پاک مقاموں

پون ندائیں ودھ محبوبا بے طرفوں چو پھیروں

لکھ کر وڑاں کوہاں دوراڑے پتے دہم بیانون

ہوراں نوں اتھ دخل نہ مولے مڑ پیغمبر آیا

تاریکی وچہ جلدیاں تائیں بلیاں شمع ہزاراں

روشن راہ صفادایا پائی دل نورانی

نفسوں ذات گواہی بھریاں گوہر توڑ انسانی

دل دل موڑ دلوں گمراہی نور دتی عرفانی

واہ سید ثقلین محمد تر گئے عالم دونوں

فیض منداں دادل آئینہ فرشوں عرش چمکیا

ہینے لیکھ دھروں جس آہے اوہ خود دیکھ نہ کیا

احمد باہجہ نہ ہوندے پیدا جنت راز کدہیں

خاص خواص عزیزاں یاراں یار کبار احباباں

نور ہدایت کریں عنایت خوف رجا وچہ رکھیں

عشقوں کریں متور سینہ روشن دل دیاں اکھیں



(پنجابی)

میاں محمد بخش جہلمی
المتوفی سبب
۱۳۲۲ھ
۱۹۰۴ء

واہ کریم اُمّت دا والی مہر شفاعت کردا
جب اسرائیل جیہے جس چاکر نبیاں دا سکر کردا
اوہ محبوب حبیب رباناں حامی روزِ حشر دا
آپ یتیم یتیمان تائیں ہتھ سرے پر دھردا
جے لکھ واریں عطر گلابوں دھوئیے نت زبانان
نام اُنہاں دے لائق ناہیں کی قلمے دا کاناں
نعت اُنہاں دی لائق پاکی کداساں ناداناں
میں پلّیت ندی وچ وڑیا پاک کمرے تن جانان
حُسن بازار اوہدے نئے یوسف برے ہو وکاندے
ذوالقرنین سلیمانؑ جیہے خدمت گار کہاندے
عیسیٰؑ خاک اُنہاں دے دُردی گھن تینم کردا
تائیں دست مبارک اس دا شافی ہر ضرر دا
خال غلامی اُس دی والا لایا پاک خلیلؑ
جانی نوں تر بانی کیتا مہتر اسماعیلؑ
موسیٰ خضر نقیب اُنہاندے اگے بھجّی راہی
اوہ سلطان محمدؐ والی مُرسل ہو رسیا ہی
دہ سنی سرجناں توں ہویا نیڑے آء پیارا
الفت اُنہاں دی کیہ کجھ لکھے شاعر او گنہارا

(پنجابی)

مولوی دلپذیر بھیروی

المتوفی ۱۳۶۹ھ
۱۹۵۰ء

رَبِّ اَشْرَحْ لِي صَدْرِي مُوسَى رَبِّ هَيْسِ كَرُمَيْ عَائِشِ

تے نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ اَنَامَ مُحَمَّدَاتِي

وَسَيَا اِبْرَهَادِي وَالْاَرْتَجِ لُكَ جَاغَ سَاغِ

مُخْفِي كُنْجِ اَلْوَمِ كَهْلَارِي ظَاهِرِ وُجْهِ سَيْنَاغِ

اُچھلِا دِرِيا كَرَمِ دَا نَكْلِي طُھَاٹھِ جَنَابِو

اُجڑِي دِهَرَتِ وِسَانِي اللّٰهُ لَنُكْھِيَا فَضْلِ حِسَابِو

چوداں طَبَقِ مَنَوَّرِ ہوئے خَاطِرِ جِس دے دَمِ دِي

لِکھے اُس دِي مَدَحِ پَذِيرَا كِيَا تَوْفِيقِ تَلَمِ دِي



(پنجابی)

میاں مولا بخش کشتہ امرتسری

المتوفی ۱۳۷۲ھ
۱۹۵۵ء

مردہ دلاں نوں زندگی بخش دائے ایسا مٹھڑا جان ہے نام تیرا

جلوہ رب دا ہووے نصیب اہنوں ہووے جہنوں دیدار حبانان تیرا

ویکھن والیاں اکھیاں ہوں جیکراتے دل دے وچ پریم ہووے

حضرت آپ توں آپ پھر نظر آوے ہے زمین تیری آسمان تیرا

تیرے عشق دی ہے داستان حضرت لوکاں سمجھیا ہے قرآن جس نوں

جا کے عرش تے خیال نوں نظر آیا درجہ بہت اچا عالی شان تیرا

پھلّاں نال نہیں بلبیل پیار کردی کاغذ جان کے گلاں دی پتیاں نوں

اپنی چٹنج دی قلم دے نال ویکھاں نقشہ کھچدی پھرے خوبان تیرا

تیرے خلق دیاں دھماں ہین تھماں تھماں تیرے پریم دا جگڑج ہے چرچا

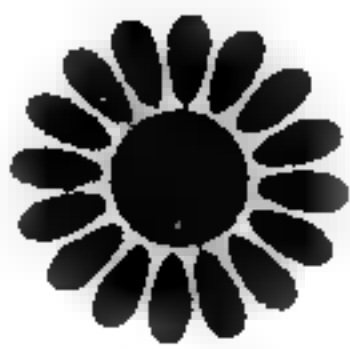
تیری نعت کیہ لکھے ناچیز کشتہ ثنا خوان ہے آپ یزداں تیرا

(پنجابی)

پیر فضل حسین فضل

المتوفی ۱۳۹۲ھ
۱۹۷۲ء

بھلیو بھلی وچ جگ دے ہین سوہنے، سوہنے نیں پر میری جناب ورگے
اوہ جدھے پسینیاں وچ ہلے رکھے گئے ہین عطر گلاب ورگے
چہرہ مہ کنعان دا ونیکھ کے تے ماہ و شاں نے انگلاں چیر لیاں
اہدی اک انگشت دا ویکھ جلوہ سینے چاک کر لیں مہتاب ورگے
بالوریت تتی تتی ہیٹھ کنڈاں، گرم گرم پتھر اُپر چھاتیاں دے
اوہدے عشق وچ عاشقاں صادقان نے ساڑ لے جتے کخواب ورگے
چھپ کے کئی واری اوہدی بزم اندر بہناں لے جاندا چٹاں و لگیاں نوں
جا کے کئی واری اوہدی بارگاہے دیوے پے بالن آفتاب ورگے
روضے کول درخت جو پے جھولن، توں نہ سمجھیں ہوا سنگ جھول دے نین
اوہے تاب نیں لیلے دے وچ خیمے جھات پان لئی قیس بے تاب ورگے
اسی نہ کوئی پارس دا سنگ پارہ نہ کوئی پڑی اکسیر دی منگنے آں
تیرے عشق وچ چاہنے آں شرِ خواہاں ساڈے دل ہو جان سیماں ورگے
اجے ہین کچھ ہجر دے سال باقی، اجے دُور نیں ساعتاں وصل دیاں
اجے فضل تیرے کچے اتھر و نیں، اجے ہوئے نیں سُرخ عناب ورگے



محمد مصطفیٰؐ، اک معجزہ اے
 جگایا اُس نے سُستی زندگی نوں
 نہیں پائی کتوں تعلیم اُس نے
 ہوئی نازل کتاب اللہ اُس تے
 اندھیرا ہی اندھیرا سی عرب وچ
 صدائے قمؑ بِاِذْنِ اللّٰہِ اُس دی
 بنائے اولیا لکھاں کروڑاں
 کلام غیر فانی، جاودانی
 دلاں دے روگیاں نے پائی صحت
 فدائی بن گئے جو ویری آئے
 ترّا خنجر جہاد کام رانی
 دلاں دے زنگ اتارے پاک کیتے
 خلیل اللہ دے موہوں جو نکلی
 جناب ابن مریم دی بشارت
 فقیراں نوں ملے شاہی خزانے
 عرب دی دُبت دی بیڑی بچائی
 مقام وحی ربّانی دی عظمت

رہے گا تا قیامت روشنی بخش

ترّا دیوا سدا اک معجزہ اے

(پنجابی)

فقیر، ڈاکٹر فقیر محمد

ہے میریاں حمداں نعتاں توں بہت اتانہ مقام محمد دا

پیا اپنے شعر سجاناں میں وچ لہج کے نام محمد دا

سُنیاں دے واندے ہتھاں نوں کیہ ویکھے نظر بخیلاں دی

امیر تے چڑھدے سورج نوں نہیں ہندی لوڑ دیلاں دی

بت لعل کسے دا جوہری نوں دسے بے قدراروڑا کیہ

دسے ٹرتیز براق دیاں ٹوراں کوئی لنگا گھوڑا کیہ

کیڑی دریا وچ اتر کے کیہ ویکھے پار کتارے نوں

رائے بے قدری کیہ جانے پریت دے کھل کھلاے نوں

دسے کیہ منکر لوکاں نوں بت موسیٰ داسرعون کوئی

زیہہ کے پیا زمیناں تے عرشاں دیاں گلاں کون کوئی

کنڈا کوئی کوں بیان کرے پھللاں دی جہک سہانی دا

مالی بیدرد کوں جانے چا بلبل درد رنجانی دا

کہتوں کوئی منگتا دُنیا نوں دے دولت واو امیراں دی

کوئی مورکھ دسے روگی نوں تاثیر کوں اکیراں دی

ہے میریاں حمداں نعتاں توں بہت اتانہ مقام محمد دا

پیا اپنے شعر سجاناں میں وچ لہج کے نام محمد دا



(سرائیکی)

خواجہ غلام فرید

المتوفی ۱۳۱۹ھ
۱۹۰۱ء

حُسن ازل دا تھیا رِظہا ر
اُحدوں ویس وٹا تھی احمد
سلب ثبوت جتھاں مسلوبے
او تھہ ناطالب نا مطلوبے
ہے لا یُدْرِکُہُ الاَبْصارُ
بے حد مطلق، مطلق بے حد
غیب الغیب دے دیوں آیا
شہر شہادت ویرا لایا
احدیت دا گھنٹہ اتار
تھیا اطلاقوں محض مقید

راتھاں میں مٹھڑی جند جان بلب
اوتناں خوش وسدا وچ ملک عرب
توڑے دھکڑے دھوڑے کمانڈری ہاں
تیڈے نام توں مفت وکانڈری ہاں
تیڈی بانڈیاں دی میں بانڈری ہاں
پے در دے گتیاں نال ادب
واہ سوہناں ڈھولن یار سجن
واہ سانول ہوت حجاز وطن

آڈیکھ فرید دا بیت حزن

ہم روز ازل دی تانگھ طلب

(پوٹھوہاری)

حضرت پیر ہر علی شاہ (گولڑہ شریف)

المتوفی ۱۳۵۶ھ
۱۹۳۷ء

اُج سک مٹراں دی ودھیری اے	کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے	اُج نیناں نے لایاں کیوں جھڑیاں
الظیف سُرّی مِنْ طَلْعَتِهِ	وَالشَّدْوِ بَدَى مِنْ وَفَرَتِهِ
فَسَكَبْتُ هُنَا مِنْ نَظَرَتِهِ	نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں
مکھ چند بدر شیشانی اے	متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے	مخموڑ اکھیں ہن مد بھریاں
دوا برو قول مشال دسن	جیں توں نوک مرثہ دے تیر چھپن
لباں سرخ اکھاں کہ لعل یمن	چٹے دند موتی دیان ہن لڑیاں
اس صورت نوں میں جان اکھاں	جاناں کہ جان جہاں اکھاں
سچ اکھاں تے رب دی شان اکھاں	جس شان توں شاناں سب بنیاں
ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں	بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اس صورت تھیں	وچ وحدت پھٹیاں جد کلیاں

دسے صورت راہ بے صورت دا	توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوجھت دا	کوئی ورلیاں موتی لے تریاں
ایہا صورت شالا پیش نظر	رہے وقت نزع تے روزِ تشر
وچ قبر تے پل تھیں جدہ ہوی گزر	سب کھوٹیاں تھیں تند کھریاں
يُعْطِيكَ رَبُّكَ داس تاں	فَتَرْضَى تھیں پوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں	وَأَشْفَعُ تَشْفَعُ صَیْحِ پڑھیاں
لاہو مکھ تھیں مخطط بُردِ مین	من بھانوری جھلک دکھاؤ سجن
اوہا مٹھیاں گالیں الاؤ مٹھن	جو حمر وادی سن کریاں
جرے توں مسجد اوڈھولن	نوری جہات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دافرش کرن	سب انس و ملک حوراں پریاں
اینہاں سکریاں تے کرلاندیاں تے	لکھ واری صدقے جانڈیاں تے
اینہاں بردیاں مفت کاندیاں تے	شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلَكَ مَا أَحْسَنَكَ مَا أَكْمَلَكَ

کتھے مہر علی کتھے تیری شناگستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

◎

(پشتو)

خوشحال خان خٹک

المتوفى سنة ١١٠٠ هـ
١٦٨٨

د خدائے عرفان موشه پعرفان د محمد
پاک دے محمد پاک دے سبحان د محمد
راشه نظر و کمره په ظله په یسین باند
خدائے دے صفت کرے په قرآن د محمد
دیر خلق پیدا دے انبیا که اولیا دے
نشته په خلقت کنس یو په شان د محمد
خدائے سره موسیٰ په کوہ طور کرے خبرے
دے د عرش د پاسه لا مکان د محمد
پیکرے جبریل وه در فرق جلب نیولے
پورته پاس معراج وه پر آسمان د محمد
خوان بر د موسیٰ خور من سلوے یولک و کرے
انس و جن مریزے تل په خوان د محمد
لاس دے لگوے ما خوشحال په واره کرته
غم اند وه م نشته په د امان د محمد



(پشتو)

رحمان بابا

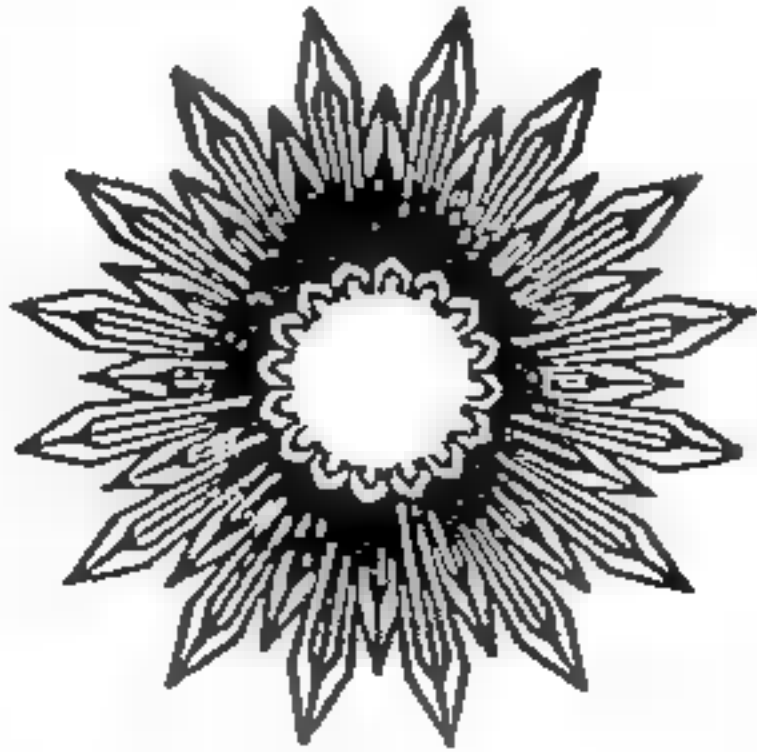
المتوفى ١١٨٨ هـ
١٤٠٦ ع

پیدا کرے بہ خدائے نہ وہ دادنیا
محمد دے د تمام جہان آبا
نشتہ پس لہ محمدہ انبیا
چہ بوئی نہ وود آدم اود حوا
پہ معنی کنے اولین دے ترہرچا
نورے کل وارہ صفات دی پہ رہنتیا
محمد دے دہمہ وامہ پیشوا
جنتی دے، کہ فاسق دے کہ پارسا
محمد دے د نرند و دلاس عصا
کنرہ نشتہ پہ جہان بلہ رنرا
محمد دے ہر درد مند لرہ دوا

کہ صورت د محمد نہ وے پیدا
کل جہان د محمد پہ روئی پیدا شو
نبوت پہ محمد باندے تمام شو
نور ہالہ د محمد و و پیدا شوے
کہ صورت نے پیدا شوے آخرین دے
خدائے نے مہ کنرہ بیشکہ چہ بندہ دے
کہ نبی دے کہ ولی دے کہ عاصی دے
چہ نے دین د محمد دے قبول کرے
محمد د گمراہان نور ہما دے
کہ رنرادہ پیروی د محمدہ
محمد دے چارہ و چارہ گردے

زہ رحمن د محمد د درخا کرو بيم !

کہ مے نہ کہ خدائے لہ دے درہ جدا



(پشتو)

حمزہ شنواری

فطرت یو تبسم دے په عرفان د محمدؐ
یو کیف دے پسر لے د کلستان د محمدؐ
خرگند د دوی له نوره شو یو وائے د وجود
هر خیز شو آینه خان ته چران د محمدؐ
پوئے نه شو شوک په سرد لی مع الله وقه
بس دو مره چه مبله به وه یزدان د محمدؐ
یو گل د تجلی نه د رخسارے شفق دے
جنت یوه نقشه شوه د دامان د محمدؐ
خالق یه چه په عشق کښه توحید و ته نزول
خیل سورے په انوار و شوقربان د محمدؐ
برزخ له نقش و نژکه چه وی پاک هغه پکار
اُمّی حُکمه لقب شو په تران د محمدؐ
هر شیء د کائنات لکه صدف شو وازه خله
راخور چه په دنیا کښه شو نیسان د محمدؐ
راجوره سلسله شوه د اشکال الهی
پیدا چه کرے رب زلف پریشان د محمدؐ
حمزه هره ذره به د ثنا کری د دنیا
ته شوه که ثنا کر شیوه بیان د محمدؐ

(پشتو)

منظر فریادی ملا کوری

تیرے د کفر شولے رفع دفع نمر اوخلید

سپینہ رنرا شوہ پہ جہان چہ سپین سحر اوخلید

هرخوا و و ظلم او زور

دناپوھی او جهل

پہ دغه وخت کبے عربی شمس و قمر اوخلید

سپینہ رنرا شوہ پہ جہان چہ سپین سحر اوخلید

چا و و بتان نیولی

چانمر، سپور می او ستوری

جلوے خورے شوے د حضرت عبداللہ و اوخلید

سپینہ رنرا شوہ پہ جہان چہ سپین سحر اوخلید

حق شوبالا پہ جہان

د خدائے تعالیٰ دلوری راغے

د "آمنے" ذرہ تکور، نور البصر اوخلید

سپینہ رنرا شوہ پہ جہان چہ سپین سحر اوخلید

پہ تادے دیروی سلام

مل شے حُما "فریادی"

نیکی مے اونکره وینستہ مے سپین دسر اوخلید

سپینہ رنرا شوہ پہ جہان چہ سپین سحر اوخلید

بنکے بشر اوخلید

بنکے بشر اوخلید

رورکله رورته وے رور

جال هر طرف ته و و خور

بنکے بشر اوخلید

بنکے بشر اوخلید

خپل معبودان نیولی

و و د آسمان نیولی

بنکے بشر اوخلید

بنکے بشر اوخلید

باطل کرو خیرے گریوان

پیغام د امن و امان

بنکے بشر اوخلید

بنکے بشر اوخلید

یا نبی خیر الانام

روز محشر پہ مقام

بنکے بشر اوخلید

بنکے بشر اوخلید

(ہندکو)

سائیں پشاورى، استاد احمد علی

المتوفى سن ۱۳۵۲ھ
۱۹۳۵ء

بیعت سے جنت میں ہوتے تیرے دست مبارک اصحابِ چم کے
بابِ کشورِ علم علی ہویا تیری زباں رفیع الخطاب چم کے

پایا عرشِ معلیٰ دا چند پایا، تیرے قدم اے والا جناب چم کے
سائیاں کعبے قوسین دا سیل کیتا کعبے نعل نے تیری رکاب چم کے

مسلمان دینی فرض سمجھ کے تے گھولن لگیاں پہلے وستران چمدا
قلم نام محمد داجدوں لکھدی ادبوں کا غد حضور دی شان چمدا

ہر ارشاد اس راہبر دین دے نوں صدق نال ہر اہل ایمان چمدا
سائیاں صدقے محمدی ذات اُتو، حسن پرست جھک جھک آستان چمدا



(سنڌي)

شاه عبداللطيف بھٽائي

المتوفى سنه ۱۱۶۵ھ
۱۷۵۲ء

جوڙي جوڙ جهان جي ، جذهن جوڙيائين
خاوند خاص خلقي محمد مڪائين
ڪلموت ڪريم تي چئو چاڀائين
اَنَا مَوْلَاكَ وَ اَنْتَ مَحْبُوْبِي اَيْن اَتائين



جوڙي جوڙ جهان جي پاڻ ڪيائين پروار
حامي هادي هاشمي ، سرداران سردار
سونهين صحابن ست ۾ منجه مسجد مٿي دار
چارئي چڱا چوڌار هئا هيڪاندا حبيب سين



وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ جان ٿو چئين ائين
تان مير محمد ڪارئي نرتون منجهان نينهن
سوتون وڃيو ڪيئين تائين ڪنڌ پين ڪي؟



وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ جذهن چيو جن
تن مڃيو محمد ڪارئي هي جان سان هنين
تڏهن منجهان تن اوڙ ڪو نه اوليو



وَحَدَّهٗ لَا شَرِيكَ لَهُ جَن آتوسين ايمان
تن مڃيو محمد ڪارڻي قلب سان لسان
اوڙ ڦاٽڻ ۾ فرمان اوڙ ڪنهن نه اوليا

○

پڙهيا پڙهيجا سبق انهن سور جو
ميم رکون ۾ الف تنهن اڳيان
چٽان چوريجا اها لات ”لطيف“ چئي

○

جڪرو جس ڪرو پيا مڙئي مل
سمي جي سهاڳ جي ڪنهن نه پيئي ڪل
مٽي ان مرسل ؛ اصل هئي ايتري

○

جڪرو جس ڪرو پيا سڀ انبرا
جيائين جڙو جڪڙو تيائين نه پيا
مٽي انهن ماڳان ؛ اصل هئي ايتري

○

جڪري جهو جوان ڏسان ڪونه ڏينهن ۾
مهڙ مڙني مرسلين سرس سندس شان
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ اِي ميسرئيس مڪان
اي اڳي جو احسان جنهن هادي مير ٿيو هڙو

○

۳۶۲

احد احمد صلعم پاڻ ۾ وڃان ميم فرق
آهي مُستغرق عالم انهيءَ ڳالهه ۾



سماتو سرجيت نات پاڳارا پرس پيا
گھڻ تنهنجي گچڙي، اچي جال جڳت
جن جيھائي پت تن نيھائي بکيا



نار منجهار ان نڪري جڏهن پرين ڪري ٿو پڻ
پون پڻ بسم الله چئي، راه چمي ٿي رند
اڀيون گھڻي ادب سين وٺي حورن حيرت ھنڌ
سائينءَ جو سوڳند ساڄن سپنان سھڻو



پيريون پيري پيج، هي جي منجهان پوريون
بي در ڪنھن مروج ريءَ هاشميءَ هيڪڙي



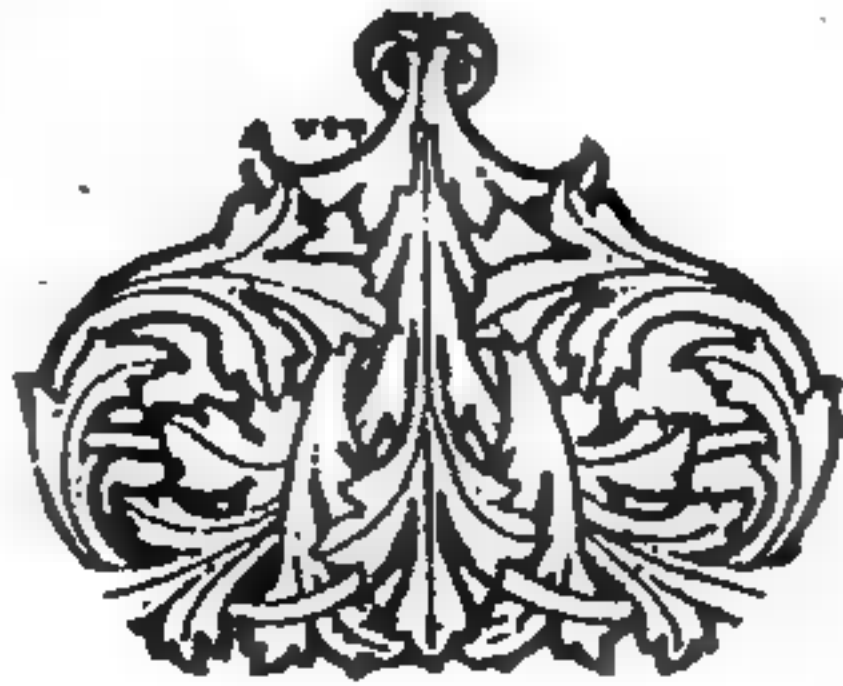
ڪڍي نين خممار مان نار ڪيائون نظر
سورج شاخون جهڪيون ڪوماڻو قمر
تارا ڪتيون تائب ثيام ديکيندي دلبر
جهڪو ٿيو جوهر، جانب جي جمال سين



(سندھی)

پیر محمد سلیم جان مجذدی

نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سپ کان پلا وسپ کان مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم
سید سرور اشرف انور ساقی کوثر شافع محشر
افضل اجمل اکمل اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
بحر کرامت مخزن حکمت گنج شرافت آیت رحمت
فخر رسالت عزّت آدم صلی اللہ علیہ وسلم
نیٹن ۾ ما زاغ جو سُرمو واللّیل سنواریا کُنید ژاگیسو
موج تبسم کوثر و نر مزم صلی اللہ علیہ وسلم
اُپر یو چمکیو شمسِ ہدایت شرک شقاوت کفر جی ظلمت
تی ویا ہکدم درہم و برہم صلی اللہ علیہ وسلم
نالو بہ منتر و جنھن جو محمد ران بہ رب جو جنھن تی یجد
روح جی راحت قلب جو مرہم صلی اللہ علیہ وسلم
ھُن جی مبارک خاکِ قدم تان گھوریو گھوریان واری بہ گھوریان
سرشار و سلیم آءِ ہیج مان ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم



(سنڌي)

ابڙو عبد الرحيم ارشد

السلام اِي سرورِ ڪونين، اِي شاهِ اُمم
السلام اِي شان و شوڪت جا هوارا السلام
السلام اِي رحمت للعالمين عالي مقام
السلام اِي ڪل پلارن کان پلارا السلام
تو مٿي توحيد جا پيئمانا پيارا پرت مان
مرحبا صد مرحبا دلبردارا السلام
جو رڪي توسان محبت ۽ اطاعت پڻ ڪري
دين دنيا جا ويا کانئس خسارا السلام
تنهنجي محبت سان بندو و محبوب ٿئي موليٰ سندو
ٿا ملن قرآن ۾ اهڙا اشارا السلام
عرش اعليٰ تي رسي معراج ماڻهو تو منا
قرب قادر هي ڪيا توتي نيارا، السلام
ڪوبه سمجهي ڪين سگهيو، شان تنهنجو سڀڌا
وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلُ جَا تَوْلَهُ اشارا السلام
آمنرو صبح و مسادل کي رهي ٿي يا خدا
سبز گنبد جا پسان هيڪر منارا، السلام
دل جي گهراين وچان ارشد ۽ مڪام رسد سلام
سي قبولج پاڇه سان، کانئس خدا ارام السلام

(سنڌي)

آخوند حاجي عبد الرحمن انجم هالائي

عين اطهر ، نور انور ، مُصطفى يا مُصطفى
گنج گوهر ، منهنجا سرور ، مُصطفى يا مُصطفى

تنهنجو نالو سيدا ! جنهن دم بدن جن و بشر ،
تا پڙهن صلوة هر هر ، مُصطفى يا مُصطفى

مان نه هڪ آهيان فقط شيدا مگر آهن نڪين ،
تنهنجا عاشق منهنجا همسر ، مُصطفى يا مُصطفى

تنهنجي فرقت ۾ مرڻان ٿو نام تنهنجو ياد آه
وڙد منهنجو آه اڪثر ، مُصطفى يا مُصطفى

جيب خالي ڪيئن مان پهچان دور منزل آه ٿي ،
ور وسيل ڪرڪا واهر ، مُصطفى يا مُصطفى

عاشق نادار ڪي تون پاڻ وٽ جلدي گهراءِ ،
دور تنهنڪي ڪر نه دلير ، مُصطفى يا مُصطفى

ڪين ”انجم“ ڪي وسارج آه جو عاصي اٿيم
ڪج شفاعت روز محشر ، مُصطفى يا مُصطفى



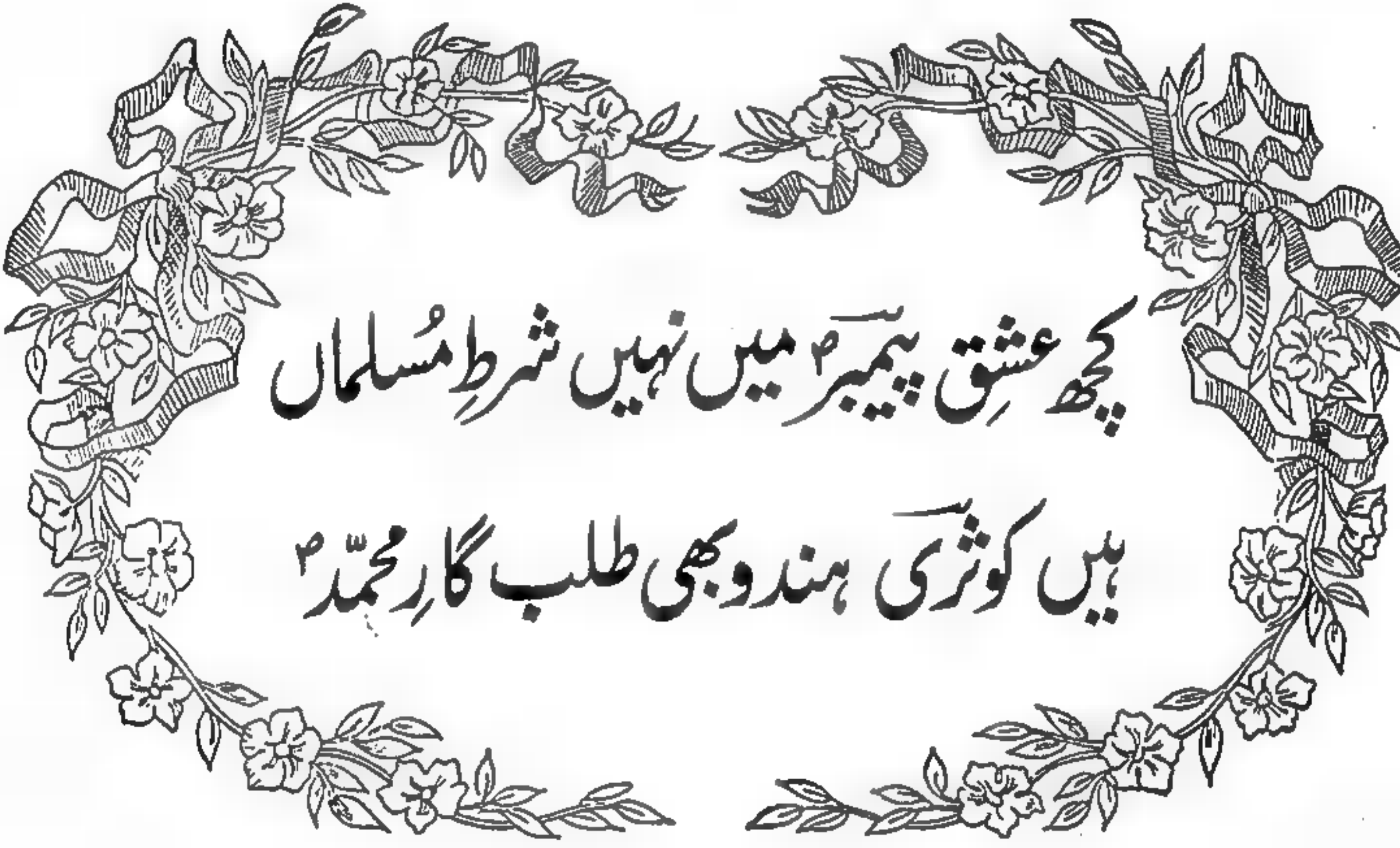
(سنڌي)

مخدوم محمد زمان "طالب المولى"

منهنجي عشق جو يا محبوب خدا، آغا نه تون، انجام به تون
منهنجو طاعت، ملت، مذهب تون منهنجو دين به تون اسلام به تون
آهين آس به تون، اميد به تو، پيوڪين ڏٺو سوا تنهنجي مون
منهنجي قرب جو ڪعبو قبلو تون، منهنجو حج به تون احرام به تون
هر شيءِ ۾ تنهنجو حسن ڏٺو، سڌ توکان سوا ٻي ڪانه پيم
منهنجو اڳ به تون ۽ پوءِ به تو منهنجو صبح به تون ۽ شام به تون
آهي دل ۾ تنهنجي تات مٺاءِ ۽ وات ۾ تنهنجي بات مٺا
منهنجو مقصد تون، منهنجو مطلب تون منهنجو ساقي تون ۽ جام به تون
آهين حسن انزل جو راز به تون قدرت جو ناز غمان به تون
محبوب به تون، مطلوب به تون قاصد به تون ۽ پيغام به تون
آهين رونق باغ جهان جي تون هر روز سندن آه فزون
صياءَ به تون آهين، دام به تون ۽ گل به تون، گلڦار به تون
چا عظمت، شوڪت ۽ سطوت، بي مثل وري تنهنجي رحمت
منهنجو درد به تون، منهنجو سونر به تون راحت به تون ۽ آرام به تون
پيو منهنجي نظر ۾ ناهي ڪو منجه هر دو جهان ۾ طالب جو
سردار به تون، سرڪار به تون، ارشاد به تون احڪام به تون

شيخ عبد الحليم جوش

محبت جنهن جي فطرت هئي، صداقت جنهن جي سيرت هئي
عبادت زندگي ۽ زندگي جنهن جي عبادت هئي
اهو انسان ڪامل عرش تائين جنهن جي رفعت هئي
سڀن جي لاءِ رحمت هو، سڀن تي جنهن جي رحمت هئي
ڪڏهن ڪنهن سان عداوت هئي نه ڪنهن جي لاءِ نفرت هئي
محمد جي نظرم هر بشر جي لاءِ عزت هئي
ڪڪرو انگرو سايو مينهن جنهن پنهنجي مروت جو
بنا ڪنهن فرق جي پنهنجن پراون تي عنايت هئي
چتي پاڇائي پاڇاها، اُتي انسان اُپري پيا
اُتي فانوس ٿيا روشن، چتي ظلمت ٿي ظلمت هئي
اُتي ماحول پيدا ٿيو محبت جو اُخوت جو
چتي ويڇائي ويڇاها، چتي نفرت ٿي نفرت هئي
نظرم سوچ ۾، گفتار ۾، ڪردار ۾ جنهنجي
انزل کان تا ابد قائم رهڻ واري حقيقت هئي
ڪڏهن غار حرام هو ڪڏهن عرش معلّٰي ويو
نبيءَ جي نقش پا ۾ آدميت لاءِ عظمت هئي
محمد سوجهرو هو پاٽ اوندهه جي نرمان ۾
محمد هڪ صدا هئي جنهن ۾ لافاني صداقت هئي
ڌني سڀ کي محمد مصطفيٰ قرآن جي دولت
عمل جي روشني عرفان ۽ ايمان جي دولت



کچھ عشق پیمر میں نہیں شرطِ مسلمان
ہیں کوثری ہندو بھی طلبِ گارِ محمدؐ



قبرہ خضر و سید

کبیر داس بنارسی

آنجھانی سن ۹۲۲ھ
۱۵۱۸ء

کبیر داس نے ایک عجیب و غریب قطعہ کہا تھا۔ جس میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جس کی رو سے دنیا کے تمام الفاظ اور جملوں سے ”محمدؐ“ کا عدد (۹۲) برآمد ہوگا۔ یہ قطعہ اس تناثر کا غماز ہے کہ دنیا جہان کی کوئی چیز نام محمدؐ سے خالی نہیں۔ قطعہ یہ ہے۔

عدد نکالو ہر چیز سے چوگن کر لو دائے

دو ملا کے پچگن کر لو بیس کا بھاگ لگائے

باقی بچے کے نوگن کر لو دو اس میں دو اور ملائے

کہتے کبیر سنو بھئی سادھو نام محمدؐ آئے

تشریح :- جو لفظ بھی آپ فرض کریں اس کے عدد بحساب ابجد نکال لیجئے۔ پھر اس عدد کو چار سے ضرب دیجئے حاصل ضرب میں ۲ عدد ملا دیجئے۔ پھر اس حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیجئے اور پھر اس حاصل ضرب کو بیس سے تقسیم کر دیجئے۔ تقسیم کے بعد جو عدد باقی بچے اس کو ۹ سے ضرب دیجئے اور پھر اس حاصل ضرب میں دو عدد ملا دیجئے۔ پس اس وقت جو عدد حاصل ہوگا وہ ۹۲ کا عدد ہوگا جو کہ محمدؐ کا عدد ہے۔ اس طرح کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ عددوں والے جس حرف و لفظ سے بھی آپ تجربہ کریں بالکل صحیح پائیں گے۔

گورونانک جی

آنجہانی سہ ۹۲۵
۱۵۳۸ء

اٹھے پہر بھوندا پھرے کھا دن رستے سول

دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چیت نہ ہوئے رسول

وہ شخص آٹھوں پہر بھٹکتا پھرے اور اس کے سینے میں

درد اٹھتا رہے۔ وہ دوزخ میں کیوں نہ پڑے جب اس کے

دل میں رسول کی چاہ نہ ہو۔

م محمدؐ من توں، من کتباں چار

من خدائے رسولؐ نوں، سچا ای دربار

تو حضرت محمدؐ کو مان اور چاروں کتابوں کو بھی مان۔

تو خدا اور رسولؐ (دونوں) کو مان کیونکہ خدا کا

دربار سچا ہے۔

(جنم ساکھی)



سرور جہاں آبادی، منشی درگاسہائے

آنجہانی سب ۱۳۲۸ھ
۱۹۱۰ء

دل بے تاب کو سینے سے لگالے آجا کہ سنبھلتا نہیں کم بخت سنبھالے آجا
پاؤں ہیں طولِ شبِ غم نے نکالے آجا خواب میں زلف کو مکھڑے سے لگالے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتہ کہ بنا نور ازل سے ہے سراپا تیرا
اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا کون ہے ماہِ عرب کون ہے محبوبِ خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

دل ہی دل میں مرے ارمان کھلے جاتے ہیں خاک پر گر کے دُراشک رُلے جاتے ہیں
تیری رسوائی پہ کم بخت تلے جاتے ہیں ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں
کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا

رہائے و اماندگی و سعتِ دامنِ صراط المدد المدد اے خضرِ بیابانِ صراط
ہر قدم پر نگہِ یاس ہے یا رانِ صراط دیکھتے ہیں تجھے مڑ مڑ کے ضعیفانِ صراط
ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا

کان میں کچھ جو ادھر عذرِ نزاکت نے کہا مرجبا بڑھ کے ادھر شاہدِ وحدت نے کہا
آبلائیں تری لوں جوشِ محبت نے کہا پہنچا محبوب تو مشاطہ قدرت نے کہا
خلوتِ راز میں اے ناز کے پالے آجا



شاد، سرکشن پر شاد

آئینہانی سب ۳۵۹
۱۹۴۰ء

کان عرب سے لعل نکل کر سرتاج بنا سرداروں کا
نام محمد اپنا رکھا سلطان بنا سرداروں کا
بندہ کے سر پر سبز عمامہ کا ندھے پر رکھ کر کالی کملی
ساری خدائی اپنی کر لی مختار بنا مختاروں کا
تیرا چرچا گھر گھر ہے، جلوہ دل کے اندر ہے
ذکر ہے تیرا لب پر جاری دلدار بنا دلداروں کا
روپ ہے تیرا رتی رتی نور ہے تیرا پتی پتی
مہرومہ کو تجھ سے رونق نور بنا سیاروں کا
یو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ تھے چار عناصر ملت کے
کثرت وحدت میں جیسے حال وہ تھا ان چاروں کا
کسب تجلی کرتے تھے چاروں مہر نبوت سے
بخت رسا تھا برج شرف میں تیرے چار یاروں کا
بادۂ عرفاں ملتا ہے ساقی کے میخانہ سے
شاد مقدر فضل خدا سے جاگا اب میخواروں کا



کوثری، دلو رام

آنجہانی سید ۱۳۶۵ھ
۱۹۴۵ء

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ	خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ
کتب خانے کے منسوخ سارے	کتاب حق ہے تکرانِ محمدؐ
نبیؐ کے واسطے سب کچھ بنا ہے	بڑی ہے قیمتی جانِ محمدؐ
شریعت اور طریقت اور حقیقت	یہ تینوں ہیں کنیزانِ محمدؐ
فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں	غلامانِ غلامانِ محمدؐ
نبیؐ کا نطق ہے نطقِ الہی	کلام حق ہے فرمانِ محمدؐ
خدا کا نور ہے نورِ پیمبرؐ	خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ	بہی ہیں چار یارانِ محمدؐ
علیؓ ان میں وصیؓ مصطفیٰؐ ہے	علیؓ ہے رنگِ بستانِ محمدؐ
علیؓ و فاطمہؓ شبیرؓ و شبیرؓ	بسا ان سے گلستانِ محمدؐ

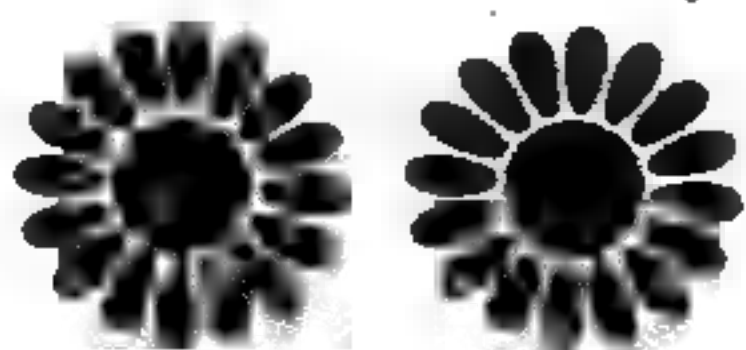
بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا

میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

کیفی دہلوی، پنڈت برجموہن دتاتریہ

آنجنہانی سن ۱۳۷۵ھ
۱۹۵۵ء

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولؐ دوسرا کا
مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا
تھی بعثتِ محمود خُداوند کو منظور
تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دُعا کا
پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا
معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت
ہے خلدِ بریں روضہٴ پُر نور کا خا کا
دے علم و یقین کو مرے رفعتِ شہِ عالم
نام اونچا ہے جس طرح حرا اور صفا کا
یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جیسے
بطحا سے ہوا جلوہ فگن نور خُدا کا
ہے حامی و مددِ مراد شافعِ عالم
کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا



اختیار ہری چند

آنجہانی ۱۳۷۷ھ
۱۹۵۸ء

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اُس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے میحا کر دیا

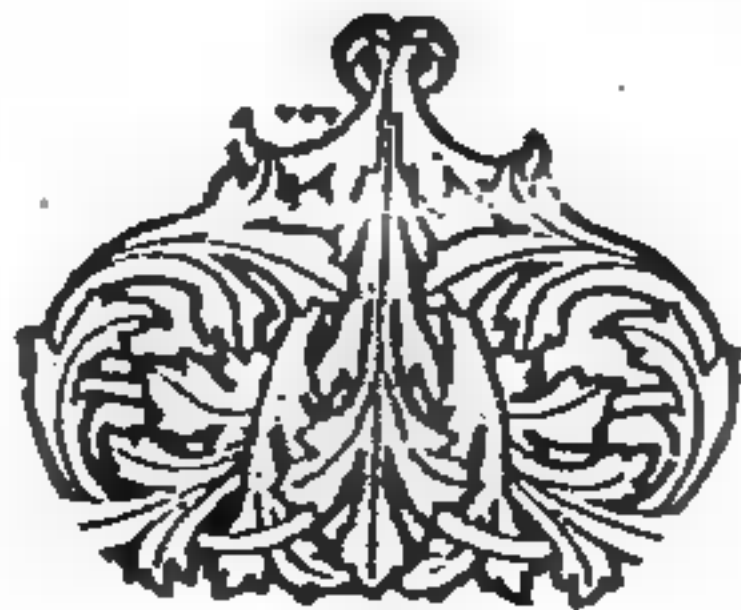
شوکت مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الہی قصر کسری کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

کہہ دیا لَا تَقْنَطُوا اَنتَر کس نے کان میں
اور دل کو سربِ محو تمنا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حُسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالمِ آشکارا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا



محروم، تلوک چند

آنجہانی سہ ماہی
۱۳۸۶ھ
۱۹۶۶ء

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر

مبارک پیش رو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے

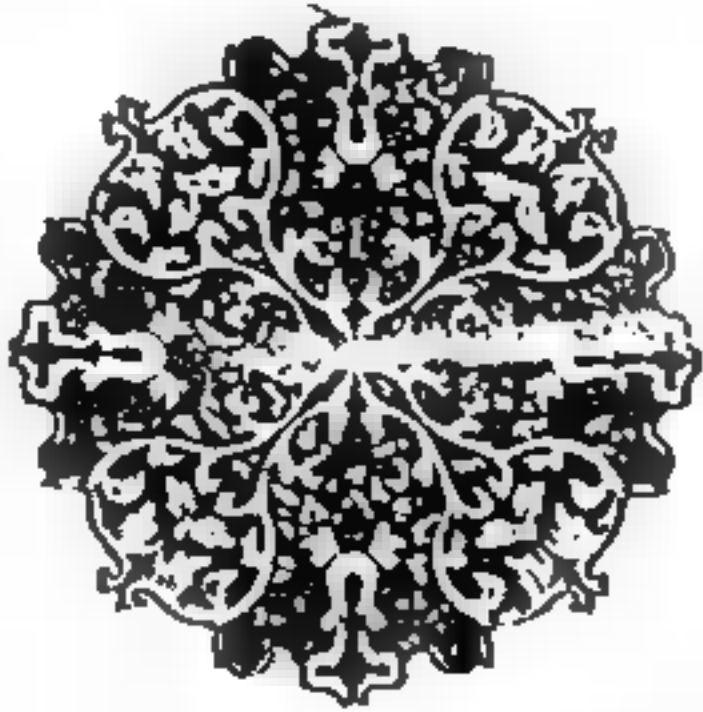
انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطرافِ عالم میں

شمیم جانفزائی ہے مکہ اور مدینے سے



عرشِ ملیانی، بالملکند

کہہ دل کا حال شاہِ رسالت مآب سے
ہو بے نیاز ذکرِ عذاب و ثواب سے
دل کو اگر ہے چاند بنانے کی آرزو
کر اکتسابِ نور اسی آفتاب سے
ذکرِ نبیؐ کروں گا تو کہہ دوں گا حشر میں
لایا ہوں ارمغانِ یہ جہانِ خراب سے
سجدہ گزار ہو کے درِ مصطفیٰ پہ تو
ہو ملتی کرم کا خدا کی جناب سے
کہتی ہے خلق مجھ کو خراباتی نبیؐ
اچھا کوئی خطاب نہیں اس خطاب سے
کیف خیال شاہِ رسالت سے مست ہو
بڑھ کر کوئی شراب نہیں اس شراب سے
ہونا ہے عرشِ دولت دیں سے جو بہرہ دہ
تو بھی رجوعِ کرشمہ دیں کی جناب سے



فسراق گورکھپوری (رگھوپتی سہائے)

انوار بے شمار معدود نہیں

رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں

معلوم ہے کچھ تم کو محسوس کا مقام

وہ اُمتِ اسلام میں محدود نہیں



سحر، کنور مہبت در سنگھ بیدی

تکمیل معرفت ہے محبت رسولؐ کی

ہے بندگی خدا کی اطاعت رسولؐ کی

ہے مرتبہ حضورؐ کا بالائے فہم و عفتل

معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسولؐ کی

تسکین دل ہے سرور کون و مکاں کی یاد

سرمایہ حیات ہے الفت رسولؐ کی

انسانیت، محبت باہم، تمیز، عقل

جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسولؐ کی

فرمانِ رب پاک ہے فرمانِ مُصطفیٰؐ

احکامِ ایزدی ہیں ہدایت رسولؐ کی

اتنی سی آرزو ہے بس اے رب دو جہاں

دل میں رہے سحر کے محبت رسولؐ کی

آزاد، جگن ناتھ

سلام اُس ذاتِ اقدس پر سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر جو آیا رحمۃً للعالمین بن کر
پیامِ دوست بن کر صادقُ الوعدہ و امین بن کر
سلام اس پر جلالتِ شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں
سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو نذرانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ
بڑے چھوٹے میں جس نے اک اُنحوت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیز بندہ و آفتِ مٹا ڈالی
سلام اُس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
رہا زیرِ قدم جس کے شکوہ و سرخافتانی
سلام اُس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پہ ناصیہ فرسا
سلام اُس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا
سلام آزاد کا آزاد کی رنگیں بیانی کا

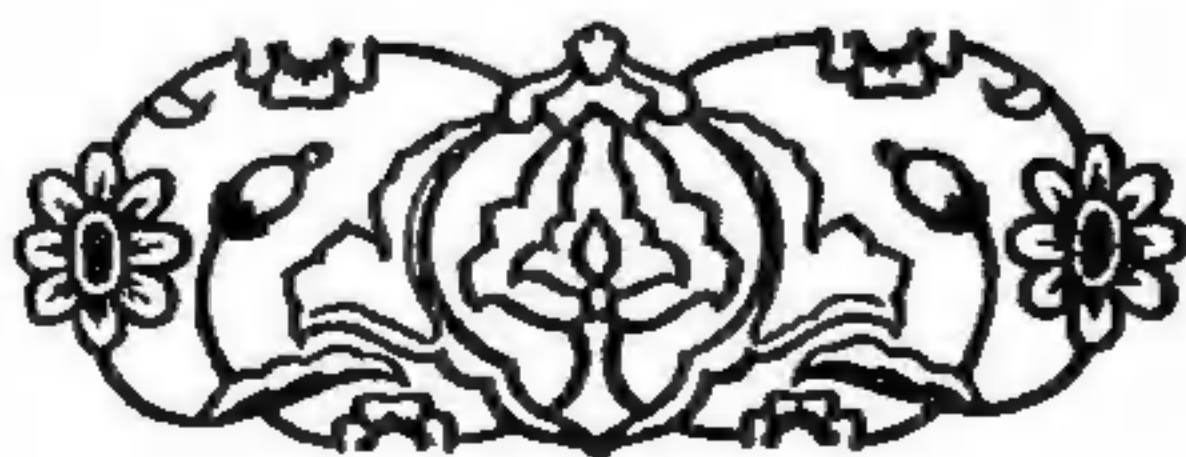


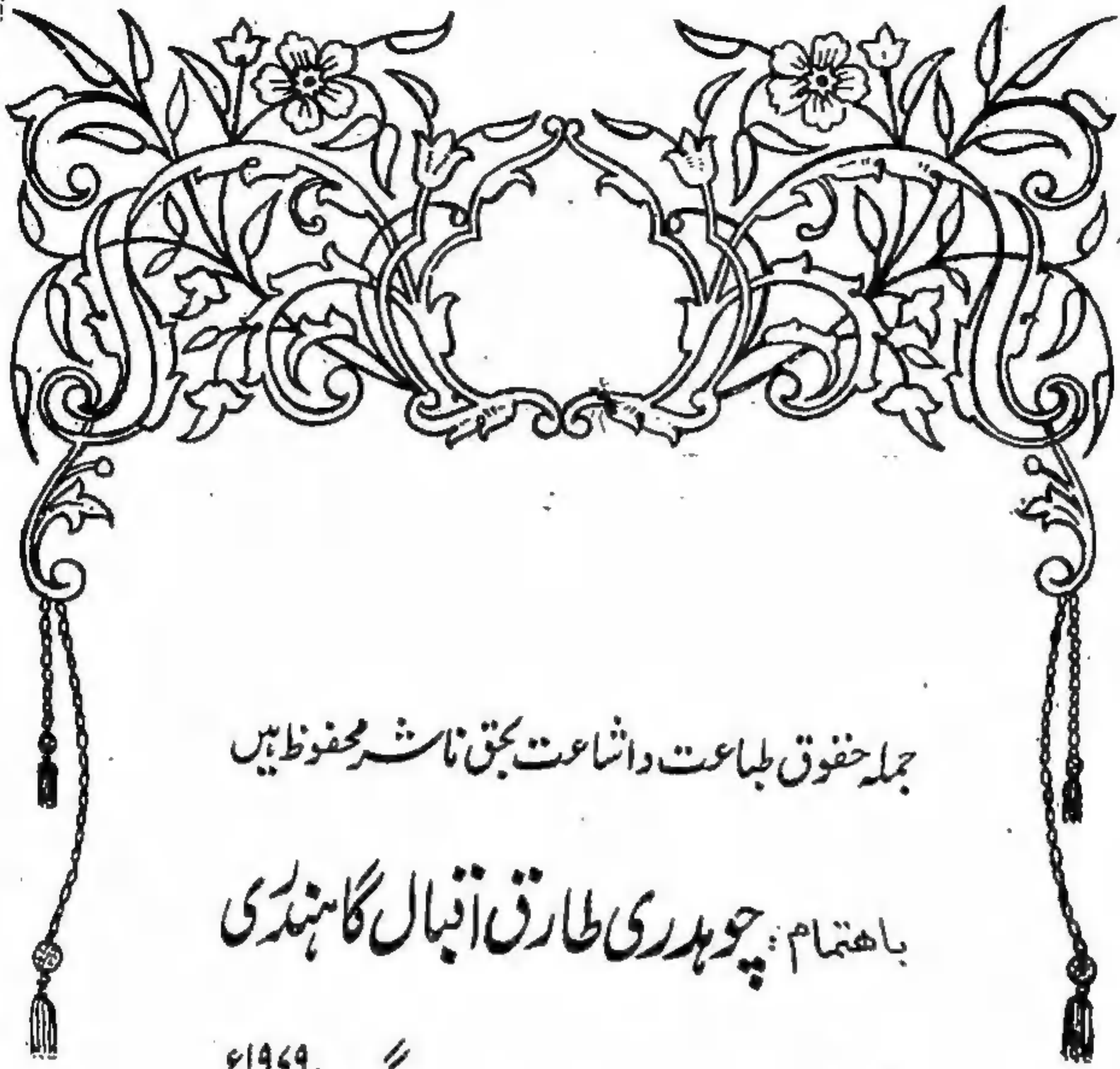
بھگوآن ، رانا بھگوانداس

نبی مکرم شہنشاہِ عالی	بہ اوصاف ذاتی و شانِ کمالی
جمالِ دو عالم تیری ذاتِ عالی	دو عالم کی رونق تری خوش جمالی
خدا کا جو نائب ہوا ہے یہ انسان	یہ سب کچھ ہے تیری ستودہ خصالی
توفیاضِ عالم ہے داتاۓ اعظم	مبارک ترے در کا ہر اک سوالی
نگاہِ کرم ہو نواسوں کا صدقہ	ترے در پہ آیا ہوں بن کر سوالی
میں جلوے کا طالب ہوں کج جانِ عالم	دکھا دے دکھا دے وہ شانِ جمالی
تیرے آستانہ پہ میں جان دوں گا	نہ جاؤں نہ جاؤں نہ جاؤں گا خالی
تجھے واسطہ حضرتِ فاطمہؑ کا	میری لاج رکھ لے دو عالم کے والی

نہ مایوس ہونا یہ کہتا ہے بھگوآن

کہ جو محمدؐ ہے سب سے نرالی





جملہ حقوق طباعت و اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

باہتمام: چوہدری طارق انبال گاہندی

اگست ۱۹۶۹ء	_____	اشاعت سوم
عبدالرؤف	_____	کتابت
انور کمال	_____	ترتیب

ہدیہ ۳۶/- روپے

طباعت: نفیس اکیڈمی آف سٹ پرنٹرز

اسٹریٹ روڈ، کراچی۔ فون نمبر ۲۱۳۳۰۳

الربيعان

چند سو سال

نعمتوں کا انجمن

شعریں و طبعی

میں سے کہیں کہیں (میں سے کہیں کہیں)